قرآن پاک اور بخاری و مسلم کی روشنی میں

علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱

پروفیسر احمد رضا خاںؒ

تحریکِ مطالعۂ قرآن

قرآن پاک اور بخاری و مسلم کی روشنی میں

علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از

پروفیسر احمد رضا خان

گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور

زیر اہتمام

تحریکِ مطالعہ قرآن

المرکز الاسلامی والٹن روڈ لاہور

0322-4280455

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق مصنف و تحریکِ مطالعہ قرآن محفوظ ہیں

نام کتاب : علمِ مصطفیٰ ﷺ

تصنیف : پروفیسر احمد رضا خاں

تعداد طباعت چہارم : 1000

مطبع : جے ایم آرٹ پریس لاہور

قیمت : 220 روپے

سنِ اشاعت : جولائی 2012ء

ملنے کے پتے

☆ جامعہ المرکز الاسلامی مین والٹن روڈ لاہور کینٹ، 0322-4677266

☆ نعیمی کتب خانہ، الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ 40 اُردو بازار لاہور

042-37248927

☆ گنج بخش کتب مارکیٹ نزد دربار داتا صاحب لاہور

حسنِ ترتیب

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
01	انتساب	15
02	مقدمہ از مفسر قرآن سید ریاض حسین شاہ	17
03	نعمت .... ذکر نعمت	20
پہلا باب	قرآن مجید اور انبیاء کرام علیہم السلام کا علمِ پاک	23
05	اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے	25
06	حضرت آدم علیہ السلام کو بھی علم غیب عطا فرمایا گیا	25
07	حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وسیع علم و مشاہدہ عطا کیا گیا	27
08	اور...... مافی الرحم...... کا غیبی علم بھی عطا ہوا	28
09	حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھی علم غیب عطا فرمایا گیا	28
10	حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی علم غیب عطا فرمایا گیا	31
11	حضرت خضر علیہ السلام کو بھی علم غیب سکھایا گیا	32
12	حضرت زکریا علیہ السلام کے لیے علم فی الرحم کا ثبوت	34
13	یہ غیبی علم حضرت مریم کو بھی عطا ہوا	35
14	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی علم غیب عطا فرمایا گیا	35
15	لوح محفوظ کی تمام تفصیل قرآن میں ہے	36
16	قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے	37
17	قرآن کا نام قرآن کیوں ہے؟	38

18	حضور ﷺ کو خود رحمٰن نے قرآن سکھایا	38
19	قرآنی علوم کی وسعت و جامعیت کی جھلکیاں	39
20	حضور ﷺ کے علم پاک کا مزید بیان	40
21	علم غیب کی عطا فضل عظیم ہے	40
22	اور حضور ﷺ غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں	41
دوسرا باب	افراد کے اعمال اور دلوں کی دنیا کا علم	43
24	"انا شهيد عليكم" کی ایمان افروز تشریح	45
25	لوگوں کے اعمال اور حضور ﷺ کا علم	48
26	حضور ﷺ کا آگے پیچھے یکساں دیکھنا	48
27	نہ خشوع ہے مخفی، نہ رکوع پوشیدہ	49
28	دل کی بات جان لی حضور ﷺ نے	51
29	دل کا وسوسہ بھی آپ ﷺ کی نظر میں ہے	53
تیسرا باب	دور و نزدیک یکساں دیکھنا	55
31	موتہ کا میدان مدینہ میں دیکھا	57
32	دیوار تو دیوار، سوراخ بھی دیکھ لیا	59
33	نظر کا سفر، مدینہ سے حبشہ	61
34	مکہ میں شہید ہونے والے کا مدینہ میں تذکرہ	62
35	ایسی سماعت پر لاکھوں درود، ایسی بصارت پہ لاکھوں سلام	62
36	اِدھر منافق مرا، اُدھر حضور ﷺ نے خبر دے دی	63
37	کہاں فارس، کہاں مدینہ	63

38	ساری زمین .... نگاہ نبی ﷺ میں	64
چوتھا باب	"ما في غد، ماذا تكسب غدًا اور ما في الارحام" کا علم	67
40	یہ علم تو فرشتے کو بھی حاصل ہے	69
41	فرشتے کو رزق اور انجام بھی معلوم ہے	69
42	کل کیا ہوگا اور علی ؓ کل کیا کریں گے؟	71
43	مستقبل کی باتیں اور صحابہ ؓ کا عقیدہ	73
44	حضور ﷺ کا علم پاک اور حضرت عمر فاروق ؓ کا عقیدہ	74
45	حضرت عثمان ؓ کے مصائب کا علم	75
46	برسوں بعد ہونے والے واقعہ کا علم	77
47	حضور ﷺ کا مستقبل کے مجاہدین کو دیکھنا	78
48	"انصار کی حق تلفی ہوگی"	79
49	"اے جابر! عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے"	80
50	یہ اُمت قریشی لڑکوں کے ہاتھوں برباد ہوگی	81
51	اہل حدیث عالم وحید الزماں کا بیان	82
52	مافی غد کا تفصیلی علم	84
53	مستقبل کی سیاست بھی حضور ﷺ کی نظر میں ہے	85
54	مسلمان کہاں کہاں لڑیں گے اور نتیجہ کیا ہوگا؟	86
55	مستقبل میں ایسا بھی ہوگا	86
56	اور ایسا بھی ہوگا	86
57	اِدھر فتنہ ہے	87
58	شقاوت اور سنگ دلی مشرق میں ہے	87

59	کفر کا گڑھ مشرق میں ہے	87
60	مشرق سے شیطان کا سینگ نکلے گا	88
61	مشرق سے شیطان کے دو سینگ نکلیں گے	88
62	حضور ﷺ کی دعائے برکت سے محروم رہنے والا یہ علاقہ کہاں ہے؟	89
63	حضور ﷺ نے قبیلوں کے نام بھی بتا دیئے	90
64	''اہلِ حدیث'' عالم مسعود عالم ندوی کا بیان	91
65	مشرق کے ان لوگوں کی خاص نشانی کیا ہے؟	91
66	گستاخانِ رسول کے خارجی گروہ کی نشان دہی	92
67	خارجیوں کی ایک نشانی	93
68	خارجیوں کی ایک اور نشانی	93
69	گستاخ گروہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر	93
70	خارجیوں کی خاص عادت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی رائے	94
71	قیامت سے پہلے کیا ہوگا؟	95
72	سرزمین حجاز سے آگ ظاہر ہوگی	95
73	قیامت سے پہلے دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نکلے گا	96
74	قحطان کا ایک شخص لوگوں کو لاٹھی سے ہنکائے گا	97
75	سرخ چہرے، چپٹی ناک اور چھوٹی آنکھوں والوں سے قتال ہوگا	97
76	یہودی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو جائیں گے	97
77	قیامت سے پہلے جہجاہ نام کا بادشاہ ہوگا	98
78	قیامت سے پہلے تیس دجال اور کذاب آئیں گے	98
79	ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے	98

80	حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا ہے اور دجال کو بھی	99
81	دجال مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا	99
82	قیامت کی خاص نشانیاں	9.9
83	حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور دجال کو قتل کریں گے	100
84	کتنا تفصیل سے بتایا ہے میرے حضور ﷺ نے	100
6واں باب	موت کے...... وقت، جگہ اور کیفیت...... کا علم	105
86	کل کون کون قتل ہوگا؟	107
87	وحید الزماں صاحب کا تبصرہ	107
88	حضور ﷺ نے نام لے لے کر کافروں کے مرنے کی جگہ بتائی	107
89	''بیٹی! سب سے پہلے تمہارا وصال ہوگا''	108
90	ازواج میں سب سے لمبے ہاتھوں والی پہلے فوت ہوگی	109
91	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال سے آگاہ فرما دیا	111
92	حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے وصال سے آگاہ فرما دیا	112
93	حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے آگاہ فرمایا	112
94	''تم مدتوں زندہ رہو گے''	113
95	بایّ ارض تموت کے علم کا ایک اور واقعہ	114
96	کون کیسے فوت ہوگا؟	114
97	حضور ﷺ تو حضور ﷺ صحابہ پاک رضی اللہ عنہم بھی جانتے تھے	117
ساتواں باب	عالمِ برزخ اور مقاماتِ آخرت کا علم	121
99	حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا	123
100	حضور ﷺ نے قبروں میں ہونے والا عذاب دیکھ لیا	123

101	''میں قبروں کا عذاب سنتا ہوں''	124
102	مقاماتِ آخرت کا ایسا علم، اللہ اللہ!	125
103	''فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! تم جنتی عورتوں کی سردار ہو''	126
104	حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کیلئے جنت میں موتیوں کا محل ہے	126
105	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آخرت میں بھی حضور ﷺ کی زوجہ ہیں	127
106	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا	127
107	حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنتی محل بھی دیکھا	128
108	یہ دس صحابہ (رضی اللہ عنہم) جنت میں جائیں گے	129
109	''ثابت رضی اللہ عنہ! تم جہنمی نہیں، جنتی ہو''	129
110	حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اہل جنت میں سے ہیں	130
111	حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جنت مین چلنا اور حضور ﷺ کا سننا	131
112	حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنت میں	131
113	حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنتی رومال	131
114	شرکاءِ بدر رضی اللہ عنہم سب جنتی ہیں	132
115	سب کے سب اصحابِ شجرہ جنتی ہیں	132
116	حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں	132
117	جنت میں حضور ﷺ کے ہمسائے	132
118	حضور ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو جنت میں اڑتے دیکھا	132
119	یہ شخص جہنمی ہے	133
120	سوال کرنے والے! تیرا ٹھکانہ دوزخ ہے	134
121	(تم جس کو شہید کہتے ہو) ''میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے''	134

122	جنت اور جہنم میں داخل ہونے والوں کا تفصیلی علم	135
7واں باب	نہ جنت ہے مخفی، نہ دوزخ ہے اوجھل	137
124	تفصیلاتِ محشر اور حضور ﷺ کا علمِ پاک	139
125	محشر کی مٹی کا رنگ	139
126	محشر کے دن لوگوں کے تین گروہ	139
127	محشر کے دن لوگ کس حالت میں ہوں گے؟	139
128	لوگ روزِ محشر پسینے پسینے	140
129	اللہ تعالیٰ اور کافر کے درمیان کیا گفتگو ہوگی؟	140
130	حوضِ کوثر کی تفصیلی معلومات	140
131	تفصیلاتِ جنت اور حضور ﷺ کا علم پاک	141
132	جنت کے درخت کا ایسا طویل سایہ	141
133	جنت کا خوبصورت خیمہ	141
134	جنت کی عورت کیسی ہے اور جنت کا دوپٹہ کیسا ہے؟	141
135	جنت کی مٹی کا رنگ کیسا ہے؟	142
136	جنت کے دروازوں کی تعداد	142
137	جنت کی خوشبو	142
138	جنت کے درجے	142
139	جنت والوں کا پہلا کھانا کیا ہوگا؟	143
140	اہل جنت کے کھانے پینے کی مزید تفصیل	143
141	جنت کے دریاؤں کے نام	143
142	اللہ تعالیٰ اہل جنت سے کیا کلام فرمائے گا؟	143

143	جنت کا جمعہ بازار اور اہلِ جنت کا حسن و جمال	144
144	جنت کی دیگر نعمتیں	144
145	جنتیوں کی سدا بہار جوانی	145
146	جنت کی خوبصورت حوریں	145
147	جنت میں کھیتی باڑی کرنے والا	145
148	جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا	146
149	تفصیلاتِ جہنم اور حضور ﷺ کا علم پاک	147
150	جہنم کی آگ	147
151	آگ کی ستر ہزار لگامیں	147
152	جہنم کی گہرائی	147
153	کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ	148
154	کافر کی داڑھ	148
155	جہنم کا ہلکا ترین عذاب کیا ہوگا؟	148
156	یہ جنت اور جہنم ...... سب کچھ حضور ﷺ نے دیکھا ہوا ہے	148
157	آپ ﷺ نے جنت اور جہنم کو اتنا قریب سے دیکھا کہ......	149
8واں باب	**جو چاہو پوچھ لو میرے حضور ﷺ سے**	153
159	قیامت تک کی چیزوں کا تفصیلی بیان	155
160	اول تا آخر کا سارا علم	155
161	بحرِ علم کی وسعتیں	156
162	اور وہ غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں	156
163	علم کی بٹتی ہے خیرات مدینے میں	156

164	''مجھ سے جو پوچھو گے میں بتاؤں گا''	157
165	اگر مگر کے رستے بند	157
نواں باب	**حضور ﷺ کے علم پاک کی برکتیں**	161
167	''اور اسلام میرے دل میں سما گیا''	163
168	حضرت عمیر ؓ کے قبولِ اسلام کا دلچسپ واقعہ	163
169	غیب کا بیان سنا اور اسلام کی گواہی دے دی	165
170	باذان (ؓ)! تیری عظمت کو سلام	166
171	عتاب اور حارث پکار اٹھے کہ..........	167
172	یہ غیب کی باتیں ہیں جو نبی (علیہ السلام) کے سوا کوئی نہیں جانتا	168
10واں باب	**......کہ گمانِ نقص جہاں نہیں**	169
174	کیا بروزِ قیامت حضور ﷺ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے؟	172
175	چند احادیث مبارکہ	172
176	دلچسپ بات یہ ہے کہ..........	174
177	کیا مجرم قیامت کے دن بھی نہیں پہچانے جائیں گے؟	176
178	مومن اور مجرم جدا جدا	177
179	منافقوں اور مرتدوں کو صحابی کہنے کا سبب	178
180	منافقین کا استہزاء	179
181	استہزاء کی سزا	179
182	اس سزا کی ایک مثال	179
183	منافقین کو اصحابی کہنے کی مثالیں	180
184	ایک سوال	181

185	حسرت ویاس میں مبتلا کرنے کے بارے میں احادیث	181
186	دوسرا سوال	182
187	تیسرا سوال	183
188	فیصلہ کن حدیثِ پاک	183
189	کیا حضور ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم نہ تھا؟	185
190	واقعہ افک کی تفصیل	185
191	بخاری شریف کی حدیث پاک سے علم ویقین کا روشن بیان	187
192	جھوٹی تہمت کے بارے میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا علم ویقین	187
193	بریرہ کنیز رضی اللہ عنہا کا علم ویقین	187
194	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا علم ویقین	187
195	حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا علم ویقین	187
196	خود حضور ﷺ کا علم ویقین	188
197	مزید احادیث مبارکہ	190
198	لوگوں کے تین گروہ	191
199	کیا حضور ﷺ کو اپنے انجام اور مقام کی خبر نہیں؟	194
200	لفظ اَدْرِیْ کی تحقیق	195
201	اس آیت کا سیاق وسباق بھی پیش نظر رہے	196
202	زمانۂ نزول کی روشنی میں	196
203	مقام مصطفیٰ ﷺ از کلام خدا عزوجل	198
204	ہر لمحہ درجات کی بلندی	198
205	مقام مصطفیٰ ﷺ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ	198

206	سب کے سردار ہمارے نبی ﷺ	198
207	مقام محمود فقط آپ ﷺ کے لئے ہے	199
208	سب سے پہلے آپ ﷺ ہی سفارش کریں گے	199
209	سب سے پہلے آپ ﷺ ہی پل صراط سے گزریں گے	199
210	حضور ﷺ سے ملاقات حوضِ کوثر پر ہوگی	200
211	حضور ﷺ کا اپنے حوض کوثر کو دیکھنا	200
212	ہمارے آقا ﷺ سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے	200
213	یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں حضور ﷺ کے بہت قریب ہوگا	201
214	اور حضور ﷺ کا اپنے جنت کے مقام کو دیکھنا	201
215	وصال سے پہلے ہر نبی علیہ السلام اپنا جنت کا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے	201
216	چند اصولی گزارشات	203
11واں باب	بے ادب...... بدنصیب	207
218	حضور ﷺ کے علم پاک کی وسعت وعظمت کا انکار کرنے والے	209
219	مومن اور منافق جدا جدا	209
220	حضور ﷺ کو بے خبر کہنے والے	209
221	حضور ﷺ کے علم غیب پر طعن کرنے والے	210
222	منافق ہی مذاق اڑاتے ہیں اور منافق ہی اعتراض کرتے ہیں	210
223	سورہ توبہ کی یہ آیت کب اور کیسے نازل ہوئی؟	210
224	اس رویے کا انجام کیا ہوا؟	211
225	اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے	212

12واں باب	صحابہ کرام ؓ کا عقیدہ	213
227	اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ	215
228	حضرت اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ	216
229	امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ کا عقیدہ	217
230	امیر المومنین حضرت عثمان غنی ؓ کا عقیدہ	218
231	حضرت عثمان غنی ؓ کو اپنی شہادت کا ایسا یقین کیوں تھا؟	220
232	امیر المومنین حضرت علی ؓ کا عقیدہ	221
233	حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا عقیدہ اور حضرت ابن عمر ؓ کا عقیدہ	222
234	حضرت ابو ہریرہ ؓ کا عقیدہ	222
235	حضرت ام ربیع ؓ کا عقیدہ	224
236	حضرت عمرو بن العاص ؓ کا عقیدہ	225
237	حضرت عکاشہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ	226
238	حضرت حذیفہ ؓ کا عقیدہ	229
239	سوئے منزل..........سوئے مدینہ	231
240	تعارف تحریکِ مطالعہ قرآن	237

اطلاع

اس ایڈیشن کی جملہ آمدن مستقلاً تحریکِ مطالعۂ قرآن کے لیے وقف ہے۔

قرآنی تعلیمات عام کرنے کا ذوق و احساس رکھنے والے احباب

اپنے پیاروں کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے مفت تقسیم

کرنا چاہیں تو خاص رعایت کے لیے رابطہ کریں۔

انتساب

حضور سیدِ عالم، فخرِ بنی آدم، نورِ مجسم، نبیِ مکرم، شفیعِ معظم، رسولِ محتشم،

سرکارِ ابد قرار، مدنی تاج دار، محبوبِ پروردگار، سیدِ ابرار، آقائے نام دار

احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم

کے نام

جن کی محبت ہی میری کل کائنات ہے

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا

وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ رحمۃ اللہ علیہ

❀❀❀❀

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ

ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں

ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

مقدمہ

از

مفکر اسلام مفسر قرآن

حضرت علامہ سید ریاض حسین شاہ

(ڈائریکٹر ادارہ تعلیمات اسلامیہ راولپنڈی پاکستان)

"جینا" کیفیت بھی ہے، بعض اوقات تنگِ وجود بھی ہے اور کبھی یہ ایمان اور ریاضت بھی ہو جاتا ہے۔ اس جہان رنگ و بُو میں سچی بات یہ ہے کہ جینا انہیں کا جینا ہے جو دولت دنیا، مال و منال اور رشتہ و پیوند ایسے بتانِ وہم و گمان کو پائے استغنا تلے روند کر حسنِ ازل کے شاہکار رحمت رسول اللہ ﷺ کے بن کر جیتے ہیں۔ ایسے دیوانگانِ عشق کے جینے کے انداز ہی نرالے، دلچسپ اور رحمت فروغ ہوتے ہیں۔ ان کی سوچوں کا ہمالہ اتنا بلند ہوتا ہے کہ دنیاءِ دوں کے غلام اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ ان کا مسلکِ فکر بس یہی ہوتا ہے۔

نیست از روم و عرب پیوند ما

نیست پابند نسب پیوند ما

دل ز محبوب حجازی بستہ ایم

زیں جہت با یک دگر پیوستہ ایم

یہ وہ زینۂ محبت ہے جس پر قدم رکھنا معراجِ حیات ہے۔اس وظیفۂ زندگی سے محروم بھی بہت لوگ ہیں اور اس سعادت سے بہرہ مند بھی بہت ہستیاں ہیں۔اس محبت نگر کی جو خوشبو پالیتا ہے اس کی سوچوں، اس کے خیالات، اس کے فتاوی، اس کے اعمال اور اس کی تحقیقات سب خوشی سے ایک زنجیر پہن لیتی ہیں......ادب کی، احتیاط کی، حزم کی، ورع کی اور محبوب کی ذات میں کھوئے رہنے اور ڈوبے رہنے کی۔احمد رضا پیار، محبت، احتیاط اور ادب کی راہوں میں چلنے والے ایک نوجوان ہیں۔انہیں عالم یا محقق ہونے کا دعویٰ نہیں۔اصل میں وہ حضور ﷺ کی زلفِ جنت گیر کے اسیر ہیں۔آپ ﷺ کی شان میں کوئی فرد ہو یا مسلک، تنظیم ہو یا گروہ جب بے احتیاطی برتتے تو احمد رضا غم وغصہ کی بجلی بن جاتے ہیں۔چونکہ وہ کالج میں علومِ اسلامی کے اُستاد بھی ہیں اس لئے مطالعہ کرتے ہوئے ان مسالک سے خوب آگاہ رہتے ہیں جن کے حصہ میں سوائے حضور ﷺ کی بے ادبی کے اور کچھ بھی نہیں آیا۔اب بتائیے ایک ایسا شخص جس کی سوچ اور عقیدہ یہ ہو کہ

نسخۂ کونین را دیباچہ اوست
جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست

کبھی برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کے محبوب اور کائنات کے قائد ﷺ کی طرف کوئی بے علمی منسوب کرے۔یہی مطالعہ دراصل احمد رضا کے کام اور کوششوں کے لئے مہمیز بن جاتا ہے۔وہ حدیث کی درجنوں کتابیں پڑھتے جاتے ہیں اور جانِ جمال محمد ﷺ کے علم پر انہیں جو موتی اور جو پھول ملتا جاتا ہے اسے وہ اکٹھا کرتے چلے جاتے ہیں اور اس طرح علم رسالت مآب ﷺ پر دلائل اور احادیث کا ایک خوبصورت چمن کھل اُٹھتا ہے۔اب احمد رضا کی مرضی ہوتی ہے کہ ہر عاشق، ہر محب اور ہر جستجو رکھنے والا اس چمن میں آئے اور علم رسول ﷺ کی بُو پائے۔

پروفیسر احمد رضا کے ہاتھ میں پکڑا ہوا روشن چراغ بلا شبہ کئی لوگوں کی شمع کشتہ کو جلا سکتا ہے۔راقم حروف نے بھی اس دہکتے اور دِل گداز مجموعے کو پڑھا ہے۔خیال ہے کہ ایسا ادب ہی نوجوانوں کے لئے عقیدہ ساز، اخلاق آفرین اور سیرت آگاہ ثابت ہوسکتا ہے۔امید ہے احمد رضا رشحاتِ قلم سے نوجوانوں کو نوازتے رہیں گے۔البتہ احمد رضا کے لیے باغوں کی مہک سے حلاوت مند ہونے کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ تخلیقی، علمی، اور کردار ساز عنوانات پر جدالی انداز کی بجائے صوفیانہ محبت کا اسلوب غالب رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی محنتوں کو قبول فرمائے اور اگر کوئی غلطی ان سے سرزد ہوئی ہے تو اپنے حبیب لبیب ﷺ کے وسیلہ سے انہیں معاف فرمائے۔

طالبِ دعائے رحمت

سید ریاض حسین شاہ

نعمت .... ذکرِ نعمت

علم ایک نعمت ہے .... اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیگر نعمتوں کے علاوہ علم کی اس خاص نعمت سے بھی خوب نوازا مگر ہمارے حضور ﷺ تو اللہ پاک کے خاص محبوب اور اس کی بارگاہ میں سب سے زیادہ مکرم و مقرب ہیں اس لئے اللہ پاک نے جتنا علم آپ ﷺ کو عطا فرمایا، وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آیا۔

...... ماضی و مستقبل کا علم ...... دُور و نزدیک کا علم ...... زمین اور زیرِ زمین کا علم ...... آسمان اور عرش و کرسی کا علم ...... جنت و دوزخ کا علم ...... ظاہر و پوشیدہ کا علم ...... غرض ساری کائنات کا علم ...... دن ہو یا رات ...... خلوت ہو یا جلوت ...... غار ہو یا پہاڑ ...... مسجد ہو یا میدان ...... نماز ہو یا نیند ...... گھر ہو یا محفل ...... سفر ہو یا قیام ...... غرض ہر جگہ اور ہر حالت میں علم و حکمت کا آسمانی نُور قلبِ مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش فزوں سے فزوں تر ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ مُژدہ سنا دیا گیا۔ اے محبوب (ﷺ)! رب کے خزانے بہت وسیع ہیں اور اس کا دستِ عطا بہت فراخ ہے۔ نعمتوں کے سارے خزانے آپ ﷺ کے لئے ہیں۔ جو کچھ آپ ﷺ کو عطا ہوا، یہ خیرِ کثیر تو ہے مگر نہ خیر کی انتہا ہے اور نہ کثرت کی انتہا .... وہ دیتا رہے گا، آپ (ﷺ) لیتے رہیئے۔ ہر لحظہ گزرے لمحے سے بہتر ہوگا اور ہر حالت پہلی حالت سے بہتر ہوگی۔ ﴿مفہوم آیت: 04 سورۃ الضحیٰ﴾

نعمت کی عطا ہوتی رہی، نور کا سمندر پھیلتا رہا، اب کتنی عطا ہوئی اور کتنا سمندر پھیلا ...... ہماری نظر کہاں تک دیکھے، ہماری عقل کہاں تک سمجھے ...... اللہ کی عطا اور آپ ﷺ کے

ظرف کو اپنے پیمانے سے ماپنا اور اپنے ترازو میں تولنا حماقت ہی تو ہے۔

قرآن نے یہی سمجھایا کہ نعمتوں کو یاد کرتے رہو، عطاؤں کے گیت گاتے رہو۔ عطاءِ نعمت محبت کا تحفہ ہے اور ذکرِ نعمت اہلِ محبت کا وظیفہ۔ ذکرِ نعمت اللہ کی سُنّت بھی ہے اور اس کا حکم بھی۔ اس کتاب کی تالیف کا یہی محرک ہے اور یہی سبب۔ یہ کتاب فقط اپنی قلبی محبت کا اظہار اور محبت کے فروغ کی ایک کوشش ہے۔ یہ نعمت کا تذکرہ اور محبت کی محفل ہے۔

محبت ...... ہاں اس محبت کے کئی نام ہیں ...... اس محبت کا ایک نام خوشبو بھی ہے اور خوشبو سے روح مہک جاتی ہے ...... اس محبت کا ایک نام روشنی بھی ہے اور روشنی سے اُلجھی راہیں سلجھتی ہیں ...... اس محبت کا ایک نام سچائی بھی ہے اور سچائی قبول کرنے والے ہی کامیاب رہتے ہیں۔

آؤ نعمت کے اس تذکرے اور محبت کی اس محفل سے اپنی روح کو مہکائیں۔ اپنی راہوں کو سلجھائیں اور کامیابی حاصل کریں۔

کچھ اسلوب کے بارے میں

1- میں نے اس گلدان میں قرآنی آیات کے علاوہ بخاری و مسلم کے گلشن سے دو سو سے زیادہ احادیث کے مدنی پھول سجانے کی کوشش کی ہے۔ قدر شناس جانتے ہیں کہ اس سے بہتر خوشبو اور کہیں سے نہیں ملتی۔

2- ترتیب منظم اور تحریر سادہ و عام فہم ہے۔

3- پڑھنے والوں کو قرآن و حدیث کے قریب رکھنے کے لئے پیچیدہ اور مشکل عبارات و مباحث اور کثیر و طویل تبصروں سے گریز کرتے ہوئے بنیادی مواد پیش کیا ہے۔

4- بنیادی اور مکمل حوالے دیئے ہیں تاکہ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

5- عربی عبارات پر اعراب لگائے ہیں تاکہ عربی زبان میں مہارت نہ رکھنے والوں کے لئے بھی اپنے آقا حضور ﷺ کی پیاری پیاری باتیں پڑھنا اور یاد کرنا آسان رہے۔

6- تلخ و ترش الفاظ اور تند و تیز جملے اور متعدد کتابوں کی گستاخانہ عبارات تحریر کرنے سے قصداً گریز کیا ہے تاکہ لطافت اور سنجیدگی متاثر نہ ہو۔

یارب العالمین! میری کم علمی اور بے عملی کو تجھ سے زیادہ کون جانتا ہے۔ تو نے اس کام کی توفیق دی ہے تو اب میری کوتاہیوں سے درگزر فرما کر اس کوشش کو قبول بھی فرمالے۔ تیری بلند بارگاہ میں تیرے پیارے محبوب ﷺ کے راہِ دین میں بہنے والے خون اور اُمت کے غم میں بہنے والے آنسوؤں کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ تُو مجھے اور میری اولاد سمیت ہر مسلمان کو دین کا سچا درد عطا فرما اور حضور ﷺ کے ہر اُمتی کو آپ ﷺ کی والہانہ محبت و عقیدت اور آپ ﷺ کے دلی ادب و احترام کی تبلیغ کرنے والا بنا، آمین۔

میں مفکرِ اسلام، مفسرِ قرآن علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب، علامہ پروفیسر علی احمد صاحب، حافظ محمد ظہور اللہ چشتی صاحب، جناب ریاض الدین صاحب سمیت ان تمام احباب کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں جن کی علمی راہنمائی، مالی تعاون اور دوڑ دھوپ سے اس کتاب کی ترتیب و تنظیم اور طباعت و اشاعت کے مراحل آسان ہوئے۔ اللہ پاک ان سب احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مجھ نکمّے کو تادمِ آخر دین کی پُرخلوص خدمت کی عادت عطا فرمائے۔ آمین۔

قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ برائے خاکِ مدینہ میری والدہ مرحومہ کی مغفرت اور اس عاجز و مسکین کے حُسنِ خاتمہ کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔

طالبِ دعا احمد رضا قادری عفی عنہ

پہلا باب

قرآن مجید

اور

انبیاء کرام علیہم السّلام

کا

علم پاک

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو علمِ غیب عطا فرماتا ہے

1- وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○

﴿سورۃ آل عمران: 179﴾

''اور اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ (اے عام لوگو!) تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے، تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے''

2- عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ○ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ○

﴿سورۃ جنّ: 27,26﴾

''غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے''

حضرت آدم علیہ السلام کو بھی علمِ غیب عطا فرمایا گیا:

3- وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ ﴿سورۃ البقرہ: 31﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے (حضرت) آدم علیہ السلام کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے پھر سب (اشیاء) ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا: سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ''

اشیاء کے علم سے کیا مراد ہے؟

☆ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام چیزوں کے نام سکھانے کے معنی یہ ہیں کہ رب تعالیٰ نے ان کو وہ تمام جنسیں دکھادیں جن کو پیدا کیا ہے اور ان کو بتادیا کہ اس کا نام گھوڑا اور اس کا نام اونٹ اور اس کا نام فلاں ہے۔ ﴿تفسیر مدارک التنزیل ج1 ص40﴾

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کو ہر چیز کے نام سکھادیے یہاں تک کہ پیالی اور چلّو کے بھی۔ ﴿تفسیر معالم التنزیل 01/47﴾

☆ کہا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں کے نام سکھادیے اور کہا گیا کہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی اولاد کے نام اور کہا گیا کہ ان کو تمام زبانیں سکھادیں۔

﴿تفسیر خازن 01/47﴾

☆(1) ایک طویل حدیث پاک میں ہے کہ جب قیامت کے روز اہلِ ایمان سفارش کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو دیگر گزارشات کے علاوہ یہ بھی عرض کریں گے: وَعَلَّمَكَ اَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ...... ''اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے تو آپ اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں''

﴿بخاری کتاب التفسیر باب قوله و علّم آدم الاسماء كلّها 01/642۔ مسلم۔ نسائی۔ ابن ماجہ﴾

حافظ ابنِ کثیر نے اس حدیث شفاعت کے ذکر کے بعد جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ان کی تمام اولاد کے، سب جانوروں کے، زمین و آسمان، پہاڑ، تری، خشکی، گھوڑے، گدھے، برتن بھانڈے، چرند پرند، فرشتے، تارے وغیرہ تمام چھوٹی بڑی چیزوں کے ذاتی وصفاتی ناموں کے علاوہ کاموں کے نام بھی

سکھادیے۔ نیز نہ صرف ان چیزوں کے نام سکھائے بلکہ ان چیزوں کا مشاہدہ بھی کروایا۔

﴿تفسیر ابن کثیر زیر آیت بالا ج 01 ص 73 مطبوعہ سہیل اکیڈمی شاہ عالم لاہور﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو وسیع علم و مشاہدہ عطا کیا گیا:

4- وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ○ ﴿سورۃ انعام:75﴾

''اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہوجائے''

حافظ ابنِ کثیر کا بیان:

ابن جریر وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگاہوں کے سامنے آسمان پھٹ گئے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام آسمان کی سب چیزوں کو دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ ان کی نظر عرش تک پہنچی اور ساتوں زمینیں ان کے لئے کھل گئیں اور وہ زمین کے اندر کی چیزیں دیکھنے لگے۔ ﴿تفسیر ابنِ کثیر زیرِ آیتِ بالا 02/150﴾

مزید لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی قدرت سے آسمان و زمین کی چھپی ہوئی اور اعلانیہ ساری چیزیں دکھلا دیں۔ ان میں کچھ بھی چھپا نہ رہا۔ اس لیے محتمل ہے کہ ان کی نگاہوں سے پردہ ہٹ گیا ہو اور نہاں (پوشیدہ) ان کیلئے عیاں (ظاہر) ہوگیا ہو اور یہ بھی محتمل ہے کہ اس کو دل کی آنکھوں سے دیکھا ہو۔

2- مروی ہے کہ خواب میں اللہ تعالیٰ ایک بہترین شکل میں آیا اور فرمایا: اے محمد (ﷺ)! ملاءِ اعلیٰ میں کیا بحث ہورہی ہے؟ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے یارب! میں نہیں جانتا تو اس نے اپنا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا کہ اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک

میں اپنے سینے میں پانے لگا۔ اب ہر چیز مجھ پر کُھل گئی اور میں سب کچھ دیکھنے لگا۔

﴿ترمذی ابواب تفسیر القرآن تفسیر سورہ ص، مسند احمد ج 5 بسند معاذ﴾

ضروری اطلاع:

چونکہ یہ حدیث مبارکہ اور اسی باب کی دیگر دو احادیث مبارکہ حضور ﷺ کے علمِ غیب کی وسعت و عظمت کی روشن دلیل ہیں اس لیے بعض لوگوں نے اپنے عقائد قرآن و حدیث کے مطابق استوار کرنے کی بجائے اسے ترمذی کے نئے نسخوں سے نکال دیا ہے۔

اور......مَافِی الرَّحْمِ......کا غیبی علم بھی عطا ہوا

5- مافی الرّحم: ”ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ (بیٹا یا بیٹی)؟“

وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ O ﴿سورۃ الذاریات:28﴾

”اور اسے ایک علم والے لڑکے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی خوش خبری دی“

6- وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ O ﴿سورۃ ہود:71﴾

”اور اس (حضرت ابراہیم علیہ السلام) کی بیوی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اُسے اسحاق کی خوش خبری دی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی“

حضرت یعقوب علیہ السلام کو بھی علمِ غیب عطا فرمایا گیا:

7- وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ O ﴿سورۃ یوسف:06﴾

”(حضرت یعقوب نے کہا) اور اسی طرح تجھے تیرا رب چن لے گا اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا“

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت کے اظہار سے پہلے ہی آپ علیہ السلام کے نبی ہونے کی خبر دے دی۔ نیز یہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو خواب اپنے والد گرامی سے عرض کیا تھا، اس میں باتوں کا انجام نکالنے کا کوئی قرینہ یا کوئی اشارہ نہ تھا۔ مگر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے علمِ نبوت سے حضرت یوسف علیہ السلام کے اس علم کے بارے میں بھی بتا دیا جس کا اظہار کئی سالوں بعد مصر کے قید خانہ میں ہوا۔

8- وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ O ﴿سورۃ یوسف:68﴾

”اور بے شک وہ علم والا ہے ہمارے سکھائے سے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے“

کیا حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جانتے تھے؟

9- عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ O ﴿سورۃ یوسف:83﴾

”قریب ہے کہ اللہ ان سب کو مجھ سے لا ملائے گا، وہی علم و حکمت والا ہے“

چونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اپنے بھائی، والیِ مصر، حضرت یوسف علیہ السلام کو پہچانتے نہ تھے۔ اس لئے وہ یہی سمجھتے تھے کہ انہوں نے مصر میں بنیامین کے ساتھ اپنے سب سے بڑے بھائی (کبیرُ ھم) کو چھوڑا ہے مگر حضرت یعقوب علیہ السلام خوب جانتے تھے کہ مصر میں ان دو (2) کے ساتھ تیسرے بھائی حضرت یوسف علیہ السلام بھی ہیں اس لئے آپ نے جَمِیْعًا ...... فرمایا اور مُبتدی بھی جانتا ہے کہ عربی میں جمع کم از کم تین افراد سے بنتی ہے۔

آیت نمبر 06 اور آیت نمبر 83 سے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں بے خبر نہیں تھے اور ان کا رونا بے خبری کے باعث نہیں

بلکہ ان کی جدائی کے باعث تھا۔

اس ضمن میں یہ آیت بھی ملاحظہ ہو۔

10- وَاَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعۡلَمُوۡنَ O ﴿سورۃ یوسف:86﴾

''اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے''

یہ آیت کریمہ بھی خاص حضرت یعقوب علیہ السلام کے علم غیب کی نشان دہی کرتی ہے جیسا کہ بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص پیش کی تو آپ علیہ السلام نے پھر یہی فرمایا۔

11- اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعۡلَمُوۡنَ O ﴿یوسف:96﴾

''کیا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے''؟

آیت کے تحت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں فرمایا ہے:

والمراد علمه بحياة يوسف من جهة الرّؤيا ''اور اس خواب کی حالت میں حضرت یوسف علیہ السلام کی حیات کا علم مُراد ہے'' ﴿ج 06 ص 508﴾

مزید فرماتے ہیں:

اِنَّهٗ عَلَيۡهِ السَّلَامُ كَانَ عَالِمًا بِاَنَّ مَلِكَ مِصۡرِ هُوَ وَلَدُهٗ يُوۡسُفُ اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا اَذِنَ لَهٗ فِیۡ اِظۡهَارِ ذَالِكَ

﴿زیر آیت 68 ج 06 ص 483 مطبوعہ مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور﴾

''آپ علیہ السلام کو علم تھا کہ مصر کا حکمران آپ کا بیٹا یوسف ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابھی اس (راز) کے اظہار کی اجازت نہ تھی''

حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں علم تھا یا نہیں، اس سے قطع نظر سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے والد گرامی کے حزن وملال کی کیفیت پہلے سے معلوم نہ سہی، بھائیوں سے ملاقات ہونے پر تو تمام صورت حال واضح

ہو گئی تھی پھر انہوں نے مصر کا حکمران ہونے کے باعث تمام وسائل میسر ہونے کے باوجود اپنے والد گرامی کو اپنے پاس کیوں نہ بُلوا لیا اور اگر بُلوانا بھی مناسب نہ سمجھا ہو تو کم از کم اپنے بارے میں اطلاع ہی بھجوا دی ہوتی مگر آپ علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ آپ علیہ السلام کی خاموشی اللہ کے حکم سے تھی جیسا کہ صاحب تفسیر مظہری نے بھی یہی بیان کیا ہے۔ ﴿05/187، ادارہ اشاعت العلوم دہلی﴾

اس لیے حضرت یعقوب علیہ السلام کے حزن وملال کو بے خبری پر محمول کرنا محض سطحی اندازِ فکر ہی کا نتیجہ ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو بھی علم غیب عطا فرمایا گیا:

12- اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِیۡ هٰذَا فَاَلۡقُوۡهُ عَلٰى وَجۡهِ اَبِیۡ يَاۡتِ بَصِيۡرًا O

﴿سورۃ یوسف:93﴾

''میرا یہ کُرتا لے جاؤ، اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو وہ بینا ہو جائیں گے''

اس آیت کریمہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی روشنی پھر آنے کا بیان کرنا اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو مستقبل یعنی مَافِی غَد کا غیبی علم عطا فرمایا ہے۔

تفسیر مظہری میں بھی اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔ ﴿05/198﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کے عِلم غیب کا مزید بیان:

13- قَالَ لَا يَاۡتِيۡكُمَا طَعَامٌ تُرۡزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاۡتُكُمَا بِتَاۡوِيۡلِهٖ قَبۡلَ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیۡ رَبِّیۡ O ﴿سورۃ یوسف:37﴾

''حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: جو کھانا تمہیں ملا کرتا ہے وہ تمہارے پاس نہ آنے

پائے گا کہ میں اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے تمہیں بتا دوں گا۔ یہ ان علموں میں سے ہے جو میرے رب نے سکھایا ہے"

محمد ادریس کاندھلوی اور دیگر مفسرین نے بیان کیا ہے کہ میں تم کو اس (کھانے) کے آنے سے پہلے اس کے حال اور مآل (نتائج واثرات) سے آگاہ کردوں گا کہ فلاں چیز تمہارے پاس آئے گی اور اس کی کیفیت وکمیت کیا ہوگی۔

حضرت خضر علیہ السلام کو بھی علمِ غیب سکھایا گیا:

15- فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ○ ﴿سورۃ کہف: 65﴾

"تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا"

علمِ لدُنّی کیا ہے؟

تفسیر بیضاوی میں ہے۔

16- اَیْ مِمَّا یَخْتَصُّ بِنَا وَلَا یُعْلَمُ اِلَّا بِتَوْفِیْقِنَا وَ ھُوَ عِلْمُ الْغَیْبِ ○

﴿ص 148 ج 03 مصر﴾

"حضرت خضر (علیہ السلام) کو وہ علم سکھائے جو ہمارے ساتھ خاص ہیں بغیر ہمارے بتائے کوئی نہیں جانتا اور وہ علمِ غیب ہے"

نوٹ: یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں جہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا وہاں یہی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ رہا اس کے بتانے سے غیب کا جاننا تو وہ ان تمام آیات اور اس کتاب کی احادیث سے صراحتاً ثابت ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے:

هُوَ عِلْمُ الْغُیُوْبِ وَالْاِخْبَارُ عَنْهَا بِاِذْنِهٖ كَمَا ذَهَبَ اِلَیْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ

"(حضرت خضر کو جو علم لدنی سکھایا گیا) وہ غیبی باتوں کا علم ہے اور خدا کی اجازت سے اس غیبی علم سے خبریں دینا جیسا کہ صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس طرف گئے ہیں" ﴿270/05 دارالفکر بیروت﴾

علامہ شوکانی کی فتح القدیر میں ہے۔

وعلمناه من لدنا علما .... و هو ما علمه الله سبحانه من علم الغيب الذى استاثر به وفى قوله من لدنا تفخيم لشان ذالك العلم و تعظيم له ﴿فتح القدیر ص 427 ج ثالث دار الفکر بیروت﴾

"اور ہم نے انہیں اپنے خاص علم غیب میں سے بعض کی تعلیم دی اور مِنْ لَّدُنَّا میں تفخیم ہے جس سے دیئے گئے علم کی شان اور عظمت جتلانا مقصود ہے"

محمد ادریس کاندھلوی کی تفسیر معارف القرآن میں ہے:

"اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ بیان فرمایا: وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا......

اور ان کو ہم نے اپنے پاس سے ایک خاص علم عطا کیا تھا جو نظر وفکر سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ ہم نے اپنے پاس سے ان کو باطنی علم سکھایا۔ وہ علم ہمارے ساتھ خاص ہے، بغیر ہمارے سکھائے کوئی اس کو نہیں جان سکتا۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں ایسے ہی علم کو علم لدنّی کہتے ہیں۔ جس میں اسبابِ ظاہری کا دخل اور واسطہ نہ ہو اور عالم غیب سے براہِ راست علم اس کے قلب میں داخل ہو"

مزید لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو اسرار غیبی اور باطنی حکمتوں اور مصلحتوں کا علم عطا

فرمایا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو احکامِ شریعت کا علم عطا فرمایا تھا" ﴿ج 4 ص 433﴾

الحمدللہ! اس آیتِ مبارکہ اور اس کے تحت تفسیری بیانات نے یہ سمجھنا بھی آسان کردیا کہ قرآنِ پاک کی آیات میں مذکور انباء الغیب (اخبارِ غیب) سے علمِ غیب کی نفی کرنا درست نہیں اس لیے کہ علمِ غیب اور اخبارِ غیب میں منافات وتضاد نہیں کہ ایک کے اثبات سے دوسرے کی تردید لازم آئے۔ دوسرے یہ کہ غیبی خبریں تو بجائے خود علمِ غیب کی دلیل ہیں اس لئے کہ علم کے بغیر تو خبر نہیں دی جاسکتی۔ اسی لئے عقائد کی کتب میں مذکور ہے کہ خبرِ صادق علم کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے جیسا کہ شرح عقائدِ نسفیہ ص 12 میں لکھا ہے۔

حاصل کلام: اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں خصوصاً حضور ﷺ کے علم پاک کی وسعت کو ظاہر کی گئی خبروں میں محدود کرتے ہوئے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ آپ کو غیب کا اتنا ہی علم دیا گیا تھا جس کی آپ ﷺ نے خبر دے دی بلکہ آپ ﷺ کو جو علم عطا ہوا وہ ایک وسیع سمندر ہے اور یہ خبریں اس سمندر کے چند قطرے۔ اس علم پاک میں سے آپ ﷺ نے جو خبریں دی ہیں وہ دوسروں کے ظرف اور ضرورت ومناسبت کے مطابق تھیں۔ باقی جس طرح آپ ﷺ کا یہ علم اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود علمِ الٰہی کے ساتھ کوئی تقابلی نسبت نہیں رکھتا، اس طرح تمام مخلوق کا کل علم آپ ﷺ کے وسیع علم کے ساتھ کوئی تقابلی نسبت نہیں رکھتا۔

حضرت زکریا علیہ السلام کے لیے علم مافی الرّحم کا ثبوت:

16- یٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ○

﴿سورۃ مریم: 07﴾

"اے زکریا! ہم تجھے خوش خبری سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے۔ اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا"

یہ غیبی علم حضرت مریم علیہا السّلام کو بھی عطا ہوا:

17- اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○

﴿سورۃ آل عمران: 45﴾

"یاد کرو جب فرشتوں نے کہا، اے مریم! اللہ تجھے خوش خبری دیتا ہے اپنے پاس سے ایک کلمہ کی جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا۔ باعزت ہوگا دنیا اور آخرت میں اور قرب والا"

نوٹ: مافی الرّحم سے متعلق ان چار آیاتِ مبارکہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو یہ علم بھی عطا فرماتا ہے اور اس سے سورۃ لقمان کی آخری آیت کے اس مفہوم کا تعین سمجھنا بھی آسان ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر بتائے اپنے آپ کوئی نہیں جانتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی علمِ غیب عطا فرمایا گیا:

18- وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

﴿سورۃ آل عمران: 49﴾

"اور تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو، بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان والے ہو"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ علمِ غیب دائماً حاصل تھا:

یہ کھائے ہوئے کھانے اور گھروں میں موجود کھانے کے بارے میں بتانا وقتاً فوقتاً اور کبھی کبھار کے لیے نہ تھا بلکہ فعلِ مضارع سے معلوم ہوا کہ غیب کا یہ علم آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دائماً و مستمراً حاصل تھا۔

لوحِ محفوظ میں سب کچھ لکھا ہوا ہے اور یہ غیب سے تعلق رکھتا ہے:

19- وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ ﴿سورۃ انعام:59﴾

"اور کوئی دانہ نہیں زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب (لوحِ محفوظ) میں لکھا نہ ہو"

20- وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

﴿سورۃ النمل:75﴾

"اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں"

لوحِ محفوظ میں ادنیٰ و اعلیٰ ہر چیز اس لیے نہیں لکھی گئی کہ خدا کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا بلکہ یہ بیان ان مقربین کے لئے ہے جو لوحِ محفوظ پر نظر رکھتے ہیں۔

حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں: بَرّ و بحر کے ہر شجر پر ایک فرشتہ موکل ہے جو پتوں کے گرنے تک کی یادداشت رکھتا ہے۔ ﴿تفسیر ابنِ کثیر زیر آیت بالا 137/02﴾

لوحِ محفوظ کی تمام تفصیل قرآن میں ہے:

21- وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

﴿سورۃ یونس:27﴾

"اور اس قرآن کی یہ شان نہیں کہ کوئی اپنی طرف سے بنا لے بغیر اللہ کے اُتارے۔ ہاں وہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور کتاب (لوحِ محفوظ) میں جو لکھا ہے سب کی تفصیل ہے اس میں کچھ شک نہیں تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے"

قرآن پاک میں ہر چیز کا بیان ہے:

22- وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ○ ﴿سورۃ النحل:89﴾

"اور ہم نے تم پر قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے"

حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اس ہماری اتاری ہوئی کتاب میں ہم نے تیرے سامنے سب کچھ بیان فرما دیا ہے۔ علم اور ہر شے اس قرآن میں ہے۔ ﴿تفسیر ابنِ کثیر 582/03﴾

محمد ادریس کاندھلوی معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

اور علاوہ ازیں آپ ﷺ کی نبوت و رسالت اور آپ کی سیادت و افضلیت کی ایک دلیل یہ ہے کہ ہم نے آپ ﷺ پر یہ کتاب یعنی قرآن اتارا جس میں دنیا و دین کی سب چیزوں کا بیان ہے۔

قرآن مجید میں ہر شے کی تفصیل ہے:

23- مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○ ﴿سورۃ یوسف:111﴾

"یہ کوئی بناوٹ کی بات نہیں لیکن اپنے سے اگلے کلاموں کی تصدیق ہے اور ہر چیز کا مفصل بیان اور مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت"

اللہ نے قرآن حکیم میں سب کچھ بیان فرمایا ہے:

24- مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ○ ﴿سورۃ انعام:38﴾

"ہم نے اس کتاب میں کسی شے کا بیان نہ چھوڑا"

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

☆ (3) قال ابوذر ولقد ترکنا رسول اللہ ﷺ یقلب طائر جناحیہ فی السماء الا ذکرنا منہ علما

حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں اُڑتے ہوئے پرندے تک کے بارے میں علم دیا ہے۔

﴿تفسیر ابن جریر 221/7 دار احیاء بیروت۔ تفسیر ابن کثیر 02/ 131﴾

قرآن کا نام قرآن کیوں ہے؟

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں ہے:

کہا گیا ہے کہ اس نام رکھنے کی وجہ اس کتاب کا علوم کی تمام اقسام کو اپنے اندر فراہم کر لینا ہے۔ ﴿اردو ج 01 ص 135 مطبوعہ ادارہ اسلامیات لاہور﴾

''ہماری آسمانی کتاب قرآن پاک تمام علوم کا سرچشمہ ہے اور آفتاب علوم کا مَطلع۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر چیز کا علم فراہم کر دیا ہے'' ﴿ج 01 ص 182﴾

''میں کہتا ہوں کہ بے شک کتاب اللہ ہر ایک شے پر مشتمل ہے'' ﴿ج 02 ص 302﴾

حضور ﷺ کو خود رحمٰن نے قرآن سکھایا:

25- اَلرَّحْمٰنُ ۞ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۞ ﴿سورۃ رحمٰن﴾

''رحمٰن نے (اپنے محبوب ﷺ) کو قرآن سکھایا''

حاصل کلام: لوح محفوظ میں ہر شے کا بیان ہے، لوح محفوظ کی تمام تر تفصیل قرآن میں ہے اور قرآن کے سب سے زیادہ جاننے والے ہمارے آقا حضور ﷺ ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا علم عطا فرمایا ہے۔

قرآنی علوم کی وسعت وجامعیت کی جھلکیاں:

(1) الاتقان میں حضرت علیؓ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے ''اگر میں چاہوں کہ ستر اونٹوں کو محض سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے لاد دوں تو بے شک میں ایسا کر سکتا ہوں'' ﴿ج 2 ص 457﴾

(2) حِبْرُ الاُمّت حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں اگر میرے اُونٹ کی رسّی بھی گم ہو جائے تو میں اس کو بھی کتاب اللہ میں پاؤں'' ﴿ج 02 ص 315﴾

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے علوم ومعارف کی وسعت کا یہ عالم ہے تو خود حضور ﷺ کے قرآنی علوم ومعارف کی وسعت کا کیا عالم ہوگا۔

جب سکھانے والا عالم الغیوب ہو، سیکھنے والا پیارا محبوب ہو تو ہماری عقل بیچاری کیا اندازہ کر سکتی ہے۔ اس لیے حضور ﷺ کے علم پاک کو اپنی عقل کے ترازو میں تولنا اور اپنے محدود علم ومعلومات کی بناء پر آپ ﷺ کو بے خبر ثابت کرنے کی کوشش کرنا نادانی بھی ہے اور بدنصیبی بھی۔ اللہ پاک اپنا اور اپنے مقربین کا ادب واحترام کرنے والا بنائے، آمین۔

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علوم کو صرف دینی احکام ومسائل میں محصور ومقصور کر دینا درست نہیں اس لئے کہ اُونٹ کی رسّی کا تعلق تو احکام ومسائل شریعت سے نہیں۔

علاوہ ازیں آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ حضور ﷺ سے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ اور ابن سالمؓ نے اپنے نسب کی اصلیت اور ایک شخص نے اپنے اُخروی ٹھکانے کے بارے میں سوال کیا تو حضور ﷺ نے سوال کرنے والوں کے جوابات دیئے۔ مزید یہ کہ حضور ﷺ کا اپنے اصحابؓ کو پرندوں تک کے بارے میں علم عطا فرما دینا بھی احادیث میں موجود ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کا علم نماز روزے کے احکام ومسائل تک محدود نہیں۔

حضور ﷺ کے علم پاک کا مزید بیان:

26- وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ○ ﴿سورۃ النحل:89﴾

"اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب (ﷺ)! تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے"

لفظ شہید اور لغات و تفاسیر کا خلاصہ:

مفردات امام راغب، تفسیر عزیزی، تفسیر روح البیان، تفسیر مدارک التنزیل، تفسیر نیشاپوری، تفسیر بیضاوی، تفسیر جمل، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابوسعود اور دیگر معتبر تفاسیر کے بیانات کا خلاصہ یہ ہے کہ شہید کے معنی حاضر ہونا مع ناظر ہونا کے ہیں اور حضور ﷺ کے شہید ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ امتی کے گناہوں، نیک و بد اعمال اور خلوص و ریا، کافروں کے کفر اور منافقوں کی منافقت سے آگاہ ہیں اور اس کی گواہی دیں گے نیز یہ کہ آپ ﷺ کی روح مبارک تمام روحوں، جانوں اور دلوں کا مشاہدہ کر رہی ہے۔

علم غیب کی عطا فضل عظیم ہے:

27- وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ○

﴿سورۃ النساء:113﴾

"اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے"

امام المفسرین ابن جریر کی تفسیر ابن جریر میں اس آیت کے تحت ہے:

وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنْ خَبَرِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ قَبْلَ ذَالِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ مُذْ خَلَقَكَ

"اور سکھا دیا تمہیں اللہ نے جو تم نہ جانتے تھے تمام اولین و آخرین کی خبریں اور جو ہو چکا ہے اور جو ہونیوالا ہے اس کے ہونے سے پہلے اور تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے...... اے محمد (ﷺ)! جب سے تم کو اللہ نے پیدا فرمایا ہے"

تفسیر جلالین ص 116 جز پنجم مطبوعہ مصر میں ہے:

عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ مِنَ الْاَحْكَامِ وَالْغَيْبِ

"تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے احکام اور غیب سے"

اور حضور ﷺ غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں:

28- وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ○ ﴿سورۃ التکویر:24﴾

"اور یہ نبی غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں"

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو علم غیب دیا گیا اور آپ ﷺ نے دوسروں کی ضرورت اور ظرف کے مطابق غیب بتانے میں بخل نہیں فرمایا۔

29- وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○ ﴿سورۃ الضحیٰ:05﴾

"اور عنقریب تیرا رب تجھے (اتنا) عطا فرمائے گا تو تُو راضی ہو جائے گا"

اس آیت کی تفسیر میں حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عُرِضَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَاهُوَ مَفْتُوْحٌ عَلٰى اُمَّتِهٖ مِنْ بَعْدِهٖ كَنْزًا فَسَرَّ بِذَالِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿تفسیر ابنِ کثیر 04/522﴾

"جو خزانے آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی اُمت کو ملنے والے تھے وہ ایک ایک کر کے سب آپ ﷺ پر پیش کیے گئے تو آپ بہت خوش ہوئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی"

ان تمام آیات اور معتبر و مستند تفاسیر کی عبارات سے اوّلاً یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو وسیع علمِ غیب عطا فرماتا ہے۔ ثانیاً ان آیات کا منشاء و مراد متعین کرنا بھی آسان ہو گیا جن سے علمِ غیب کی نفی پر استدلال کیا جاتا ہے۔ ان آیات کا فقط یہی مطلب ہے کہ علمِ غیب کی حقیقی مرکزیت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ ذاتی طور پر یا محض درایت یعنی قیاس و اٹکل سے کوئی نہیں جانتا۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے دستِ عطا کو کوئی نہیں روک سکتا۔ وہ جسے چاہتا ہے، علمِ غیب سے نواز دیتا ہے۔

اگر نفی پر دلالت کرنے والی آیات کا یہ مطلب نہ کیا جائے اور ان آیات سے مطلق علمِ غیب کی نفی کی جائے (جیسا کہ بعض کتب میں مخلوق کے لئے اللہ کی عطا سے بھی علمِ غیب کا اعتقاد شرک بتایا گیا ہے) تو اثبات و نفی کی آیات میں تضاد اور ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ بعض آیات کا بعض آیات سے تعارض اور مخالفت لازم آتی ہے جبکہ یہ رب تعالیٰ کا کلام ہونے کے سبب تضاد و تعارض سے پاک ہے۔

مزید وضاحت کے لیے فقیہِ اعظم امام احمد رضا خان ﷫ کی علمائے عرب کی فرمائش پر لکھی گئی شہرہ آفاق کتاب "الدَّولَۃُ المَکِّیَّۃ" اور صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اَلْکَلِمَۃُ الْعُلْیَا" کا مطالعہ مفید رہے گا۔

دوسرا باب

افراد کے اعمال

اور

دِلوں کی دُنیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے

وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ اور حضور ﷺ کا علمِ پاک

4- حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول کرم ﷺ نکلے تو اُحد والوں کے لیے نماز پڑھی جس طرح مُردوں پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر منبر کی طرف آئے اور فرمایا:

اِنِّیْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّیْ لَاَ نْظُرُ اِلٰى حَوْضِی الْاٰنَ وَاِنِّیْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِیْ وَلٰكِنِّیْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا

''بیشک میں تمہارا سہارا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور میں اس وقت اپنے حوض کو یقینی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئی ہیں یا زمین کی کنجیاں بیشک اللہ کی قسم مجھے اپنے بعد تمہارے مشرک ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں بلکہ تمہارے دنیا میں پھنسنے کا ڈر ہے''

﴿بخاری کتاب الجنائز باب الصلوۃ علی الشہید 1/179۔ کتاب المغازی باب اُحُدٌ یُحِبُّنَا۔ کتاب الرقاق باب مایحذر من زھرۃ الدنیا 2/951۔ کتاب فی الحوض 02/975﴾

......وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ ......

''اور میں تم پر حاضر و ناظر اور گواہ ہوں''

لفظ شہید کی تحقیق:

مفردات امام راغب ص 264 بیروت میں ہے:

اَلشُّھُوْدُ وَالشَّھَادَۃُ اَلْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاھَدَۃِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْبِالْبَصِیْرَۃِ

''شہود اور شہادت کا معنی حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے۔ یہ بصر یعنی آنکھ کے ذریعے ہو یا بصیرت کے ذریعے ہو''

معتبر تفاسیر میں حضور ﷺ کے شہید ہونے سے کیا مراد لیا گیا ہے؟

☆ ''تمہارے رسول ﷺ روز قیامت تم پر گواہ ہیں کیونکہ وہ نُورِ نبوت سے ہر صاحب دین کے رتبہ و درجہ ایمان اور (ترقی کے راستے کا) حجاب جانتے ہیں۔ ہر اُمتی کے گناہوں، نیک و بد اعمال اور خلوص و نفاق سے واقف ہیں۔ اس لئے آپ (ﷺ) کی گواہی اُمت کے حق میں از روئے شرع مقبول و منظور ہے''

﴿تفسیر عزیزی زیر آیت 43۔ سورۃ البقرہ، ص 580 پارہ سیقول، ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی﴾

☆ ''اور حضور ﷺ کے مسلمانوں پر گواہی دینے کے معنی یہ ہیں کہ آپ ہر دین دار کے دینی مرتبے کو پہچانتے ہیں۔ پس آپ مسلمانوں کے گناہوں کو، ان کے ایمان کی حقیقت کو، ان کے اچھے برے اعمال کو، ان کے خلوص اور نفاق وغیرہ کو نورِ حق سے پہچانتے ہیں''

﴿تفسیر روح البیان زیر آیت 143 سورۃ البقرہ﴾

☆ ''آپ ﷺ کی رُوحِ مبارک تمام رُوحوں، جانوں اور دلوں کا مشاہدہ کر رہی ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے..... اللہ نے سب سے پہلے میرے نُور کو پیدا فرمایا''

﴿تفسیر نیشاپوری زیر آیت نمبر 41 سورۃ النساء﴾

☆ علی من بعث علیھم بتصدیقھم و تکذیبھم و نجاتھم و ضلالھم

﴿تفسیر بیضاوی زیر آیت 45 سورۃ احزاب، 379/4 دار الفکر بیروت﴾

''آپ ﷺ تصدیق کرنے، انکار کرنے والوں، نجات والوں اور گمراہوں پر گواہ ہیں''

اختصار کے پیش نظر ان چند تفاسیر کی عبارات پیش کی گئی ہیں ورنہ تفسیر جمل ج 03 ص 442، تفسیر کبیر ج 06 ص 788، تفسیر روح المعانی آیت نمبر 45 سورۃ احزاب، تفسیر ابو سعود جز 06 ص 790۔ تفسیر مدارک زیر آیت 41 سورۃ النساء اور دیگر معتبر تفاسیر میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔

اشرف علی تھانوی صاحب کا بیان:

پہلی روایت ابن مبارک نے حضرت سعید بن المسیب سے کی ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ نبی ﷺ پر آپ کی اُمت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کیے جاتے ہوں۔

﴿نشر الطیب ص 140 مطبوعہ دار الاشاعت اردو بازار کراچی﴾

اسی کتاب کے صفحہ نمبر 142 پر لکھتے ہیں ...... مجموعی روایات سے خلاصۃ علاوہ فضیلتِ حیات و اکرام ملائکہ کے، برزخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔ اعمال اُمت کا ملاحظہ فرمانا، نماز پڑھنا، غذا مناسب، اس عالم کے نوش فرمانا، سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ، سلام کا جواب دینا ...... یہ تو دائماً ثابت ہیں۔

محمد ادریس کاندھلوی کا بیان:

زیر آیت وَجِئْنَا بِکَ شَھِیْدًا عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ لکھتے ہیں .... اور ہم لائیں گے تجھ کو اے محمد ﷺ ان لوگوں پر گواہ یعنی تیری اُمت پر گواہ کہ تو مومنوں کے ایمان کے اور کافروں کے کفر کی گواہی دے۔ ﴿معارف القرآن 242/04 مطبوعہ جامعہ اشرفیہ لاہور﴾

حاصل کلام: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو لوگوں کے خلوص و نفاق اور نیک و بد اعمال کا علم و مشاہدہ عطا فرمایا ہے۔

لوگوں کے اعمال اور حضور ﷺ کا علم

اس کتاب کے باب "مقامات آخرت کا علم" کے آخر میں احادیث بیان کی گئی ہیں جن میں حضور ﷺ نے کچھ لوگوں کو جہنم کے عذاب میں گرفتار دیکھنے کے ساتھ ساتھ ان کی مصیبت کے اسباب کا بھی تذکرہ فرمایا ہے، جس سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ لوگوں کے اعمال وافعال کا علم رکھتے ہیں۔ ہمارے حضور ﷺ کی شان ہی نرالی ہے۔ حدیث پاک میں تو کامل مومن کے لئے ارشاد ہوا۔

5- اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ اِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ ﴿ترمذی کتاب التفسیر سورۃ الحجر﴾

"مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"

جب ایک کامل مومن کی ایسی شان ہے تو ہمارے حضور ﷺ کی شان کا کیا کہنا۔

اس سے بخوبی واضح ہوا کہ حضور ﷺ ہمارے تمام اعمال و افعال حتیٰ کہ دلوں کی کیفیات سے بھی آگاہ ہیں۔

حضور ﷺ کا آگے پیچھے یکساں دیکھنا:

6- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا کی اور منبر پر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے نماز اور رکوع کے بارے میں فرمایا:

اِنِّیْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآئِیْ كَمَا اَرَاكُمْ

"یقیناً میں تمہیں پیچھے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح (سامنے سے) دیکھتا ہوں"

﴿بخاری کتاب الصلوٰۃ باب عظۃ الامام الناس 01/59﴾

7- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ ایک مرتبہ نماز کھڑی کی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ ہماری طرف کر کے فرمایا:

اَقِیْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّیْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ

﴿بخاری کتاب الاذان باب الزاق المنکب بالمنکب 01/100﴾

"تم لوگ اپنی صفیں درست رکھو اور جم کر کھڑے ہو میں تمہیں پشت پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں"

نہ خشوع ہے مخفی نہ رکوع پوشیدہ:

8- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَیَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّیْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ

﴿بخاری، کتاب الصلوٰۃ باب عظۃ الامام الناس 01/59﴾

"کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا منہ (میری توجہ) اسی قبلہ کی طرف ہے جبکہ اللہ کی قسم، مجھ پر تمہارا خشوع اور رکوع پوشیدہ نہیں۔ میں تمہیں اپنی پشت پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں"

تبصرہ:

اس حدیث پاک میں هَلْ تَرَوْنَ کے استفہام کے ذریعے یہ بتانا مقصود ہے کہ میرے قبلہ کی جانب رخ کرنے سے یہ خیال نہ کرنا کہ میری توجہ اور نظر میں بس جہتِ قبلہ ہی ہے اور میں دیگر سمتوں اور جہتوں سے غافل و بے خبر ہوں بلکہ میں نورِ نبوت سے تمہارے رکوع بھی دیکھتا ہوں حالانکہ دورانِ نماز تم میرے پیچھے کھڑے ہوتے ہو تو کوئی میرے سامنے کی جانب ہو یا پیچھے کی جانب، دور ہو یا نزدیک، ہر ایک کی حالت و کیفیت

میرے سامنے رہتی ہے اور تمہارے رکوع تمہارے سجود اور تمہاری صفوں کی ظاہری حالت تو ایک طرف تمہارے خشوع بھی میرے سامنے ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں۔

خشوع کیا ہے؟

"حضرت سعید بن جبیر ؓ نے کہا: خشوع یہ ہے کہ یہ معلوم بھی نہ ہو کون دائیں طرف ہے اور کون بائیں طرف اور دائیں بائیں نظر نہ ڈالے"

﴿تفسیر المظہری پ18﴾

"حضرت ابو داؤد ؓ نے فرمایا: خشوع سے مراد ہے قولی اخلاص، تعظیم کے ساتھ کھڑا ہونا، کامل یقین اور پوری توجہ و یکسوئی" ﴿المظہری پ18﴾

"حضرت ابو داؤد ؓ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو کہ وہ ہمیں خشوعِ نفاق سے محفوظ رکھے۔ شاگردوں نے عرض کیا:

وَمَا خُشُوْعُ النِّفَاقِ.......... "خشوع نفاق کسے کہتے ہیں"

"فرمایا: ظاہری جسم میں تو خشوع ہو مگر دل میں خشوع نہ ہو"

﴿الدُّرُّ الْمَنْثُور 05/03 بیروت﴾

خلاصۂ کلام: خشوع نام ہے بدن کے تواضع، توجہ کی یکسوئی، دل کے خلوص اور محویت و استغراق کا۔ یہ کامل یقین، خلوص اور ماسوی اللہ سے بے التفاتی، اصلاً دل کی کیفیات ہیں۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروق ؓ نے ایک نوجوان کو بہت زیادہ سر جھکائے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ سر اٹھاؤ کیونکہ جتنا خشوع دل میں ہے اس سے زیادہ کا اظہار نہ کرو۔

حضرت علی ؓ کا ارشاد ہے۔ اَلْخُشُوْعُ محلة الْقَلْبِ۔ "خشوع تو دل میں ہوتا ہے"

﴿الجامع الاحکام القرآن للقرطبی جز12 ص103 بیروت لبنان﴾

9- حضرت زید بن ارقم ؓ حضور نبی کریم ﷺ کی یہ دعا روایت کرتے ہیں کہ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے، ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو، ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو"

﴿مسلم شریف کتاب الذکر والدعا باب فی الادعیه 02/350﴾

اس تفصیل سے بالوضاحت معلوم ہوا کہ خشوع ظاہری و باطنی استغراق وانہماک کی کیفیت ہوتی ہے اور اس کا اصل مقام و مرکز دل ہے۔

اس تشریح کی روشنی میں زیر گفتگو حدیث پاک سے واضح ہوا کہ ہمارے حضور ﷺ نمازوں کی ظاہری حالت کے علاوہ دلی کیفیت سے بھی آگاہ ہیں۔

حضور ﷺ کے چاہنے والے تو ایسی احادیث پڑھ کر خوشی سے جھوم اٹھتے ہیں۔ انہیں تو یہ جان کر سکون واطمینان ملتا ہے کہ ہمارے آقا ﷺ ہم پر نظر رکھتے ہیں مگر بعض لوگ حضور ﷺ کو غافل و بے خبر ثابت کرنے کے لیے اپنے آپ کو عبث ہلکان کرتے ہیں۔ اللہ پاک سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

دل کی بات جان لی حضور ﷺ نے:

10- حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے، اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بھوک کے باعث میں زمین پر پیٹ کے بل لیٹ جاتا اور کبھی بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ ایک روز میں لوگوں کی عام گزرگاہ پر بیٹھ گیا تو حضرت ابوبکر ؓ گزرے تو میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی۔ میں نے اسی لیے سوال کیا تھا کہ مجھے کھانا کھلا دیں لیکن وہ گزر گئے اور ایسا نہ کیا۔ پھر میرے پاس سے حضرت عمر ؓ گزرے تو میں نے ان سے بھی قرآن پاک کی ایک آیت پوچھی اور ان سے بھی کھانے کیلئے ہی سوال کیا تھا تو وہ بھی گزر

گئے اور انہوں نے بھی ایسا نہیں کیا۔

ثُمَّ مَرَّبِیْ اَبُوْ الْقَاسِمِ ﷺ فَتَبَسَّمَ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَعَرَفَ مَافِیْ نَفْسِیْ وَمَافِیْ وَجْهِیْ

پھر میرے پاس سے حضرت ابوالقاسم ﷺ گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے کیونکہ آپ ﷺ نے جان لیا جو کچھ میرے دل میں تھا اور جو میرے چہرے پر تھا۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی ﷺ 02/955﴾

حدیث بالا میں وَعَرَفَ مَافِیْ نَفْسِیْ (اور حضور ﷺ نے جان لیا جو میرے دل میں تھا)........... کے الفاظ حضور ﷺ کے دوسروں کے دلوں کی حالت و کیفیت پر غیبی اطلاع واضح کرنے کے لئے ایسے صریح ہیں کہ کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔

11- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دو شخص آئے۔ ایک قبیلہءِ انصار کا تھا اور دوسرا ثقیف کا۔ انصاری نے پہل کی۔ رسول کریم ﷺ نے ثقفی سے فرمایا: اے ثقفی! انصاری نے تم پر پہل کر لی ہے۔ انصاری نے کہا: یارسول اللہ (ﷺ)! میں خود اس کو مقدم کرتا ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اے ثقفی! اپنی حاجت بیان کرو اور اگر تم چاہو تو میں خود بیان کر دوں کہ کیا پوچھنا چاہتے ہو؟۔ ثقفی نے کہا: اگر آپ ایسا کریں تو زیادہ اچھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی نماز، رکوع اور سجود کے اور روزوں کے بارے میں سوال کرنا چاہتے ہو اور یہ بھی پوچھنا چاہتے ہو کہ ان اعمال کا اجر کیا ہے؟

ثقفی نے کہا: ہاں خدا کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے (آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا)۔ پھر آپ ﷺ انصاری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم اپنی حاجت بیان کرو اور اگر تم چاہو تو میں تمہارا سوال بتا دوں؟ انصاری نے کہا: اگر آپ ﷺ خود بیان فرمائیں تو زیادہ اچھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے یہ سوال

کرنے آئے ہو کہ وقوف عرفہ کا کیا طریقہ ہے اور اس میں تمہارے لئے کیا اجر ہے؟ اور کنکریاں مارنے کا کیا طریقہ ہے اور اس میں تمہارے لئے کیا اجر ہے؟۔ آپ ﷺ نے انصاری کے سوال کا بھی تفصیلی جواب ارشاد فرمایا۔ ﴿مصنف عبدالرزاق ج 05 ص 15﴾

دل کا وسوسہ بھی آپ ﷺ کی نظر میں ہے:

12- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں تھا۔ ایک شخص آ کر نماز پڑھنے لگا اور نماز میں قرآن پاک کی ایسی قرأت کی جو میرے لئے اجنبی (غیر مانوس) تھی۔ پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے ایک اور طرح سے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ جب ہم لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو سب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ اس شخص نے اس طرح قرآن پڑھا جو میرے لئے غیر مانوس تھا اور دوسرا شخص آیا تو اس نے اس کے علاوہ ایک اور قرأت کی۔ حضور ﷺ نے ان دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا۔ انہوں نے پڑھ کر سنایا اور حضور ﷺ نے ان دونوں کو درست قرار دیا......

فَسَقَطَ فِیْ نَفْسِیْ مِنَ التَّکْذِیْبِ وَلَا اِذْ کُنْتُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ

"تو میرے دل میں ایسی تکذیب پیدا ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں نہیں تھی"

فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَاقَدْ غَشِیَنِیْ ضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ فَفِضْتُ عَرَقًا وَّ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی فَرَقًا

﴿مسلم کتاب فضائل القرآن باب بیان القرآن انزل علی سبعۃ احرف 01/273﴾

"پس جب حضور ﷺ نے میرے اس حال کو دیکھا تو میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے میں پسینہ پسینہ ہو گیا (اور میری یہ حالت ہو گئی) گویا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں"

اس حدیث پاک کے الفاظ...... فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَاقَدْ غَشِیَنِیْ

...... جہاں ایک طرف حضور ﷺ کی دلوں کی حالت و کیفیت پر آ گاہی کا اعلان کر رہے ہیں وہاں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاکیزہ عقیدے کی عکاسی بھی کر رہے ہیں۔

اِدھر ان کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا، اُدھر حضور ﷺ نے دل کی حالت دیکھ لی بلکہ سینے پر ہاتھ مار کر اُن کو بُرے وسوسے سے محفوظ کر کے اپنے تصرُّف کا بھی اظہار فرما دیا۔

اب بتائیے کیا وسوسہ کسی ظاہری ہیئت و حرکت رکھنے والی کسی مجسم شے کا نام ہے؟ اور پھر کیا حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے اپنا دل اپنی ہتھیلی پر رکھا ہوا تھا کہ ہر گزرنے والا دیکھ لے؟

13- ابن ہشام روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب حضور ﷺ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے تو فُضالہ بن عمر لیثی نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا۔ پس جب وہ قریب ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: فضالہ ہو کیا؟ کہا' ہاں یا رسول (ﷺ) اللہ! فضالہ ہوں۔ فرمایا: تو دل میں کیا منصوبہ تیار کر رہا تھا؟ کہا: کچھ بھی نہیں، میں تو ذکر الٰہی کر رہا تھا۔ آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو۔ پھر حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک فضالہ کے سینے پر رکھا تو انہیں دلی سکون میسر ہوا۔ فضالہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس میرے سینے سے ابھی اٹھایا نہیں تھا کہ میری یہ کیفیت ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی چیز بھی میرے نزدیک حضور ﷺ سے زیادہ محبوب نہیں تھی۔

﴿سیرت ابن ہشام اردو 02/494﴾

بخاری و مسلم کی ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو لوگوں کے اعمال و افعال اور دلوں کے حالات و کیفیات کا غیبی علم عطا فرمایا ہے۔

تیسرا باب

دُور و نزدیک یکساں دیکھنا

مُوتہ کا میدان مدینہ میں دیکھا

10- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ نَعٰی زَیْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَۃَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَھُمْ خَبَرُھُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ وَعَیْنَاہُ تَذْرِفَانِ حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَۃَ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ

﴿بخاری کتاب الجنائز باب الرّجل ینعٰی 01/167، کتاب المناقب باب مناقب خالد بن الولید 1/531، کتاب المغازی باب غزوہ موتہ 2/611﴾

"حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زید، حضرت جعفر، اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی خبر آنے سے پہلے (ان کے شہید ہو جانے کے متعلق) لوگوں کو بتا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اب جھنڈا زید رضی اللہ عنہ نے سنبھالا ہوا ہے تو وہ شہید کر دیئے گئے۔ پھر جھنڈا جعفر رضی اللہ عنہ نے سنبھال لیا تو وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر جھنڈا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سنبھالا تو وہ بھی شہید ہو گئے۔ (یہ فرماتے ہوئے) حضور ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ یہاں تک کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے سنبھال لیا ہے اور (اس کے ہاتھوں) اللہ تعالیٰ نے کافروں پر فتح عطا کی"

یہ غزوہ موتہ کا تذکرہ ہے۔ حضور ﷺ نے 08ھ میں دو ہزار مسلمانوں کا ایک لشکر

حضرت زید ؓ کی قیادت میں رومیوں سے لڑنے کے لئے روانہ فرایا۔ بوقت روانگی آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر زید بن حارثہ ؓ شہید ہو جائیں تو جعفر ؓ بن ابی طالب کو اپنا امیر بنا لینا اوران کی شہادت کی صورت میں ابن رواحہ ؓ کو اپنا امیر بنا لینا اگر وہ بھی شہید ہو جائیں توجسے چاہو امیر چن لینا۔

جس روز رومیوں سے مسلمانوں کی لڑائی کا آغاز ہوا، حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور لڑائی کا حال یوں بیان فرمانا شروع کر دیا گویا لڑائی کا میدان ومنظر آپ ﷺ کے سامنے ہے۔

مقام غور ہے کہ موتہ مدینہ طیبہ سے بہت دور واقع ملک شام کا ایک صوبہ ہے۔ اگر حضور ﷺ کو دورونزدیک کا علم ومشاہدہ حاصل نہیں تو آپ ﷺ نے مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہوتے ہوئے لڑائی کا پورا منظر کیسے بیان کر دیا؟

اس حدیث پاک سے صراحتًا معلوم ہوا کہ حضور ﷺ دور والے افراد اور اشیاء و کیفیات کو بھی اسی طرح دیکھتے ہیں جیسے نزدیک والے افراد اور اشیاء و کیفیات کو۔

حضور ﷺ کے علم ومشاہدے کی وسعت پر صریح دلالت رکھنے والی اس حدیث پاک کے باوجود ''براہین قاطعہ'' نامی کتاب کا ایک جملہ پڑھ کر بہت حیرت بھی ہوئی اور دکھ بھی۔

مصنف نے علم نبوت کی اہانت وتنقیص پر مبنی اپنی کتاب میں یہاں تک لکھ ڈالا کہ حضور ﷺ کو دیوار پیچھے کا بھی علم نہیں اور طرفہ تماشا یہ کہ اس بے اصل جملہ کی تحریف کرتے ہوئے اس کا اطمینان حضرت شیخ محقق، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دیا جب کہ واقعہ یہ ہے کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس جملے کا بے اصل ہونا صراحتًا بیان کیا ہے۔

دیوار تو دیوار سوراخ بھی دیکھ لیا:

15- عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَزِعًا مُحْمَرًّا وَّجْهُهٗ يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِاُصْبَعِهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ

﴿مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ فصل خروج یاجوج ماجوج 02/388﴾

''حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ گھبرائے ہوئے نکلے۔ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے، لا الٰہ الا اللہ، جس شر میں عرب کی خرابی ہے وہ نزدیک آ گیا۔ یاجوج اور ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے اور آپ ﷺ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا حلقہ بنا کر دکھایا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے، حالانکہ ہم میں صالحین موجود ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں جب خبیثوں کی کثرت ہو جائے گی''

حضور ﷺ کے مثل ھذہٖ (اتنا، اس کی طرح) فرماتے ہوئے اس سوراخ کی کشادگی ظاہر کرنے کے لئے انگوٹھے اور انگلی کا حلقہ بنانے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی نظر نبوت سے اس دیوار کے سوراخ کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ حضور ﷺ کا ایسی دیوار کو دیکھنا جو نا معلوم زمین کے کس خطے میں واقع ہے، بلا ریب واضح کرتا ہے کہ حضور ﷺ کے علم اور رُویت ومشاہدے کے لئے دور ونزدیک کی کوئی قید واہمیت نہیں۔ آپ ﷺ لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ طویل فاصلے پر واقع افراد واشیاء کائنات کو بھی ایسا یقینی اور قطعی طور

پر دیکھتے ہیں جیسے اپنے سامنے کے نزدیک والے افراد واشیاء کو دیکھتے ہیں۔

16- مزید برآں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خندق کھودتے وقت ایک سخت پتھر توڑنے کے لئے حضور ﷺ نے کدال ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ کہہ کر ضرب لگائی کہ ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْفَارِسِ وَاللّٰہِ لَاُبْصِرُ قَصْرَ الْمَدَائِنِ الْاَبْیَضَ

"مجھے ملک فارس کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میں اس وقت مدائن کے سفید محل کو دیکھ رہا ہوں"

پھر دوسری ضرب لگائی، ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا۔ پھر فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الشَّامِ...... "مجھے ملک شام کی کنجیاں عطا کی گئیں"

پھر تیسری ضرب لگائی اور سارا پتھر چکنا چور کر دیا اور فرمایا:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْیَمَنِ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاُبْصِرُ اَبْوَابَ صُنْعَاءَ مِنْ مَّکَانِیْ السَّاعَۃَ

"مجھے ملک یمن کی کنجیاں عطا کی گئیں، واللہ میں یہاں سے شہر صنعا کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں"

قاضی سلمان منصور پوری کا تبصرہ:

بیہقی وابونعیم کے حوالے سے یہ حدیث پاک بیان کرنے کے بعد قاضی صاحب، اپنی تصنیف "رحمۃ للعالمین" مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور ج 03 ص 208 پر لکھتے ہیں۔

یہ پیشین گوئی اس وقت فرمائی تھی جب مدینہ پر کفار کے عساکر حملہ آور ہو رہے تھے

اور ان سے بچاؤ کے لئے شہر کے ارد گرد خندق کھودی جا رہی تھی۔ ایسے ضعف کی حالت میں اتنے ممالک کی فتوحات کی اطلاع دینا اللہ کے نبی ہی کا کام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرف بحرف پورا فرما دیا۔

نظر کا سفر، مدینہ سے حبشہ:

17- اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعٰی لَھُمُ النَّجَاشِیَّ صَاحِبَ الْحَبْشَۃِ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ

"(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ) رسول اللہ ﷺ نے شاہ حبشہ نجاشی کے وفات پانے کی خبر اپنے اصحاب کو اسی روز دے دی تھی جس روز وفات ہوئی اور فرمایا: اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو"

مزید یہ بھی ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَفَّ بِھِمْ فِی الْمُصَلّٰے فَصَلّٰی عَلَیْہِ وَکَبَّرَ عَلَیْہِ اَرْبَعًا

"رسول اللہ ﷺ نے جنازہ گاہ میں صفیں بنائیں اور چار تکبیروں کے ساتھ نماز پڑھی"

﴿بخاری کتاب الجنائز کتاب المناقب باب موت النجاشی 548/01۔ مسلم کتاب الجنائز باب الصلوۃ علی الجنائز بالمصلے 309/1177/01﴾

حبشہ کے شاہ اصحمہ نجاشی نے اسلام کے اوصاف اور حضور ﷺ کے اخلاق سن کر اسلام قبول کر لیا تھا اور ان کی کمال خوش نصیبی کہ ان کا اسلام قبول کرنا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ہو گیا۔

جب ان کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ نے سینکڑوں میلوں کی مسافت سے ان کے انتقال کی خبر اسی روز اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو دے دی۔ اس دور میں تار، ٹیلی فون، ریڈیو اور ٹیلی ویژن جیسے فوری خبر رسانی کے ذرائع موجود نہ تھے۔ پھر حضور ﷺ نے اسی روز نجاشی کا وفات پا جانا کیسے جان لیا؟ اس کا واحد جواب یہی ہے کہ آپ ﷺ کو رحیم و کریم اور قادر و قدیر رب تعالیٰ نے نجاشی کے انتقال کا غیبی علم عطا کر دیا تھا۔

مکہ میں شہید ہونے والے کا مدینہ میں تذکرہ:

18- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کو روانہ فرمایا جن میں حضرت خبیب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ زہری کو عبید اللہ بن عیاض نے اور انہیں حارث کی بیٹی نے بتایا کہ جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے پاکی حاصل کرنے کے لیے مجھ سے اُسترا مانگا۔ جب لوگ انہیں قتل کرنے کے لئے حرم سے نکلے تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے چند اشعار پڑھے۔ پس حارث کے بیٹے نے انہیں شہید کر دیا۔

فَاَخْبَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ خَبَرَهُمْ یَوْمَ اُصِیْبُوْا

''چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو بتا دیا تھا جس روز انہیں شہید کیا گیا''

﴿بخاری کتاب التوحید باب ما یذکر فی الذّات 02/1100﴾

(واقعہ کی تفصیل بخاری کتاب الجہاد باب ھل یستاسر الرّجل 01/427 میں ہے)

ایسی سماعت پہ لاکھوں درود، ایسی بصارت پہ لاکھوں سلام:

19- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پھر مجھ پر وحی کا آنا کچھ دنوں کے لئے بند ہو گیا تو ایک روز میں جا رہا تھا کہ میں نے

آسمان سے ایک آواز سنی۔ پس میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا، زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

﴿بخاری کتاب الادب باب رفع البصر الی السماء 02/917﴾

20- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ ﷺ نے گڑگڑاہٹ کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے یہ آواز کیسی تھی؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پتھر ہے جس کو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا، یہ اب تک اس میں گر رہا تھا اور اب اس کی گہرائی میں پہنچا ہے۔ ﴿مسلم کتاب الجنۃ 03/381﴾

اِدھر منافق مرا، اُدھر حضور ﷺ نے خبر دے دی:

21- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے تشریف لائے۔ جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو بہت زور سے آندھی چلی کہ سوار زمین میں دھنسنے کے قریب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

بُعِثَتْ هٰذِهِ الرِّیْحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ فَاِذَا مُنَافِقٌ عَظِیْمٌ مِّنَ الْمُنَافِقِیْنَ قَدْمَاتَ ﴿مسلم کتاب صفات المنافقین 02/370﴾

''یہ آندھی ایک منافق کی موت کے لئے بھیجی گئی ہے۔ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ پہنچے تو منافقوں میں سے ایک بڑا منافق مر چکا تھا''

کہاں فارس، کہاں مدینہ:

22- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قَدْمَاتَ کِسْرٰی فَلَا کِسْرٰی بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَیْصَرٌ فَلَا قَیْصَرَ

بَعْدَهٗ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوْزَهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

﴿مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ فصل فی ھلاک کسریٰ وقیصر 02/396﴾

’’کسریٰ مرگیا اس کے بعد کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر مرجائے گا تو اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم ان کے خزانے لے کر ضرور اللہ کی راہ میں خرچ کروگے‘‘

ساری زمین نگاہِ نبی ﷺ میں:

23- عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَاَعْطَانِی الْكَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ

﴿مسلم کتاب الفتن 02/390﴾

’’حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو میرے لئے لپیٹ دیا حتی کہ میں نے اس کے تمام مشرق اور مغرب دیکھ لئے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے سرخ وسفید دو خزانے عطا فرمائے‘‘

لیجئے اس حدیث پاک نے معاملہ بالکل صاف کردیا اور ’’یہ دیکھا وہ نہ دیکھا‘‘ کی بحث کا قطعی فیصلہ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضور ﷺ کے لئے ساری زمین سمیٹ کر ہر شے دکھادی۔ حضور ﷺ نے اپنے اس وسیع مشاہدے کو......اِنَّ ...... کی تاکید کے ساتھ بیان فرمایا تاکہ کسی کو آپ ﷺ کے علم ومشاہدے کے بارے میں کوئی شک نہ رہے اور پھر قرآن وحدیث کا گہرا اور مربوط مطالعہ کرنے والوں کو شک ہو بھی کیسے سکتا ہے؟

کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام آیت نمبر 75 میں نہیں فرمایا؟

وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝

قادر مطلق نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین اور آسمان کی بادشاہتیں دکھادیں۔

ہمارے حضور ﷺ تو کل انبیاء کے سردار ہیں اور کوئی فضیلت اور درجہ وکمال ایسا نہیں جو کسی دوسرے نبی علیہ السلام کو تو ملا ہو مگر حضور ﷺ کو نہ ملا ہو بلکہ تمام انبیاء کے جملہ کمالات زیادہ اکمال اور شان وشوکت کے ساتھ حضور ﷺ کو عطا ہوئے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین وآسمان کی تمام بادشاہتیں اور اپنی شانیں دکھادیں تو ہمارے حضور ﷺ کی نگاہوں سے کوئی شے کیسے پوشیدہ رہتی؟

دل کے مزید اطمینان کے لئے یہ حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو:

24- فَرَاَیْتُهٗ عَزَّوَجَلَّ وَضَعَ كَفَّهٗ بَیْنَ كَتِفَیَّ فَوَجَدْتُّ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَتَجَلّٰی لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَّعَرَفْتُ

﴿ترمذی ابواب تفسیر القرآن تفسیر سورۃ ص﴾

’’تو میں نے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھا اس نے اپنا دستِ قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا تو اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ پس میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز پہچان لی‘‘ (اس حدیث پاک کو حافظ ابن کثیر نے بھی اس آیت کی تفسیر میں مسند احمد وترمذی کے حوالہ سے نقل کیا ہے)

25- ایک دوسری حدیث پاک میں فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے الفاظ ہیں کہ میں نے جان لیا جو کچھ بھی آسمانوں اور زمین میں ہے۔

محترم قارئین! اگر انصاف دنیا سے رخصت نہیں ہوا تو دل پر ہاتھ رکھ کر بتایئے کہ اس قدر واضح آیات واحادیث کے باوجود بھی حضور ﷺ کے علم پاک کی وسعت تسلیم کرنے کی بجائے اگر مگر کے اینچ پینچ سے آپ ﷺ کو غافل وبے خبر ثابت کرنے کی کوشش کرنا ضد اور ہٹ دھرمی نہیں تو کیا ہے؟ کیا کسی امتی کہلانے والے کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ

اپنے نبی ﷺ کی رفعت وعظمت اور شان وشوکت کے ذکر پاک پر خوش ہونے کی بجائے ناک بھوں چڑھائے؟ اللہ پاک سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

حواشی

1 اللہ تعالیٰ نے تمام پردے اٹھا کر حضرت اصحمہ نجاشی کا جنازہ حضور ﷺ کے پیش نظر کردیا۔ لہٰذا اس سے نماز غائبانہ جنازہ پر استدلال کرنا درست نہیں۔ اس مسئلہ کی علمی تحقیق کے لئے حضرت مولانا مفتی احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ''الہادی الحاجب عن جنازۃ الغائب'' کا مطالعہ فرمائیں۔

چوتھا باب

مَا فِیْ غَدٍ
مَا ذَا تَکْسِبُ غَدًا
مَا فِی الْاَرْحَامِ
کا علم

یہ علم تو فرشتے کو بھی حاصل ہے:

26- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُوْلُ يَارَبِّ نُطْفَةٌ يَا رَبِّ عَلَقَةٌ يَارَبِّ مُضْغَةٌ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّقْضِيَ خَلْقَهٗ قَالَ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى شَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَمَا الْاَجَلُ قَالَ فَيُكْتَبُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ

﴿بخاری کتاب الحیض باب قول اللّٰہ تعالیٰ مخلّقة وغیر مخلّقه 46/01۔ کتاب القدر باب فی القدر 975/02﴾

"حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ بزرگ و برتر نے رحم پر ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جو کہتا ہے، پروردگار نطفہ پڑ گیا، پروردگار اب خون بن گیا، پروردگار اب گوشت کا لوتھڑا ہو گیا۔ جب اللہ تعالیٰ اپنی مرضی سے تخلیق مکمل کر لیتا ہے تو وہ فرشتہ کہتا ہے، مرد یا عورت، بد بخت یا نیک بخت، رزق کتنا اور عمر کتنی؟ فرمایا: پھر وہ فرشتہ (سب کچھ) ماں کے پیٹ میں لکھ دیتا ہے"

فرشتے کو رزق اور انجام بھی معلوم ہے:

27- حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اَنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِّثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِّثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعٍ

كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهُ وَاَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيٌّ اَوْسَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ

﴿بخاری کتاب الانبیاء باب خلق آدم وذریتہ اذ قال ربك للملائكة 1/469﴾

"(حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے) رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا جو صادق ومصدوق ہیں کہ تم میں سے ہر ایک اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس روز اسی طرح (نطفے کی صورت میں) رہتا ہے۔ پھر وہ چالیس روز تک جمے ہوئے خون کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر وہ گوشت کی بوٹی بن کر اتنے ہی دن رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی جانب ایک فرشتہ بھیجتا ہے کہ وہ چار باتیں لکھ آئے۔ (1) اس کا عمل (2) اس کی موت (3) اس کا رزق (4) بدبخت یا نیک بخت۔ پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ رحم مادر پر مقرر فرشتے کو مندرجہ ذیل علومِ غیبیہ عطا فرماتا ہے:

(1) مافی الارحام (ماؤں کے پیٹوں میں کیا ہے؟) کا علم۔

(2) ہر انسان کے عمل کا علم جو وہ آئندہ زندگی میں کرے گا۔ (قرآنی اصطلاح میں اس علم کو مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کا علم بتایا گیا ہے۔

(3) یہ علم کہ دنیا میں بھیجا جانے والا یہ انسان نیک بخت ہوگا یا بدبخت۔ بڑی نیک بختی تو یہ ہے کہ خاتمہ ایمان پر ہو اور بڑی بدبختی یہ کہ مرتے وقت ایمان والا نہ ہو۔ گویا اس فرشتے کو انسان کے انجام کا علم بھی عطا کیا گیا ہے۔

(4) پوری زندگی کے رزق کا علم۔

(5) عمر کا علم یعنی یہ انسان کب تک اس دنیا میں رہے گا اور کب اس کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا؟ گویا زندگی کے اختتام یعنی موت کا علم بھی اس فرشتے کو حاصل ہے۔

احادیث میں یہ بھی ہے کہ آسمانوں پر مختلف امور کیلئے مقرر فرشتوں کو ہر سال

شب برأت یا شب قدر میں سال بھر کیلئے احکامات کی فہرست مل جاتی ہے۔ ان سب لوگوں کے نام بھی فرشتوں کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں جو اس سال مرنے والے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سورۃ دخان کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے ان چیزوں کو نقل کیا جاتا ہے جو اس سال میں ہونے والی ہیں کہ اتنا اتنا رزق دیا جائے گا۔ فلاں فلاں مرے گا، فلاں فلاں پیدا ہوگا، اتنی بارش ہوگی، حتیٰ کہ یہ بھی نقل کیا جاتا ہے کہ اس سال فلاں فلاں حج کو جائے گا۔ اس سمیت اس مضمون کی کئی دیگر احادیث کو دیوبندی تبلیغی جماعت کے عالم محمد زکریا سہارنپوری نے اپنے رسالہ "موت کی یاد" میں بھی صفحہ 100 پر نقل کیا ہے۔

ان تمام احادیث سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمتوں کے سبب اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے، رحم مادر کا علم، آئندہ عمل کا علم، بارش کا علم اور وقتِ موت کا غیبی علم عطا فرماتا ہے۔ قرآن پاک میں (سورہ لقمان: 34) سمیت جہاں علم غیب کی مخلوق کی نفی کا بیان ہے وہاں یہی مطلب ہے کہ کوئی اس کے بتائے بغیر ذاتی طور پر غیب نہیں جانتا۔ رہا اس کا عطا سے غیب جاننا تو وہ توان احادیث صحیحہ سے خوب واضح ہو چکا۔

کل کیا ہوگا اور علی (ؓ) کل کیا کریں گے؟

28- حضرت سہل بن سعد ؓ بیان کرتے ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ اَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقِيْلَ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَالَهُ

فَبَرَأَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ

﴿بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی لواء النبی ﷺ 417/01، کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب 525/01، کتاب المغازی باب غزوہ خیبر 605/02﴾

"رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے روز فرمایا کہ کل یہ جھنڈا میں ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح فرمائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اسے دوست رکھتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے رات بڑی بے چینی سے گزاری کہ دیکھئے جھنڈا کس کو عطا ہوتا ہے؟ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ سب یہی تمنا لے کر آئے تھے کہ جھنڈا مجھے مل جائے"

29- مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ ؓ کی حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر ؓ نے کہا: اس دن کے علاوہ میں نے کبھی امارت کی تمنا نہیں کی، پھر میں اس دن آپ ﷺ کے سامنے اس اُمید کے ساتھ آیا کہ آپ ﷺ اس کیلئے مجھے بلائیں (مسلم کتاب الفضائل صحابہ) آپ ﷺ نے فرمایا: علی بن ابو طالب کہاں ہے؟ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! ان کی آنکھیں دُکھتی ہیں (بقول راوی) پھر انہیں بلایا گیا۔ وہ حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور ان کیلئے دعا کی تو وہ ایسے شفایاب ہوئے جیسے تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔ پس جھنڈا انہیں عطا فرمایا گیا۔

30- مسلم شریف کی حضرت سلمہ بن اکوع ؓ سے مروی حدیث پاک کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں...... فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ ......تو اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح دے دی۔

﴿مسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل علی بن ابی طالب 279/02﴾

اس حدیث پاک میں حضور ﷺ نے یہ بھی بتادیا کہ کل کیا ہوگا (مَافِیْ غَدٍ) اور یہ بھی کہ حضرت علی ؓ کل کیا کریں گے (مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا)۔

مستقبل کی باتیں اور صحابہ ؓ کا عقیدہ:

31- حضرت عدی بن حاتم ؓ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، کہ ایک شخص نے آکر فاقے کی شکایت کی پھر دوسرا شخص آیا اور ڈاکہ زنی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عدی ؓ! کیا تم نے حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے کہا: دیکھا تو نہیں سنا ضرور ہے۔ فرمایا: تمہاری عمر نے وفا کی تو۔

لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيرَةِ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ

"تم ضرور دیکھو گے کہ ایک بڑھیا حیرہ سے چلے گی اور خانہ کعبہ کا طواف کرے گی لیکن اسے خدا کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا"

حضرت عدی ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں خیال کیا کہ اس وقت قبیلہ طے کے ڈاکوؤں کو کیا ہو جائے گا جنہوں نے آج شہروں میں آگ لگا رکھی ہے؟ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری عمر نے وفا کی تو...... لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرٰى ......تو تم ضرور کسریٰ کے خزانوں کو فتح کر لو گے۔ حضرت عدی ؓ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: کیا کسریٰ بن ہرمز کے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اگر تمہاری عمر نے وفا کی تو ضرور دیکھو گے کہ آدمی ہتھیلی کے برابر سونا لے کر نکلے گا یا چاندی لے کر تلاش کرے گا کہ کوئی قبول کرلے لیکن اسے لینے والا کوئی نہیں ملے گا۔ (اس کے بعد آپ ﷺ نے روز حساب کے بارے میں بیان فرمایا اور اللہ کی راہ میں خیرات کرنے کی نصیحت فرمائی)۔ حضرت عدی ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھ لیا کہ ایک بڑھیا نے حیرہ سے چل کر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور اسے خدا کے سوا کسی کا خوف نہ تھا اور میں ان حضرات میں خود شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کئے تھے اور اگر میری عمر نے وفا کی تو نبی کریم، ابوالقاسم ﷺ نے جو

فرمایا تھا کہ ایک آدمی ہتھیلی بھر سونا یا چاندی لے کر نکلے گا، میں اسے بھی ضرور دیکھ لوں گا"

﴿بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 01/507﴾

امام بیہقی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی سلطنت میں تیسری بات بھی پوری ہوگئی کہ زکوٰۃ دینے والے کو تلاش سے بھی کوئی فقیر نہ ملتا تھا اور وہ اپنا مال گھر واپس لے جایا کرتا تھا۔ ﴿رحمۃ للعالمین ج 03 ص 208 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور﴾

حضور ﷺ کا علم پاک اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

32- عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ...... فَلَمَّا اَجْمَعَ عُمَرُ عَلٰی ذَالِكَ اَتَاهُ اَحَدُ بَنِی اَبِی الْحُقَیْقِ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَتُخْرِجُنَا وَقَدْ اَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ ﷺ وَعَامَلَنَا عَلَی الْاَمْوَالِ وَشَرَطَ ذَالِكَ لَنَا فَقَالَ عُمَرُ اَظَنَنْتَ اَنِّی نَسِیْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: كَیْفَ بِكَ اِذَا اُخْرِجْتَ مِنْ خَیْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قَلُوْصُكَ لَیْلَةً بَعْدَ لَیْلَةٍ فَقَالَ كَانَتْ هٰذِهٖ هُذَیْلَةً مِنْ اَبِی الْقَاسِمِ قَالَ كَذَبْتَ یَا عَدُوَّ اللّٰهِ فَاَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَاَعْطَاهُمْ قِیْمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَّاِبِلًا وَّعُرُوْضًا مِنْ اَقْتَابٍ وَّحِبَالٍ وَّغَیْرِ ذَالِكَ

﴿بخاری کتاب الشروط باب اذا اشترط فی المزارعة 01/377﴾

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (یہودیوں کو جلاوطن کرنے کا) پختہ ارادہ کرلیا تو ابوالحقیق یہودی کے خاندان سے کوئی شخص ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا، اے امیر المومنین! آپ ہمیں کیوں نکال رہے ہیں جبکہ حضرت محمد ﷺ نے ہمیں برقرار رکھا تھا اور یہاں کی زمینوں کے بارے میں ہم سے معاہدہ کیا تھا اور یہ ہمارے لئے شرط تھی؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا تمہارا

یہ گمان ہے کہ میں حضور ﷺ کا وہ فرمان بھول گیا ہوں جبکہ آپ ﷺ نے تم سے فرمایا تھا کہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا اور تیرا اونٹ تجھے لئے ہوئے راتوں کو مارا مارا پھرے گا۔ وہ کہنے لگا یہ تو ابوالقاسم رسول ﷺ نے ازراہ مذاق کہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے خدا کے دشمن! تو نے غلط بیانی کی ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جلاوطن کردیا اور ان کو ان کے میوہ جات، اونٹوں، آلات زراعت، عمارتوں اور رسیوں وغیرہ چیزوں کی قیمت ادا کردی"

حضور ﷺ نے اس یہودی سے فتح خیبر کے بعد 07 ھ میں فرمایا تھا کہ تو جلاوطن کردیا جائے گا جبکہ اسے عہد فاروقی میں جلاوطن کیا گیا۔ یعنی حضور ﷺ نے برسوں پہلے اس شخص کی جلاوطنی کی خبر دے دی تھی اور خبر بغیر علم کے کیسے دی جاسکتی ہے؟

دوسری بات، جو اس حدیث پاک سے معلوم ہوتی ہے، وہ یہ کہ حضور ﷺ کے علم پاک کو تسلیم کرنا، یہ حضور کے جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پختہ یقین تھا کہ جب حضور ﷺ نے اس شخص کی جلاوطنی کی خبر دے دی ہے تو جلاوطن ہو کر دربدر پھرنا اس کا مقدر ہے۔ اس کے برعکس حضور کے علم پاک کا انکار کرنا یا اسے محض مذاق سمجھتے ہوئے حقیقت پر محمول نہ رکھنا، یہ اس یہودی کا عقیدہ ہے۔

اللہ پاک ہمیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والے سچے عقیدے اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصائب کا علم:

33- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک دن ایک باغ میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ایک شخص آیا اور دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔ آپ ﷺ نے آنے والے کو جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، جنت کی بشارت دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور

دروازہ کھولنے کو کہا۔ حضور ﷺ نے ان کو بھی اندر آنے کی اجازت دے دی اور جنت کی بشارت سنائی ...... پھر حضرت عثمان ؓ آئے اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ حضور ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے ان کے لیے فرمایا:

وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهُ اَوْتَكُوْنُ

"اسے جنت کی بشارت دو اس مصیبت کے ساتھ جو اسے پہنچے گی"

﴿بخاری کتاب الادب باب من نکت العود 918/02، کتاب الفتن باب قول النبی ﷺ الفتنة من قبل المشرق 2/1051﴾

"پس میں نے ان کے لئے دروازہ کھول دیا اور انہیں جنت کی بشارت دے کر وہ بات بتائی جو حضور نے فرمائی تھی"

حضرت عثمان ؓ نے کہا:...... اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ "اللہ مدد کرنے والا ہے"

﴿بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر بن خطاب 01/522﴾

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ اور حضرت عثمان ؓ کے بارے میں جانتے ہیں کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوگا اور وہ جنتی ہیں۔ اس سے ان حضرات کا اللہ ورسول کے ہاں مقبول مقام ومرتبہ بھی واضح ہوتا ہے۔ اس لئے ان حضرات کے بارے میں بُرا گمان رکھنا، بدعقیدگی اختیار کرنا یا (معاذ اللہ) بدگوئی کرنا انتہائی نامناسب اور نقصان دہ ہے۔

حضور ﷺ نے حضرت عثمان ؓ کے لئے فرمایا کہ ان کو بڑی مصیبت پہنچے گی۔ چنانچہ لوگوں کی طرف سے حضرت عثمان ؓ کی طرف بہت ناپسندیدہ اور ناحق امور منسوب کئے گئے۔ آپ ؓ کے گھر کا محاصرہ کرلیا گیا اور کئی روز تک پانی بند کرکے پیاسا رکھا گیا اور بالآخر 17 ذی الحجہ 35ھ کو دردناک انداز میں آپ ؓ کو شہید کردیا گیا جس سے ظاہر ہوا کہ وہ حضور ﷺ کے علم پاک کے قائل تھے ورنہ آج کل کے بعض لوگوں کی طرح کہہ دیتے

کہ حضور ﷺ آپ ﷺ غیب کی بات کیا جانیں؟ آپ ﷺ دوسرے کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں؟ آپ کو تو اپنے انجام کی بھی خبر نہیں (معاذ اللہ) بلکہ انہوں نے اللّٰہ المستعان فرما کر اپنے پاکیزہ عقیدے کا اظہار کردیا۔

برسوں بعد ہونے والے واقعہ کا علم:

34- سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ اِلٰى جَنْبِهٖ يَنْظُرُ اِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّاِلَيْهِ مَرَّةً وَّيَقُوْلُ اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

﴿بخاری کتاب المناقب باب مناقب الحسن والحسین 01/530﴾

"(حضرت ابوبکر صدیق ؓ روایت کرتے ہیں کہ) میں نے حضور ﷺ کو منبر پر دیکھا (سنا) اور حضرت حسن ؓ آپ ﷺ کے پہلو میں تھے۔ کبھی آپ ؓ لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی ان کی طرف۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور امید ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرادے گا"

معلومات:

حضرت امام حسن ؓ حضور ﷺ کے نواسے اور حضرت علی ؓ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ؓ 03ھ میں پیدا ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کی پیدائش سے قبل ہی حضرت اُمِ فضل کو ولادت کی خبر دے دی تھی۔ اپنے والد حضرت علی ؓ کی شہادت کے بعد سترہ رمضان المبارک 40ھ میں خلیفہ ہوئے۔ چالیس ہزار سے زائد مسلمانوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سات ماہ کے بعد حضرت امیر معاویہ ؓ نے شام سے آپ ؓ پر فوج کشی کی تو آپ ؓ بھی لشکر تیار کر کے حضرت امیر معاویہ ؓ کی طرف

چلے۔ آپ ؓ کا لشکر دیکھ کر حضرت عمرو بن العاص ؓ نے حضرت امیر معاویہ ؓ سے کہا کہ میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں جو واپس نہ ہوگا بلکہ دوسروں کو بھگا دے گا۔

حضرت امام حسن ؓ نے سوچا کہ اگر دونوں لشکر باہم متحارب ہو گئے تو دونوں جانب سے مسلمانوں کا بہت خون بہے گا۔ آپ ؓ نے حضرت امیر معاویہ ؓ کو صلح کا پیغام بھیجا اور خلافت سے دست برداری کی پیشکش کر دی جس کے نتیجہ میں 41ھ میں آپس میں صلح ہو گئی۔ یوں مسلمان خون ریزی سے محفوظ رہے اور حضرت امیر معاویہ ؓ کی امارت وقیادت کے لیے تمام مسلمانوں میں اتفاق ہو گیا۔

عنوان میں بیان کردہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ آخر 40ھ اور مابعد کے مندرجہ بالا تمام حالات حضور ﷺ کے سامنے تھے۔ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ مسلمان دو جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے اور ایک جماعت کی امارت وقیادت حضرت حسن ؓ کے پاس ہوگی اور بالآخر حضرت حسن ؓ لڑنے کی بجائے صلح کا ذریعہ بنیں گے اور یوں یہ لڑائی ٹل جائے گی۔ بتائیے: کیا اس سے حضور ﷺ کا علم غیب واضح ہوا یا نہیں؟

علاوہ ازیں حضرت امیر معاویہ ؓ کے بارے میں بدعقیدگی رکھنے والوں کو بھی حضور ﷺ کے الفاظ.........**فئتین من المسلمین**.........اور حضرت امام حسن ؓ کا طرز عمل سامنے رکھتے ہوئے اپنا فکر وعمل تبدیل کر لینا چاہیے۔

حضور ﷺ کا مستقبل کے مجاہدین کو دیکھنا:

35- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نے اپنی رضاعی خالہ حضرت عبادہ بن صامت کی زوجہ حضرت اُمِ حرام بنت ملحان کے گھر میں آرام فرمایا۔ آپ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ حضرت اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہنسنے کی وجہ پوچھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِیْ عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یَرْکَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْکًا عَلَی الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْکِ عَلَی الْاَسِرَّةِ

"مجھ پر میری اُمت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے جو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لئے اس سمندر کے سینے پر اس طرح سوار ہوں گے جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھتے ہیں"

حضرت اُمِ حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرمالے تو ان کے لئے رسول کریم ﷺ نے دعا کی۔ اس کے بعد پھر سو گئے اور ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت اُمِ حرام ؓ نے وجہ پوچھی تو حضور ﷺ نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے کچھ لوگ پیش کیے گئے جو پہلوں کی طرح اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے سمندر کے سینے پر سوار ہیں۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمالے۔

قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ "حضور ﷺ نے فرمایا تم پہلے گروہ میں شامل ہو چکی ہو"

فَرَکِبَتِ الْبَحْرَ فِیْ زَمَانِ مُعَاوِیَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَآبَّتِهَا حِیْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَکَتْ

"یہ حضرت معاویہ ؓ (جو اس وقت امیر شام تھے) کے عہد میں جہاز پر سوار ہوئیں اور سمندر سے نکلنے کے بعد اپنی سواری کے جانور سے گر کر جاں بحق ہو گئیں"

﴿بخاری کتاب **الجہاد و السیر باب الدعا بالجہاد والشھادة 01 / 391**، **کتاب التعبیر باب الرؤیا بالنھار 1036/02**۔ مسلم کتاب **الامارة باب فضل الغز و فی البحر 141/02**﴾

انصار کی حق تلفی ہوگی:

36- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے انصار کو بلایا اور ان کو بحرین کا

ملک بطور جاگیر دینا چاہا۔ انہوں نے کہا: ہم اس وقت تک نہیں لیں گے جب تک ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی ایسا ہی ملک عطا نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا: دیکھو اگر تم قبول نہیں کرتے تو پھر مجھ سے ملنے تک صبر کیے رہنا۔ میرے بعد تمہاری حق تلفی ہونے والی ہے۔

حضرت انس ؓ سے ہی مروی دوسری حدیث پاک میں (جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا حدیث پاک سے پہلے نقل کیا ہے) یہ الفاظ بھی ہیں۔

فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ وَمَوْعِدُکُمُ الْحَوْضُ

''تو صبر کیے رہنا یہاں تک کہ تم مجھ سے مل جاؤ اور تمہارے ملنے کا مقام حوضِ کوثر ہوگا''

﴿بخاری کتاب المناقب باب قول النبی ﷺ للانصار اصبرو 01/ 535، کتاب التوحید باب قول اللّٰہ وجوہٌ یومئذٍ ناضرۃٌ(1108/02﴾

وحید الزماں صاحب کا تبصرہ:

''یعنی دوسرے غیر مستحق لوگ عہدوں اور خدمتوں پر مقرر ہوں گے، تم محروم رہو گے۔ ایسا ہی ہوا، ظالم بنو امیہ نے اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو تمام حکومت پر مامور کیا۔ انصار بیچارے جن کی مدد سے اسلام کو ترقی ہوئی تھی اور بنو امیہ کو سلطنت پہنچی تھی، محروم رہے''

﴿تیسیر الباری ج05 ص109 مطبوعہ تاج کمپنی لمٹیڈ﴾

یعنی حضور ﷺ نے برسوں پہلے آنے والے کل کے بارے میں جو غیبی خبر دی تھی، وہ سچ ثابت ہوئی۔

''اے جابر (ؓ)! عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے''

38- حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: کیا تمہارے

پاس قالین ہیں؟ میں عرض گزار ہوا کہ ہمارے پاس قالین کہاں سے آئے۔ ارشاد فرمایا...... یاد رکھو عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے...... پس آج میں اپنی بیوی سے یہ کہتا ہوں کہ اپنا قالین مجھ سے ذرا پرے ہٹالو تو وہ جواب دیتی ہے، کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے پاس قالین ہوں گے؟ پس میں خاموش ہو جاتا ہوں۔

﴿بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 01/ 512﴾

یہ اُمّت قریشی لڑکوں کے ہاتھوں برباد ہوگی:

39- حضرت سعید ؓ کا بیان ہے:

كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ فِیْ مَسْجِدِ النَّبِیِّ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ وَمَعَنَا مَرْوَانُ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ ﷺ يَقُوْلُ هَلَكَةُ اُمَّتِیْ عَلٰی اَيْدِیْ غِلْمَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةٍ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَوْشِئْتُ اَنْ اَقُوْلَ بَنِیْ فُلَانٍ وَّبَنِیْ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ فَكُنْتُ اَخْرُجُ مَعَ جَدِّیْ اِلٰی بَنِیْ مَرْوَانَ حِيْنَ مَلَكُوْا بِالشَّامِ فَاِذَا رَاٰهُمْ غِلْمَانًا اَحْدَاثًا قَالَ لَنَا عَسٰی هٰٓؤُلَآءِ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنْهُمْ قُلْنَا اَنْتَ اَعْلَمُ

﴿بخاری کتاب المناقب 01/ 509)، کتاب الفتن باب ھلاك امتی علی ایدی اغیلمه سفهاء02/ 1046﴾

''میں حضرت ابو ہریرہ ؓ کے پاس مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا اور مروان بھی ہمارے ساتھ تھا۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: کہ میں نے صادق و مصدوق ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری اُمّت کی ہلاکت و بربادی قریش کے لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔ مروان نے کہا کہ ایسے لڑکوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نے فرمایا: اگر

میں یہ بتانا چاہوں کہ وہ فلاں کا لڑکا اور فلاں کا لڑکا ہے، تو ایسا کر سکتا ہوں۔ پس میں (عمرو بن یحییٰ) اپنے دادا جان کے ہمراہ بنی مروان کی طرف گیا جب وہ شام پر حکومت کرتے تھے۔ جب نوعمر لڑکوں کو دیکھا تو آپ نے (ہمارے دادا جان حضرت سعید نے) ہم سے فرمایا: شاید یہ ان لڑکوں میں سے ہوں۔ ہم نے عرض کیا: آپ کو زیادہ معلوم ہے"

کچھ اس حدیث پاک کے حوالے سے:

اس حدیث پاک میں اُمت کے نقصان اور ہلاکت و بربادی کا سبب بننے والوں کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ:

(1) ان کا تعلق قریش سے ہوگا۔

(2) بربادی کا سبب بننے والے نوعمر، نوجوان ہوں گے۔

(3) حضرت ابوہریرہ ؓ کو ان لوگوں کے نام ونسب کا یقینی علم تھا۔

(4) اس حدیث کے راوی مُحدِّث حضرت سعید ؓ کا خیال تھا کہ شام پر حکومت کرنے والے نوعمر لڑکے، حضور ﷺ کی غیبی خبر کا مصداق ہیں۔

مطالعۂ تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے جانتے ہیں کہ یہ حدیث پاک دورِ یزید کی نشاندہی کرتی ہے اس لیے کہ اس بدنصیب شخص کے دور میں جور و جفا کی ایسی داستانیں رقم کی گئیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ اس کے سیاہ دور میں حضور ﷺ کے نواسے حضرت امام حسین ؓ اور ان کے ساتھیوں کو نہایت بے دردی سے شہید کیا گیا۔ خاندانِ رسالت کی خواتین کی بے حرمتی کی گئی۔ علاوہ ازیں عالم اسلام کی عقیدتوں کے مراکز مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں ظلم وستم کا بازار گرم رکھا گیا۔

یزید کے مظالم کا اندازہ کرنے کیلئے مشہور اہل حدیث عالم مولوی وحید الزمان صاحب کا بیان ملاحظہ ہو، لکھتے ہیں کہ:

"مدینہ والوں نے یزید کے بُرے حالات دیکھ کر اس کی بیعت توڑ ڈالی اور عبداللہ بن حَنظلہ کو اپنے اوپر حاکم بنایا۔ انکے والد حنظلہ وہی تھے جن کو غَسِیلُ الملائکہ کہتے ہیں۔ یزید نے یہ حال سن کر مدینہ والوں کا قتل عام کیا، شہر لوٹ لیا، سات سو تو صرف عالموں کو شہید کیا جن میں تین سو صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے جو روضہ شریف کی طرف لید پیشاب کرتے تھے (معاذ اللہ) کوئی دقیقہ پیغمبر صاحب کی بے حرمتی کا نہ چھوڑا۔ اوپر سے طرہ سُنیے جب یہ مسلم بن عقبہ مرنے لگا تو مرتے وقت یوں دعا کی، "یا اللہ! میں نے (توحید و رسالت کی) شہادت کے بعد کوئی نیکی اس سے بڑھ کر نہیں کی کہ مدینہ والوں کو قتل کیا۔ یہی نیکی ایسی ہے جس کے ثواب کی مجھ کو امید ہے۔ اے خبیث! بندگانِ خدا پر ظلم کرتا ہے، اللہ کے پیغمبر کی توہین کرتا ہے پھر ثواب کی امید رکھتا ہے"

﴿تیسیر الباری شرح بخاری ج 05 ص 393 مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور﴾

چونکہ حضرت ابو ہریرہ ؓ کو حضور ﷺ کے غیبی بیان کی سچائی کا پُورا پُورا یقین تھا اس لئے آپ ؓ یہ دعا فرماتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ رَاْسِ السِّتِّيْنَ وَاَمَارَةِ الصِّبْيَانِ

"اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں سن ساٹھ کی ابتداء اور بچوں کی حکمرانی سے"

﴿آپ کی یہ دعا مجمع الزوائد۔ لسان المیزان۔ تاریخ الخلفاء۔ صواعق محرقہ۔ ابن ابی شیبہ۔ البدایہ 8/167 وفیات 59ھ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ میں منقول ہے﴾

حافظ ابنِ حجر ؒ مکی فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ ان کی وفات 59ھ میں ہوئی جبکہ یزید 60ھ میں تخت نشین ہوا۔

علاوہ ازیں فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے کعبہ کی چابی عثمان بن طلحہ کو عطا کی اور ارشاد فرمایا: تو یہ چابی سنبھالو ہمیشہ کے لیے سوائے ظالم کے تم سے یہ چابی کوئی نہیں چھینے گا۔

﴿طبقات ابن سعد﴾

قاضی سلمان منصور پوری کی وضاحت:

مؤرخین کا بیان ہے کہ یزید پلید نے اُن سے یہ کلید چھین لی تھی۔ اس کے بعد پھر یہ 1323ء سال کا زمانہ شاہد صدق ہے کہ کسی اور شخص نے اللہ کے رسول کی زبان سے ظالم کہلانے کی جرأت نہیں کی ﴿رحمۃ للعالمین ج 03 ص 215 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور﴾

مافی غد کا تفصیلی علم:

40- عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّکُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَھِیَ اَرْضٌ یُسَمّٰی فِیْھَا الْقِیْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْھَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰی اَھْلِھَا فَاِنَّ لَھُمْ ذِمَّۃً وَّرَحِمًا اَوْقَالَ ذِمَّۃً وَّصِھْرًا فَاِذَارَاَیْتَ رَجُلَیْنِ یَخْتَصِمَانِ فِیْھَا فِیْ مَوْضِعِ لَبِنَۃٍ فَاخْرُجْ مِنْھَا قَالَ فَرَاَیْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ شَرَحْبِیْلِ بْنِ حَسَنَۃَ وَاَخَاہُ رَبِیْعَۃَ یَخْتَصِمَانِ فِیْ مَوْضِعِ لَبِنَۃٍ فَخَرَجْتُ مِنْھَا

﴿مسلم کتاب فضائل صحابہ باب وصیت النبی ﷺ باھل مصر 02/311﴾

حضرت ابوذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم عنقریب مصر کو فتح کرو گے، یہ وہ سرزمین ہے جہاں قیراط بولا جاتا ہے۔ جب تم اس سرزمین کو فتح کرلو تو وہاں کے لوگوں سے اچھا سلوک کرنا کیونکہ ان کا حق اور رشتہ ہے یا فرمایا: ان کا حق اور سُسرالی رشتہ ہے اور جب تم وہاں پر دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے دیکھو تو تم وہاں سے نکل آنا۔ حضرت ابوذر ؓ نے کہا: پھر میں نے عبدالرحمٰن بن شُرجیل بن حسنہ اور ان کے بھائی ربیعہ کو ایک اینٹ کی جگہ کے متعلق لڑتے دیکھا تو میں وہاں سے نکل آیا۔

قاضی سلمان منصور پوری کا تبصرہ: ابوذر ؓ نے فتح مصر کو بھی دیکھا اور وہاں پر

بُودوباش بھی اختیار کی اور یہ بھی دیکھا کہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شُرحبیل اینٹ برابر زمین کے لئے جھگڑ رہے ہیں، تب یہ وہاں سے چلے بھی آئے۔

﴿رحمۃ للعالمین ج 03 ص 209 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور﴾

مستقبل کی سیاست بھی حضور ﷺ کی نظر میں ہے:

41- حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنَعَتِ الْعِرَاقُ دِرْھَمَھَا وَقَفِیْزَھَا وَمَنَعَتِ الشَّامُ مُدْیَھَا وَدِیْنَارَھَا وَمَنَعَتْ مِصْرُ اِرْدَبَّھَا وَدِیْنَارَھَا وَعُدْتُّمْ مِّنْ حَیْثُ بَدَاْءُ تُمْ

”عراق نے اپنے درہم وقفیز، شام نے اپنے مُد اور دینار اور مصر نے اپنے اردب اور دینار روک لئے اور (اے اہل حجاز) تم وہاں لوٹ گئے جہاں سے شروع ہوئے تھے“ (حضرت ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ اس پر ابوہریرہ کا گوشت اور خون گواہ ہے)۔

﴿مسلم کتاب الفتن، 02/391﴾

قاضی سلمان منصور پوری کا تبصرہ:

یحیٰی بن آدم کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں ماضی کا صیغہ استعمال فرمایا ہے حالانکہ اس کا تعلق مستقبل سے ہے اس لئے کہ حکم الٰہی میں ایسا مقدر ہو چکا تھا (گویا حضور ﷺ نے لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا حکم الٰہی ملاحظہ فرمالیا تھا۔ راقم رضا) اس حدیث میں اس زمانہ کے متعلق پیش گوئی ہے جب مدینہ منورہ میں خلافت راشدہ کا زمانہ ختم ہوگیا اور دمشق میں سلطنت اُمویہ کا قیام ہوگیا تھا کہ پھر حجاز میں ان ممالک سے مالیہ نہ بہ شکل سکہ اور نہ بہ شکل جنس، کبھی حجاز کو حاصل ہوا۔ یہ پیش گوئی اب تک صدیوں سے اسی طرح چلی آتی ہے۔ ﴿رحمۃ للعالمین ص 03/210 مکتبہ اسلامیہ لاہور﴾

مسلمان کہاں کہاں لڑیں گے اور نتیجہ کیا ہوگا؟

42- حضرت نافع بن عتبہ ؓ فرماتے ہیں: مجھے حضور ﷺ کی چار باتیں یاد ہیں جن کو میں نے انگلیوں پر شمار کرلیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جزیرۂ عرب میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ پھر تم فارس میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ پھر تم روم میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا، پھر تم دجّال سے جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے گا۔ نافع نے کہا: اے جابر! ہم شام کی فتح سے پہلے دجّال کو نہیں دیکھیں گے۔ ﴿مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ 393/02﴾

سبحان اللہ! حضور ﷺ نے نہ صرف مستقبل کے جہادوں کی خبر دی بلکہ اس کے نتائج سے بھی آگاہ فرمادیا۔

مستقبل میں ایسا بھی ہوگا:

43- حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَغْزُوْ جَيْشُ نِ الْكَعْبَةَ فَيُخْسَفُ بِهِمْ

''ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا اور وہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا''

﴿بخاری المناسک باب ھَدْم الکعبہ 217/01﴾

اور ایسا بھی ہوگا:

44- حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كَأَنِّي بِهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ يَقْلَعُهَا حَجَرًا حَجَرًا

''میں اس سیاہ آدمی کو دیکھ رہا ہوں جو کعبہ کا ایک ایک پتھر اکھاڑ پھینکے گا''

﴿بخاری کتاب المناسک باب ھَدْم الکعبہ 217/01﴾

ادھر فتنہ ہے:

45- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ (مشرق) کی جانب اشارہ کرکے فرمایا:

هُنَا الْفِتْنَةُ ثَلَاثًا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

''اِدھر فتنہ ہے۔ تین مرتبہ یہ بات دُہرائی۔ اِدھر سے شیطان کا سینگ نکلے گا''

﴿بخاری کتاب الجہاد والسّیر باب ماجاء فی بیوت ازواج النبی ﷺ 438/01۔ مسلم کتاب الفتن واشراط السّاعۃ 394/02﴾

شقاوت اور سنگ دلی مشرق میں ہے:

46- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

غِلَظُ الْقُلُوْبِ وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيْمَانُ فِي أَهْلِ الْحِجَازِ

﴿مسلم کتاب الایمان باب تفاضل اہل الایمان فیہ 53/01﴾

''شقاوت اور سنگ دلی (مدینہ کے) مشرق میں ہے اور ایمان اہل حجاز میں ہے''

کفر کا گڑھ مشرق میں ہے:

47- حضور ﷺ نے فرمایا: رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ ''کفر کا گڑھ مشرق میں ہے''

﴿مسلم کتاب الایمان باب تفاضل اہل الایمان فیہ 53/01۔ بخاری کتاب بدء الخلق 466/01﴾

مشرق سے شیطان کا سینگ نکلے گا:

48- حضرت عبداللہ بن ؓ سے ہی روایت ہے:

اَنَّ رَسُوْلَ ﷺ قَالَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلُ الْمَشْرِقِ هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هٰهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

﴿بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس و جنوده 463/01، کتاب الفتن باب الفتنة من قبل المشرق ج 02 ص 1050۔ مسلم کتاب الفتن 394/02﴾

"رسول اللہ ﷺ نے مشرق کی طرف منہ کر کے فرمایا: بے شک فتنہ یہاں ہے۔ بے شک فتنہ یہاں ہے۔ بے شک فتنہ یہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا"

مشرق سے شیطان کے دو سینگ نکلیں گے:

49- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فتنہ یہاں سے نمودار ہوگا۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا:

مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ وَاَنْتُمْ يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

﴿مسلم کتاب الفتن 394/02﴾

"جہاں سے شیطان کے دو سینگ طلوع ہوں گے اور تمہارے بعض لوگ بعضوں کی گردنیں ماریں گے"

نجد کا علاقہ فتنوں کی سرزمین ہے:

50- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے یمن میں برکت عطا فرما

......قَالُوْا وَفِیْ نَجْدِنَا......لوگ عرض گزار ہوئے کہ ہمارے نجد میں بھی...... آپ ﷺ نے دعا کی، اے اللہ! ہمیں ہمارے شام میں برکت عطا فرما، اے اللہ! ہمیں ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ لوگ عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمارے نجد میں بھی۔ راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا:

هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

﴿بخاری ابواب الاستسقاء 141/01، کتاب الفتن باب الفتنة من قبل المشرق 1050/02﴾

"وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ وہیں سے نکلے گا"

حضور ﷺ کی دعائے برکت سے محروم رہنے والا یہ علاقہ کہاں ہے؟

نجد کی توضیح و تعیین کے سلسلے میں مولوی وحید الزماں صاحب نے تیسیر الباری شرح بخاری میں اس سے عراق کا ملک مراد لیا ہے حالانکہ احادیث مبارکہ میں مذکور شام اور یمن سے شام اور یمن کے معلوم و مقرر ممالک ہی مراد لئے جاتے ہیں اس لیے جب عراق کی سمت میں نجد نام کا علاقہ موجود ہے اور دلائل و قرائن اسی علاقے کا تعین کرتے ہیں تو پھر اس سمت کا کوئی اور ملک مراد لینے کو بے جا تکلف ہی کہا جائے گا جسے عقیدت مند افراد تو شاید ہضم کر لیں مگر حقیقت پسند حلقے تو بہرحال دلائل اور حقائق کو ہی اہمیت دیتے ہیں۔

مزید اطمینان کے لئے بخاری شریف کی یہ حدیث پاک ملاحظہ ہو:

51- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ روایت کرتے ہیں، یہ دونوں شہر (بصرہ اور کوفہ) فتح ہو گئے تو لوگ حضرت عمر ؓ کے پاس آئے تو کہنے لگے:

يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَدَّ لِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَّهُوَ جَوْرٌ عَنْ طَرِيْقِنَا وَاِنَّا اِنْ اَرَدْنَا قَرْنًا شَقَّ عَلَيْنَا قَالَ فَانْظُرُوْا حَذْوَهَا مِنْ طَرِيْقِكُمْ فَحَدَّ لَهُمْ ذَاتَ عِرْقٍ

"اے امیر المومنین! رسول اللہ ﷺ نے اہل نجد کے لئے قرن کو میقات بنایا ہے اور وہ ہماری گزرگاہ نہیں۔ اگر ہم قرن کا ارادہ کریں تو ہمارے لئے تکلیف دہ ہے۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا: تم اپنے راستے میں اس کے سامنے کوئی جگہ دیکھو اور آپ نے ان کے لئے ذات عراق کو احرام باندھنے کی جگہ مقرر کر دیا"

﴿بخاری کتاب المناسك باب ذات عرق لاهل العراق 107/01﴾

اس روایت سے ہمارا مدعا واضح ہوا کہ نجد اور عراق دو مختلف علاقے ہیں ورنہ نجد اور عراق کے لئے دو مختلف میقات مقرر نہ کئے جاتے۔

مزید تحقیق و تفصیل کے طلب گار حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی کی کتاب "شرح حدیثِ نجد" کا مطالعہ فرمائیں۔ البتہ وضاحت کیلئے یہ حدیث پاک پیش خدمت ہے:

حضور ﷺ نے قبیلوں کے نام بھی بتا دیے:

52- حضرت ابو مسعود ؓ روایت کرتے ہیں:

اَشَارَ النَّبِیُّ ﷺ بِیَدِہٖ نَحْوَ الْیَمَنِ فَقَالَ اَلَا اِنَّ الْاِیْمَانَ ھٰھُنَا وَاِنَّ الْقَسْوَۃَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّادِیْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ فِیْ رَبِیْعَۃَ وَمُضَرَ

﴿بخاری کتاب بدء الخلق باب خیر مال المسلم غنم 466/01۔
مسلم کتاب الایمان باب تفاضل اهل ایمان 52/01﴾

"رسول کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: سنو ایمان اس طرف ہے اور شقاوت اور سنگ دلی ان لوگوں میں جو بکثرت اونٹ پالتے ہیں اور اُونٹوں کی دُموں کے پیچھے ہانکتے ہوئے جاتے ہیں (جہاں سے) شیطان کے دو سینگ قبیلہ ربیعہ اور قبیلہ مضر سے نکلیں گے"

53- ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ اے اللہ! مُضر کو سختی سے کچل دے۔

﴿اکمال اکمال المعلم ج 01 ص 159 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت﴾

معلوم ہونا چاہیئے کہ مُضر نجد کا ایک سنگ دل قبیلہ ہے۔ نبوت کا جھوٹا دعوے دار مسیلمہ کذّاب بھی اس نجد کی ایک وادی یمامہ کا رہنے والا تھا۔ اس لیے علماء نے اس نجد کو فتنوں کی سرزمین قرار دیا ہے۔ جغرافیہ دانوں کو تو پہلے ہی معلوم ہے کہ نجد اور عراق دو مختلف علاقے ہیں البتہ اس تفصیل سے دیگر قارئین پر بھی واضح ہو گیا کہ نجد اور عراق واقع تو ایک ہی سمت میں ہیں مگر ان احادیث مبارکہ میں مذکور نجد سے عراق کا ملک مراد لینا درست نہیں۔

آخر میں ایک اہل حدیث عالم کی وضاحتی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے:

"اہلِ حدیث" عالم مسعود عالم ندوی کا بیان:

نجد کا جنوبی حصہ جو العارض کہلاتا ہے، اس کا مشہور شہر ریاض ہے جو آج سعودی حکومت کا پایہ تخت ہے۔ ﴿حاشیہ کتاب محمد بن عبدالوہاب ص 16 از مسعود عالم ندوی﴾

لکھتے ہیں...... عارض کو جبلِ یمامہ بھی کہتے ہیں اس کے گردونواح کی زمین وادی حنیفہ اور یمامہ کہلاتی ہے شیخ الاسلام (محمد بن عبدالوہاب تمیمی نجدی) کی جائے پیدائش "عیینہ" اور مرکزِ دعوت "درعیہ" اسی وادی میں واقع ہیں۔ ﴿حوالہ بالا﴾

مشرق کے ان لوگوں کی خاص نشانی کیا ہے؟

54- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے کہ وہ قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلقوں (گلوں) سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے اور پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے جب تک تیر اپنی جگہ پر واپس نہ

لوٹ آئے۔ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ ان لوگوں کی نشانی کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

سِيمَا هُمُ التَّحْلِيقُ اَوْقَالَ التَّسْبِيدُ

''ان کی نشانی سر منڈانا ہے یا فرمایا کہ سر منڈائے رکھنا''

﴿بخاری کتاب التوحید باب قراۃ الفاجر و المنافق 1128/02﴾

گستاخانِ رسول کے خارجی گروہ کی نشان دہی:

55- حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا۔ آپ ﷺ نے وہ چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ بات قریش و انصار پر گراں گزری کہ نجد کے سرداروں کو مال دیا گیا اور ہمیں چھوڑ دیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں انہیں تالیفِ قلوب کے لئے دیتا ہوں۔ پھر ایک آدمی آگے بڑھا۔

﴿بخاری کتاب المناقب 01/ 509 اور کتاب استتابۃ المرتدین 02/ 1034 کی روایتوں میں اس کا نام ذوالخویصرہ تمیمی[2] بیان کیا گیا ہے﴾

اس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں۔ رخسار لٹکے ہوئے تھے۔ پیشانی آگے نکلی ہوئی، داڑھی گھنی اور سر مُنڈا ہوا تھا۔ وہ شخص کہنے لگا: اے محمد ﷺ! اللہ سے ڈر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں خدا کی نافرمانی کر رہا ہوں تو اللہ کی اطاعت کون کر رہا ہے؟

56- دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف سے کام لو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تیری خرابی ہو، اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا؟

﴿بخاری کتاب الادب باب ماجاء فی قول الرّجل و یلك 02/ 910﴾

حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تو اہلِ زمین کی امانت میرے سپرد فرمائی ہے لیکن تم مجھے امین نہیں سمجھتے۔ ایک شخص نے قتل کر دینے کی اجازت چاہی لیکن آپ ﷺ نے منع فرما دیا۔ راوی کے مطابق اجازت چاہنے والے شاید حضرت خالد بن ولید ؓ تھے۔

جب وہ شخص چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی نسل میں سے یا اس کے پیچھے ایسی جماعت ہے جو قرآن پاک خوب پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، وہ ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، وہ مسلمانوں کو قتل کیا کریں گے اور بت پرستوں سے صلح رکھیں گے۔ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قومِ عاد کی طرح قتل کر دوں۔

﴿بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللّٰہ والیٰ عادٍ اخاھم ھوداً 1/471، کتاب التوحید باب قراۃ الفاجر والمنافق 02/ 1105۔ مسلم کتاب الزکاۃ باب اعطاء المؤلفۃ 01/341﴾

خارجیوں کی ایک نشانی:

57- حضرت ابو سعید خدری ؓ ہی سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جانے دو کیونکہ اس کے اور بھی ساتھی ہیں۔ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزوں کو اُن کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے۔

﴿بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 509/01، کتاب استتابۃ المرتدین باب من ترك قتال الخوارج 02/ 1024﴾

خارجیوں کی ایک اور نشانی:

حدیثِ بالا میں یہ بھی ہے کہ ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو عورت کے پستان جیسا یا گوشت کا لوتھڑا ہوگا۔ جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائیں گے تو ان کا خروج ہوگا[3]۔

گستاخ گروہ حضرت علی ؓ کے مقابلے پر:

حضرت ابو سعید خدری ؓ فرماتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ

حدیث نبی کریم ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابو طالب نے ان لوگوں سے جنگ کی ہے اور میں بھی لشکرِ اسلام کے ساتھ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ جب اسے لایا گیا تو اس کے اندر وہ تمام نشانیاں دیکھیں جو نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی تھیں۔

﴿بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 509/01، کتاب استتابه المرتدين باب من ترك قتال الخوارج 1024/02﴾

خارجیوں کی خاص عادت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے:

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ وَقَالَ اِنَّهُمْ نطلقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِى الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

”اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے جو آیتیں کافروں کے بارے میں نازل ہوئیں، وہ مسلمانوں پر چسپاں (لاگو) کردیں“

﴿بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب قتل الخوارج والملحدین 1046/02﴾

قیامت سے پہلے کیا ہوگا؟

58- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دو عظیم جماعتوں کے درمیان جنگ نہ ہو جائے اور ان دونوں جماعتوں کے درمیان عظیم جنگ ہوگی اور ان کا دعویٰ ایک ہوگا۔

﴿مسلم کتاب الفِتن و اشراط الساعة 390/02﴾

اس حدیث پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں فرماتے ہیں کہ ان دونوں جماعتوں سے مراد حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر ہیں جن کے درمیان 37ھ میں صفین میں بہت سخت جنگ ہوئی۔ یہ دونوں جماعتیں مدعی اسلام تھیں۔ دونوں مسلمان تھیں اور حتیٰ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا ”یہ ہمارے بھائی ہیں، انہوں نے ہم پر بغاوت کردی“

سرزمینِ حجاز سے آگ ظاہر ہوگی:

59- رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِىْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى

﴿بخاری کتاب الفتن باب خروج النار 1054/02۔ مسلم کتاب الفتن واشراط الساعة 393/02﴾

''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی جس سے بصرہ کے اُونٹوں کی گردنیں نظر آنے لگیں گی''

اس آگ کا ظہور یکم جمادی الثانی 654ھ کو ہوا۔ سرزمین حجاز میں اس آگ کے ظہور سے پہلے پے درپے زلزلے آئے جن کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ لوگ ہیبت زدہ ہوگئے۔ 05 جمادی الثانی کو دھوئیں نے زمین وآسمان اور اُفق کو چھپالیا۔ جب تاریکی چھاگئی تو دوپہر کو مدینے کے مشرق کی جانب ایسی آگ بلند ہوئی کہ پتھر بھی پگھلنے لگے۔ روز بروز آگ کا رُخ مدینہ شہر کی طرف ہو رہا تھا۔ اہلِ مدینہ نے شب جمعہ مسجد نبوی ﷺ میں بسر کی۔ بالآخر آگ نے اپنا رخ جانب شمال تبدیل کرلیا۔ یہ آگ 52 روز تک روشن رہی۔

شام کے شہر بُصریٰ میں مدرسہ بُصریٰ کے مدرس شیخ صفی الدین کی شہادت موجود ہے کہ جس روز آگ کا ظہور حجاز میں ہوا، اسی شب بصریٰ کے بدوؤں نے آگ کی روشنی میں اپنے اونٹوں کی گردنیں دیکھ لیں۔

مدینہ منورہ میں اس آگ کا ظہور ایسا مشہور ہے کہ مؤرخین کے نزدیک تواتر کی حد کو پہنچا ہوا ہے۔ جیسا کہ امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کی وفاء الوفاء میں بھی مذکور ہے۔ اس آگ کا تذکرہ امام نووی نے اپنی شرح مسلم 02/393 میں اور علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں بھی کیا ہے۔

قاضی سلیمان منصور پوری نے رحمۃ للعالمین (03/213 مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور) میں لکھا ہے کہ تعجب خیز امر یہ تھا کہ اس شدتِ نار کے وقت بھی مدینہ میں جو ہوا آتی تھی، وہ ٹھنڈی نسیم ہوتی تھی۔

قیامت سے پہلے دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نکلے گا:

60- رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ دریائے

فرات سے سونے کا ایک پہاڑ نہ نکل آئے۔ جس پر لوگوں کا قتال ہوگا اور ہر سو آدمیوں میں سے ننانوے آدمی مارے جائیں گے اور ان میں سے ہر شخص یہ سوچے گا کہ شاید میں ہی وہ شخص ہوں جسے نجات مل جائے۔

﴿بخاری کتاب الفتن باب تغییر الزمان۔ مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ 02/391﴾

قحطان کا ایک شخص لوگوں کو لاٹھی سے ہنکائے گا:

61- قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک قحطان کا ایک شخص لوگوں کو اپنی لاٹھی سے نہ ہنکائے۔

﴿بخاری حوالۂ بالا۔ مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ 02/395﴾

سرخ چہرے، چپٹی ناک اور چھوٹی آنکھوں والوں سے قتال ہوگا:

62- رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس قوم سے قتال نہ کرلو جو بالوں والی جوتیاں پہنے گی اور ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ مزید فرمایا: ان کے چہرے سرخ، ناک چپٹی اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔

﴿مسلم کتاب اشراط الساعۃ 02/395، بخاری کتاب المناقب 01/507﴾

یہودی مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوجائیں گے:

63- رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں کو قتل نہ کردیں حتی کہ یہودی درخت اور پتھر کے پیچھے چھپیں گے اور پتھر اور درخت یہ کہے گا، اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے ہے۔ آ اس کو قتل کردے۔ ہاں درخت غرقد نہیں کہے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

﴿بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 01/507۔ مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ 02/391﴾

قیامت سے پہلے جہجاہ نام کا بادشاہ ہوگا:

64- حضور ﷺ نے فرمایا: دن اور رات کا سلسلہ اس وقت تک نہ ٹوٹے گا جب تک جہجاہ نام کا ایک بادشاہ نہ ہوجائے۔

﴿مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ 02/395﴾

قیامت سے پہلے تیس دجال اور کذاب آئیں گے:

65- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک دجالوں اور کذابوں کو نہ بھیج دیا جائے جو تیس کے قریب ہوں گے۔

﴿بخاری کتاب الفتن 02/1054، بخاری کتاب المناقب باب علاماۃ نبوۃ 01/509۔ مسلم کتاب اشراط الساعۃ 02/397﴾

ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے:

66- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اصفہان کے یہودیوں میں سے ستر ہزار یہودی سبز چادریں اوڑھے ہوئے دجال کی پیروی کریں گے۔ حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا گیا کہ اس نے اپنی اُمت کو کانے کذاب سے ڈرایا۔ آگاہ ہوجاؤ کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ کافر لکھا ہوا ہے۔

﴿بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال 02/1055۔ مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعۃ باب ذکر الدجال 02/400 (مسلم میں ہے کہ اس کی داہنی آنکھ کانی ہوگی۔ باب ذکر الدجال 02/399)﴾

حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا ہے اور دجال کو بھی:

67- حضور ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں اپنے آپ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ چنانچہ گندمی رنگ اور سیدھے بالوں والے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔ میں نے کہا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: حضرت ابن مریم علیہما السلام۔ پھر جاتے ہوئے میں نے ادھر توجہ کی تو ایک موٹے تازے آدمی کو دیکھا جس کا رنگ سرخ، بال گھنگھریلے اور آنکھ سے کانا تھا گویا اس کی آنکھ پکے ہوئے انگور کی طرح تھی۔ لوگوں نے کہا: یہ دجال ہے۔

﴿بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال 02/1055، کتاب الانبیاء باب واذکر فی الکتاب مریم 01/489﴾

دجال مدینہ میں داخل نہیں ہوسکتا:

68- رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ کے اندر دجال کا رعب داخل نہیں ہوسکے گا۔ ان دنوں اس کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے۔

﴿بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال 02/1055﴾

69- مسلم میں ہے کہ مدینہ کی گھاٹیوں میں داخل ہونا اس پر حرام ہوگا۔

﴿بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال 02/402﴾

قیامت کی خاص نشانیاں:

70- حضور ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو۔ دھواں، دجال، دآبۃ الارض (زمین کا زلزلہ)، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول، یاجوج وماجوج اور تین جگہ زمین دھنسنے کا ذکر

کیا اور آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہنکا کر محشر کی طرف لے جائے گی۔

﴿مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة 02/393﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس شان سے آئیں گے اور دجال کو قتل کریں گے:

71- حضور ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید مینار کے پاس دو زرد رنگ کے حلّے پہنے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا سر جھکائیں گے تو پسینے کے قطرے گریں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو موتیوں کی طرح قطرے گریں گے۔ جس کافر تک بھی ان کی خوشبو پہنچے گی، اس کا زندہ رہنا ناممکن ہوگا اور ان کی خوشبو منتہائے نظر تک پہنچے گی۔ وہ دجال کو تلاش کریں گے حتیٰ کہ باب لُد پر اس کو موجود پا کر اسے قتل کر دیں گے۔

﴿مسلم کتاب الفتن و اشراط السّاعة باب ذکر الدجال 02/401﴾

نوٹ: حدیث پاک میں دجال کی کارگزریوں کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

کتنا تفصیل سے بتایا میرے حضور ﷺ نے:

72- حضور ﷺ نے فرمایا: تم نے ایک شہر کے متعلق سنا ہے کہ اس کی ایک جانب خشکی میں ہے اور ایک جانب سمندر میں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک اس میں ستر ہزار بنو اسحٰق (عرب) جہاد نہ کریں۔ جب وہ وہاں پہنچ کر اتریں گے تو نہ وہ ہتھیاروں سے جنگ کریں گے نہ تیر اندازی کریں گے۔ وہ کہیں گے۔ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" تو شہر کی ایک جانب گر جائے گی۔ پھر دوسری بار کہیں گے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ" تو اس کی دوسری جانب گر جائے گی۔ پھر وہ تیسری بار یہی کہیں گے تو ان کے لئے کشادگی کر دی جائے گی اور وہ اس شہر میں داخل ہو جائیں گے اور مال غنیمت حاصل کریں گے۔ جس وقت وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں

گے تو ایک چیخ سنائی دے گی کہ دجال نکل آیا ہے تو مسلمان ہر چیز کو چھوڑ کر لوٹ آئیں گے۔

﴿مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة 02/396﴾

73- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (قرب قیامت میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان لڑی جانے والی ایک شدید جنگ کی تفصیل بیان کرنے کے بعد) فرمایا: اللہ تعالیٰ کافروں پر شکست مسلط کر دے گا۔ وہ ایسی جنگ ہوگی کہ اس سے پہلے ایسی جنگ کی مثال دیکھی نہیں ہوگی۔ حتیٰ کہ پرندے بھی ان کے پہلوؤں سے گزریں گے تو وہ ان سے آگے نہیں بڑھ سکیں گے اور مُردہ ہو کر گر پڑیں گے۔ ایک باپ کی اولاد سو تک ہوگی، ان میں سے ایک کے سوا اور کوئی نہیں بچے گا۔ اس صورت میں مال غنیمت سے کیا خوشی ہوگی اور کیسے وراثت تقسیم ہوگی۔ مسلمان اسی حالت سے دوچار ہوں گے کہ اس سے بڑی افتاد آ پڑے گی۔ ایک چیخ سنائی دے گی کہ مسلمانوں کی اولاد میں دجال آ چکا ہے۔ ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہوگا، اسے چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔

فَیَبْعَثُوْنَ عَشَرَۃَ فَوَارِسَ طَلِیْعَۃً ...... تو دس گھوڑ سواروں کا ہراول دستہ بھیجیں گے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اَسْمَآءَ ھُمْ وَاَسْمَآءَ اٰبَآئِھِمْ وَاَلْوَانَ خُیُوْلِھِمْ ھُمْ خَیْرُ فَوَارِسَ عَلٰی ظَھْرِ الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍ

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ان سواروں کے نام، ان کے باپ دادا کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ خوب جانتا ہوں۔ وہ اس دن روئے زمین کے بہترین گھڑ سواروں میں سے ہوں گے" ﴿مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعة 02/392﴾

74- احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ حضور ﷺ نے انتہائی قرب قیامت کی نشانیوں کے علاوہ یہ بھی بتا دیا کہ قیامت جمعۃ المبارک کے دن قائم ہوگی۔

﴿مشکوٰۃ باب الجمعہ فصل اوّل ص119 بروایت مسلم کتاب الجمعہ 01/282﴾

75- اور عصر کے بعد کا وقت ہوگا۔ ﴿مشکوٰۃ ص 120 بروایت ترمذی﴾

76- اور یہ بھی بتادیا کہ محرم کا مہینہ ہوگا۔ ﴿ابن ماجہ۔ مسند احمد﴾

تاہم آپ ﷺ نے قیامت کا سال مخفی رکھا اس لئے کہ یہ دنیا دارالامتحان ہے اور امتحان کا تقاضا یہی ہے کہ عین وقت قیامت لوگوں سے مخفی رکھا جائے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ سے ارشاد فرمایا:

فِيمَ أَنتَ مِن ذِكْرَاهَا ○ ﴿سورۃ النازعات:43﴾

"تمہیں اس کے بیان سے کیا تعلق" 4

حواشی

1. حضور ﷺ تو انصار کو حوض کوثر پر ملاقات کی خبر دیں اور کچھ لوگ قرآن فہمی کے زعم میں خود حضور ﷺ کو اپنے ہی انجام و مقام سے بے خبر بتائیں (فیا للعجب)۔ آئندہ صفحات میں اس پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

2. اس گستاخ رسول کا نام حرقوص بن زہیر تھا اور یہ فتنوں کی سرزمین نجد کا رہنے والا تھا۔ بخاری کتاب استتابة المرتدين باب من ترك قتال الخوارج 02/1024 میں حدیث پاک ہے کہ سورہ توبہ کی یہ آیت اسی شخص کے بارے میں نازل ہوئی:

وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ ○ ﴿سورۃ توبہ:58﴾

"اور ان میں کوئی وہ ہے جو صدقے تقسیم کرنے میں تم پر طعن کرتا ہے"

3. جب رائے اور نقطہ نظر کے اختلاف کے سبب حضرت علی ؓ اور حضرت معاویہ ؓ کے لشکر آمنے سامنے آ گئے تو افتراق اور خون ریزی کا راستہ روکنے کے لئے پھر کوشش کی گئی اور دونوں طرف سے چند افراد کو تصفیہ کے لئے حکم (ثالث) مقرر کیا

گیا۔ حضرت علی ؓ کے اعوان وانصار میں سے ایک جماعت نے صلح کے لئے حکم مقرر کرنے کو ناپسند کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کرلی۔ ان کا موقف یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا ہے:

لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ: "اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں"

چونکہ حضرت علی ؓ اور حضرت معاویہ ؓ نے غیر اللہ کو حکم بنایا ہے، اس لئے وہ دونوں مشرک ہوگئے ہیں (معاذ اللہ)

حضرت علی ؓ نے قرآن کے مایہ ناز عالم، حبر الامت، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو بھیجا تا کہ وہ ظاہر بینوں کی اس جماعت کو قرآن کے منشاء ومراد سے آگاہ کر کے انہیں علیحدگی اور مخالفت سے منع کریں مگر ان کی تمام وضاحتوں کے باوجود وہ لوگ ان دونوں حضرات کو اور مسلمانوں کی دونوں جماعتوں کو کافر و مشرک قرار دینے سے باز نہ آئے اور علیحدگی اور مخالفت اختیار کیے رکھی۔

بعد ازیں نہروان میں جمع ہو کر ان لوگوں نے قتل و غارت کا بازار گرم کردیا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن خباب اور ان کی اہلیہ اور حضرت علی ؓ کے قاصد حارث بن مرہ کو بھی نہایت بے دردی سے قتل کردیا۔

ان خارجیوں کی ایسی کارروائیوں کے نتیجے میں نہروان کا معرکہ پیش آیا۔ جب حضرت علی ؓ کی طرف سے اصلاح احوال کی آخری کوششیں بھی ناکام ہوگئیں تو آپ ؓ نے ان پر لشکر کشی کر کے اس فتنہ کی کمر توڑ دی۔ مگر افسوس خارجی جماعت کے افکار ونظریات کا تاریخی سفر جاری رہا۔ اللہ پاک امت مسلمہ کو ایسے گستاخانہ افکار ونظریات سے محفوظ رکھے، آمین۔

4. قیامت کے بارے میں اس قدر تفصیلی بیانات سے یہ سمجھنا بھی آسان ہوجاتا ہے کہ جن آیات واحادیث میں قیامت کے علم کی مخلوق سے نفی کا بیان ہے وہاں اس سے یہی

مراد ہے کہ بغیر اللہ کے بتائے کوئی نہیں جانتا۔ مفسرین کرام نے ان آیات واحادیث سے یہی مراد لیا ہے۔ اس بارے میں مکمل اطمینان کے لئے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِیَّۃ اور سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی اَلْکَلِمَۃُ الْعُلْیَا کا مطالعہ فرمائیں۔

5 بخاری ومسلم کی احادیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضور نبی کریم ﷺ کو ما فی غدٍ (کل کیا ہوگا؟)، ماذا تکسب غدًا (کوئی کل کیا کرے گا؟) اور ما فی الارحام (ماؤں کے پیٹوں میں کیا ہے، بیٹا یا بیٹی؟) کا علم عطا فرمایا ہے۔

6 اس سے یہ سمجھنا بھی آسان ہوگیا کہ جب چھوٹی بچیوں نے گاتے ہوئے ما فی غد کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کی اور کہا کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھیں۔ اسے دلیل بنا کر آپ ﷺ کی لاعلمی اور بے خبری کا فتویٰ جاری کرنے کی بجائے اسے آپ ﷺ کے تواضع وانکساری پر محمول کرنا چاہیے۔ ورنہ ان تمام احادیث کا انکار لازم آئے گا۔ مکمل اطمینان کے لیے ارشاد الساری شرح بخاری، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جیسی شروحات کے عالمانہ بیانات کا مطالعہ مفید رہے گا۔

نوٹ: اشرف علی تھانوی صاحب نے "جمال الاولیاء" اور "ارواح ثلاثہ" میں اور عبدالمجید خادم صاحب سوہدروی و محمد ابراہیم میر صاحب سیالکوٹی نے "کرامات اہلحدیث" میں بھی مَافِیْ غَدٍ ...... مَاذَا تَکْسِبُ غَدًا ...... مَافِی الْاَرْحَامِ کے علاوہ دلوں کے حالات اور دور دراز فاصلوں کے علم پر مبنی متعدد واقعات درج کیے ہیں۔

پانچواں باب

موت کے وقت
موت کی جگہ
موت کی کیفیت
کا علم

کل کون کون قتل ہوگا؟

77- باب: ذِكْرِ النَّبِيِّ ﷺ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ

﴿بخاری کتاب المغازی 02/563﴾

''آنحضرت ﷺ کا بیان کرنا کہ بدر میں فلاں فلاں لوگ مارے جائیں گے''

وحید الزماں صاحب کا تبصرہ:

اس باب میں امام مسلم نے جو روایت کی، وہ زیادہ مناسب ہے کہ......

78- آنحضرت ﷺ نے جنگ شروع ہونے سے ایک دن پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتلایا تھا کہ یہاں فلاں کافر مارا جائے گا، یہاں فلاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ ﷺ نے جو جو مقام ہر ہر کافر کے بتلائے تھے، وہ کافر وہیں گرا اور مارا گیا۔

﴿تیسیر الباری شرح بخاری ص 05/233 مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ﴾

بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (کون کہاں مرے گا؟) کا علم:

79- حضور ﷺ نے نام لے لے کر کافروں کے مرنے کی جگہ بتائی:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَّيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْاَرْضِ هٰهُنَا وَ هٰهُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَّوْضِعِ يَدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

﴿مسلم کتاب الجہاد باب غزوہ بدر 02/102﴾

(حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے) پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے۔ آپ ﷺ زمین پر اس جگہ اور اُس جگہ ہاتھ رکھتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے کوئی اِدھر اُدھر نہیں ہوا۔

80- مسلم شریف میں کتاب الجنۃ میں یہ حدیث لفظ غداً کے ساتھ مذکور ہے۔ اس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس ذات کی قسم، جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، رسول کریم ﷺ نے جو جگہ ان کے گرنے کی بتائی تھی، وہ اس حد سے بالکل متجاوز نہیں ہوئے۔

سبحان اللہ! اس حدیث پاک نے مکمل صراحت کے ساتھ واضح کر دیا کہ ہمارے حضور ﷺ کو وضاحت اور تعین کے ساتھ معلوم ہے کہ کون کہاں مرے گا۔ اسی کو بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کا علم کہا جاتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں جہاں اس علم کی نفی بیان کی گئی ہے ﴿سورۃ لقمان: 34﴾ وہاں اس سے مراد یہ ہے کہ علومِ غیبیہ کی حقیقی مرکزیت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اس کے بتائے بغیر کوئی یہ علوم از خود نہیں جان سکتا۔ ہاں وہ جس کو چاہے، عطا کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ بخاری و مسلم کے ایسے واضح بیان کے باوجود اسے شرک قرار دینا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

بیٹی! سب سے پہلے تمہارا وصال ہوگا:

81- عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَالِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ

سَارَّنِي النَّبِيُّ ﷺ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ أَوَّلُ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ

﴿بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت ص 01/512، باب منقبت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ﴾

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے اس مرض میں بلایا جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی۔ پھر ان کے ساتھ خفیہ بات کی۔ وہ رونے لگیں۔ پھر نزدیک بلا کر خفیہ کلام فرمایا۔ وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا: نبی کریم ﷺ نے مجھ سے خفیہ بات کی اور بتایا کہ اسی مرض میں میری وفات ہو جائے گی تو یہ سن کر میں رونے لگی۔ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے آہستہ بات کی اور مجھے بتایا کہ میں (فاطمہ) آپ ﷺ کے گھر والوں میں سب سے پہلے آپ ﷺ کے پیچھے آؤں گی تو میں ہنس پڑی"

ازواج میں سب سے لمبے ہاتھوں والی پہلے فوت ہوگی:

82- عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ بَعْضَ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَيُّنَا أَسْرَعُ بِكَ لُحُوْقًا قَالَ أَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَأَخَذُوْا قَصَبَةً يَذْرَعُوْنَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ أَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ أَنَّمَا كَانَتْ طُوْلَ يَدِهَا الصَّدَقَةَ وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لُحُوْقًا بِهِ ﷺ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ

﴿بخاری کتاب الزکوۃ باب فضل صدقہ 01/191﴾

"سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں۔ بعض ازواج رسول ﷺ نے

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، ہم میں سے سب سے پہلے کون آپ سے ملے گی؟ فرمایا! جس کا ہاتھ لمبا ہوگا۔ ازواجِ مطہرات نے چھڑی ہاتھ میں لے کر ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے تو حضرت سودہ کا ہاتھ لمبا نکلا۔ بعدازاں ہمیں پتہ چلا کہ ہاتھ کی لمبائی سے مراد صدقہ ہے چنانچہ (سیدہ زینب) سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے ملیں اور انہیں خیرات کرنا بہت پسند تھا'' (رضی اللہ عنہن)۔

83- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَسْرَعُكُنَّ لِحَاقًا بِىْ اَطْوَلُكُنَّ يَدًا قَالَتْ فَكُنَّ يَتَطَاوَلْنَ اَيَّتُهُنَّ اَطْوَلُ يَدًا قَالَتْ فَكَانَتْ اَطْوَلَنَا يَدًا زَيْنَبُ لِاَنَّهَا كَانَتْ تَعْمَلُ بِيَدِهَا وَتَصَدَّقُ

﴿مسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل زینب 02/291﴾

''تم میں سے سب سے زیادہ جلد مجھ سے وہ زوجہ ملاقات کرے گی جس کے ہاتھ تم میں سے سب سے زیادہ لمبے ہوں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں، پھر ہم سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تھے کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کاج کرتی تھیں اور صدقہ وخیرات کرتی تھیں''

ان احادیث کے مربوط مطالعہ سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں۔

(1) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور ﷺ سے جلد ملاقات کی غیبی خبر سن کر ہنس پڑنا، اُن کے اس عقیدے کا عکاس ہے کہ حضور ﷺ موت کا وقت جانتے ہیں۔

(2) اسی طرح ازواجِ مطہرات کے حضور ﷺ سے سب سے پہلے وفات پانے والی زوجہ کے بارے میں سوال کرنے اور آپ ﷺ کی زبان سے لمبے ہاتھ والی زوجہ کی سب سے پہلے وفات پانے کی خبر سن کر اپنے ہاتھ ماپنے سے ان کا یہ پختہ عقیدہ واضح ہوتا ہے

کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے موت کے وقت سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔

کتنی ستم ظریفی ہے کہ حضور ﷺ تو غیب سے تعلق رکھنے والے سوال پر اعتراض نہ فرمائیں بلکہ موت تک کی غیبی خبریں بھی دیں مگر آج نہایت دلیری کے ساتھ حضور ﷺ کو بے خبر ثابت کرنے اور آپ ﷺ کے علم پاک کی وسعت کا اعتقاد رکھنے والوں کو مشرک قرار دینے کی مذموم کوشش عروج پر ہے۔

زبان وقلم چلانے سے پہلے سوچنا چاہیے کہ صحابہ کرام ﷺ سے لے کر آج تک کتنے مسلمان اس کی زد میں آئیں گے (العیاذ باللہ)۔ اللہ پاک ہمیں ان نفوسِ قدسیہ کا ادب و احترام کرنے والا بنائے، آمین۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال سے آگاہ فرمادیا:

84- سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئی تو انہوں نے پوچھا: تم نے رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں دفنایا؟ میں نے کہا: تین دھلے سفید کپڑوں میں جن میں نہ تو قمیض تھی اور نہ عمامہ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: فِىْ اَىِّ يَوْمٍ تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ''رسول اللہ ﷺ نے کس دن وفات پائی تھی؟''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ ...... پیر کے روز۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا آج کیا دن ہے؟ میں نے کہا: پیر۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اَرْجُوْ فِيْمَا بَيْنِىْ وَبَيْنَ اللَّيْلِ ...... ''مجھے توقع ہے کہ رات تک کوچ کر جاؤں گا'' (حدیث پاک کے آخر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) پھر اس دن وفات نہ ہوئی یہاں تک کہ منگل کی رات آگئی اور صبح سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔

﴿بخاری کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین 01/186﴾

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے وصال سے آگاہ فرمادیا:

85- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (ان کے والد) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا۔ میں آکر آپ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑا ہوگیا تو انہوں نے کہا:

یَابُنَیَّ اِنَّهٗ لَا یُقْتَلُ الْیَوْمَ اِلَّا ظَالِمٌ اَوْ مَظْلُوْمٌ

''اے بیٹے! آج ظالم یا مظلوم قتل ہوگا''

وَ اِنِّیْ لَا اُرَانِیْ اِلَّا سَاُقْتَلُ الْیَوْمَ مَظْلُوْمًا

''اور میں دیکھ رہا ہوں کہ آج میں مظلومی کی حالت میں قتل کر دیا جاؤں گا''

﴿بخاری کتاب الجهاد والسئیر باب بر کت الغازی فی ماله 01/441﴾

آپ کو عمرو بن جرموز تمیمی نے جمل کے دن نماز کی حالت میں یا مشہور روایت کے مطابق قیلولہ کے دوران سوتے میں شہید کر دیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے آگاہ فرمادیا:

86- عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِیْ اَبِیْ مِنَ اللَّیْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِیْ اِلَّا مَقْتُوْلًا فِیْ اَوَّلِ مَنْ یُّقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَ اِنِّیْ لَا تُرُكُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْكَ غَیْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاِنَّ عَلَیَّ دَیْنًا فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاَخَوَاتِكَ خَیْرًا فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِیْلٍ ....الخ

﴿بخاری کتاب الجنائز باب هل یخرج المیت من القبر 01/180﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب اُحد کا وقت قریب ہوا تو رات کو میرے

والد (عبداللہ) نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے شہید ہونے والے صحابہ میں سے سب سے پہلے شہید ہونے والا میں ہوں اور میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کے علاوہ سب سے زیادہ عزیز چھوڑے جارہا ہوں۔ مجھ پر قرض ہے، اسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں سے اچھا سلوک کرنا۔ صبح ہوئی تو سب سے پہلے شہید ہونے والے وہی تھے۔

''تم مدّتوں زندہ رہوگے'':

87- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے جبکہ میں حجۃ الوداع میں ایسا بیمار ہوا کہ موت کے قریب ہوگیا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ دیکھ رہے ہیں جہاں تک میری بیماری پہنچی ہوئی ہے (آگے وصیت کے بارے میں بیان ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ) میں عرض گزار ہوا، کیا میں اپنے ساتھیوں کے بعد مکہ میں چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً

''تم ہرگز پیچھے نہیں رہوگے اور تم اللہ کی رضا کے لئے جو عمل کروگے اس سے تمہارا درجہ اور مرتبہ اور زیادہ بلند ہوتا جائے گا''

3 وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰی یَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَّیُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ

''اور شاید تم ابھی بہت دنوں تک (مدتوں) زندہ رہوگے حتیٰ کہ تمہارے ذریعے بہت سے لوگوں کو نفع پہنچے اور دوسرے لوگوں کو تمہاری وجہ سے نقصان پہنچے''

(اس کے بعد حضور ﷺ نے مہاجرین کے لئے دعا فرمائی)

﴿بخاری کتاب الجنائز باب رثاء النبی ﷺ سعد بن خوله 01/173، کتاب المناقب باب اللهم امض لاصحابی هجرتهم﴾

اس حدیث پاک میں حضور ﷺ کے علم غیب کا واضح بیان ہے۔ آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شدتِ مرض کے باوجود بتا دیا کہ تم اس مرض میں وفات نہیں پاؤ گے یعنی ابھی تمہاری موت کا وقت نہیں اور ایسا ہی ہوا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس بیماری سے صحت یاب ہوئے اور بعد ازیں چالیس سال زندہ رہے۔ اسی طرح نفع ونقصان کے بیان والی دوسری پیش گوئی بھی پوری ہوئی کہ آپ رضی اللہ عنہ نے عراق کا ملک فتح کیا اور مسلمانوں کو بہت مال غنیمت حاصل ہوا۔ بہت سے کافروں کو آپ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور بہت سوں کو قیدی بنایا۔

باٗیِّ ارضٍ تموت (مقامِ انتقال) کے علم کا ایک اور واقعہ:

88- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ جب 31ھ میں ربذہ کے ویرانے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حالت زیادہ خراب ہوئی تو میں رونے لگی۔ انہوں نے پوچھا، کیوں روتی ہو؟ میں نے کہا کہ تم ایک صحرا میں سفرِ آخرت پر جا رہے ہو، یہاں تم کو کفن دینے کے لئے کوئی نیا کپڑا بھی نہیں ہے۔ فرمایا: میں تم کو ایک خوشخبری سناتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے چند آدمیوں کے سامنے فرمایا جن میں ایک میں بھی تھا، تم میں ایک شخص صحرا میں مرے گا اور اُس کی موت کے وقت وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت پہنچ جائے گی۔ ان آدمیوں میں سے میرے علاوہ سب لوگ آبادی میں وفات پا چکے ہیں اور اب صرف میں ہی باقی رہ گیا ہوں اس لئے یقیناً وہ شخص میں ہی ہوں۔ ﴿اسد الغابہ از علامہ محمد بن محمد ابن الاثیر جزری﴾

کون کیسے فوت ہوگا؟

89- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ صَعِدَ النَّبِیُّ ﷺ اِلٰی اُحُدٍ وَّمَعَہٗ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَ عُثْمَانُ فَرَجَفَ بِھِمْ فَضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَمَا عَلَیْکَ اِلَّا نَبِیٌّ وَّ صِدِّیْقٌ اَوْشَھِیْدَانِ

﴿بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر بن خطاب 521/01﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ کوہ اُحد پر چڑھے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ پہاڑ کو وجد آیا تو آپ ﷺ نے ٹھوکر مارتے ہوئے فرمایا: اُحد! ٹھہر جا: تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہیدوں کے سوا اور کوئی نہیں۔

چند باتیں اس حدیث پاک کے بارے میں:

(1) کوہِ اُحد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع مشہور پہاڑ ہے۔ یہ پہاڑ بھی حضور ﷺ کا چاہنے والا تھا اور آپ بھی اس کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے جیسا کہ بخاری شریف میں مختلف مقامات پر یہ حدیث پاک منقول ہے کہ:

90- اُحد پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

﴿بخاری کتاب المغازی باب احدٌ یحبّنا 637/02، کتاب الدّعوات باب التعوّذ من غلبة الرّجال 941/02﴾

(2) یہ پہاڑ نہ جانے کب سے حضور ﷺ اور دیگر اصحاب قدسیہ رضی اللہ عنہم کے مبارک تلوؤں کو چومنے کے لئے منتظر وبیتاب تھا۔ جیسے ہی حضور ﷺ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا، یہ پہاڑ فرحت وسرور اور کیف ومستی میں جھومنے لگا۔

(3) حضور ﷺ کی آمد کی خوشی میں جُھوم اٹھنا ظاہر کرتا ہے کہ اُحد پہاڑ حضور ﷺ کو پہچانتا ہے۔ اور کیوں نہ پہچانتا؟ اس پہاڑ کو بلکہ کائنات کی ہر شے کو وجود ہی آپ ﷺ کے صدقے ملا ہے۔ آپ ﷺ اصلِ کائنات ہیں۔ آپ ﷺ جانِ کائنات ہیں۔ بھلا کوئی آپ ﷺ سے کیسے بے نیاز ہو سکتا ہے؟ کائنات کی ہر شے آپ ﷺ کے زیرِ احسان ہے۔ آپ ﷺ کی رسالتِ عامہ اور رحمتِ کاملہ کا سایہ جنوں اور انسانوں ہی پر نہیں، تمام جہانوں کے افراد واشیاءِ کائنات پر ہے۔ اسی لئے تو قرآن نے جن اور انسان نہیں فرمایا بلکہ فرمایا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ ﴿سورۃ الانبیاء﴾

''اور اے محبوب! ہم نے تمہیں تمام جہانوں کے لئے سراپا رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے''

(4) کوہِ اُحد حرکت کرنے لگا تو حضور ﷺ نے اپنا پائے اقدس پہاڑ پر مارا اور حکم دیا ٹھہر جا۔ یہ حکم ملتے ہی پہاڑ نے اپنی حرکت بند کردی جیسے کوئی ذی نفس اپنا سانس روک لے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے حضور ﷺ کو انسان تو انسان پہاڑوں پتھروں پر بھی تصرّف و تسلُّط اور اختیار حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کائنات کی ہر شے پر حاکم و فرماں روا بنایا ہے۔ حضور ﷺ اپنے اس تصرف و تسلط اور اختیار کو خوب جانتے ہیں اسی لئے تو آپ ﷺ نے پہاڑ کو ٹھہر جانے کا حکم دیا۔

91- مکہ کے پتھر اور نواحِ مکہ کے ہر درخت کا آپ ﷺ کو (''السلام علیک یارسول اللہ'' کہہ کر) سلام کرنا

﴿مسلم باب تسلیم الحجر علیه 245/02۔ ترمذی ابواب المناقب باب ماجاء فی آیات نبوۃ ﷺ 203/02۔ مشکوٰۃ۔ دارمی﴾

92- ایک اعرابی کی درخواست پر حضور ﷺ کے حکم پر درخت کا اپنی جڑیں زمین سے اکھیڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جانا

﴿مشکوٰۃ بحوالہ دارمی۔ مسند احمد۔ تاریخ امام بخاری۔ ترمذی ابواب المناقب باب ماجآ فی آیات نبوۃ 203/02۔ مستدرک حاکم۔ طبقات ابن سعد۔ البدایہ﴾

......حضور ﷺ کے تصرّف و اختیار اور حکمرانی و فرمانروائی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ کاش! ہم اشرف المخلوقات کہلانے والے انسان بلکہ حضور ﷺ کے اُمتی بھی آپ ﷺ کو سچے دل سے اپنا حاکم و فرماں روا مانتے ہوئے آپ ﷺ کے احکامات کی تعمیل کرنے والے بن جائیں۔ آمین۔

(5) حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر ؓ کی تصدیق و سچائی کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے صدیق کا لقب عطا فرمایا اور حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کو شہید فرما کر گویا ہمیں سمجھا دیا کہ یہ نفوسِ قدسیہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں قربت و قبولیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ لہٰذا ہمیں ان حضرات ؓ کے ساتھ ہمیشہ اپنی محبت و عقیدت اور اچھے گمان کا مضبوط تعلق اُستوار کرنا چاہیے۔

(6) آپ ﷺ کا حضرت عمر فاروق ؓ اور حضرت عثمان ؓ کی شہادت کی خبر دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے حضور ﷺ جانتے ہیں کہ کون کس حال میں دنیا سے جائے گا، اس لئے کہ شہادت کے مقامات و درجات دنیا سے ایمان کے ساتھ رخصتی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ گویا حضور ﷺ موت کی کیفیت و نوعیت سے آگاہ ہیں۔

اسی علم و مشاہدے کی بنیاد پر ہی تو حضور ﷺ نے ان دو اصحاب کے علاوہ مختلف مواقع پر دیگر کئی اصحاب کو شہادت اور جنت کی بشارت دی تھی۔

حضور ﷺ تو حضور ﷺ کے صحابہ پاک ؓ بھی جانتے تھے:

93- حضرت شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حذیفہ ؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم حضرت عمر ؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ آپ لوگوں میں سے کس کو فتنوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک یاد ہے؟ حضرت حذیفہ ؓ نے کہا کہ آدمی کے اہل وعیال، مال، اولاد اور ہمسائے کے فتنے کا کفارہ، نماز، صدقہ، نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کے ذریعے ہو جاتا ہے۔

قَالَ لَيْسَ عَنْ هٰذَا اَسْأَلُكَ وَلٰكِنَّ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ

''حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ میں آپ سے اس بارے میں نہیں پوچھتا بلکہ اس فتنے کے بارے میں پوچھتا ہوں جو موج دریا کی طرح چڑھے گا''

قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنهَا بَاسٌ يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَاباً مُغْلَقاً

''حضرت حذیفہ ؓ نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کو اس کا کیا ڈر؟ جبکہ آپ کے اور اس کے درمیان ایک بند دروازہ ہے''

قَالَ عُمَرُ يُكْسَرُ الْبَابُ اَمْ يُفْتَحُ

''حضرت عمر ؓ نے کہا کہ وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟''

قَالَ بَلْ يُكْسَرُ

''حضرت حذیفہ ؓ نے کہا: بلکہ توڑا جائے گا''

قَالَ عُمَرُ اِذًا لَا يُغْلَقُ اَبَداً

''حضرت عمر ؓ نے کہا: کیا وہ دروازہ پھر بھی بند کیا جا سکے گا؟''

قُلْتُ اَجَلْ

''میں نے کہا: ہاں''

''(شفیق کہتے ہیں کہ) ہم نے حضرت حذیفہ ؓ سے کہا: کیا حضرت عمر ؓ دروازے کو جانتے تھے؟''

قَالَ نَعَمْ كَمَا اَعلَمُ اَنَّ دُوْنَ غَدِنِ اللَّيْلَةَ

''حضرت حذیفہ ؓ نے کہا: ہاں حضرت عمر ؓ، اس دروازے کو ایسا جانتے ہیں جیسے میں جانتا ہوں کہ کل دن سے پہلے رات آئے گی''

وَذٰلِكَ اَنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيثاً لَيْسَ بِالْاَغَالِيطِ

''اور یہ اس لئے کہ میں نے ان کو ایسی حدیث کی خبر دی ہے جو بجھارت نہیں ہے یا ایسی خبر نہیں ہے جس میں کوئی غلطی ہو'' شفیق کہتے ہیں کہ ہم حذیفہ ؓ سے یہ پوچھنے سے ڈرے کہ وہ دروازہ کون ہے؟ تو ہم نے مسروق سے کہا: انہوں نے پوچھا کہ دروازہ کون ہے؟''

قَالَ عُمَرُ ''حضرت حذیفہ ؓ نے فرمایا کہ وہ دروازہ خود حضرت عمر ؓ ہیں''

﴿بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصّلوۃ کفّارۃ 75/01، کتاب الفتن باب الفتنة الّتی تموج کموج البحر۔ مسلم کتاب الفتن 391/02﴾

صحیح مسلم میں زیادہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ حضرت حذیفہ ؓ نے کہا:

اِنَّ ذَالِكَ الْبَابَ رَجُلٌ يُقْتَلُ اَوْيَمُوْتُ

''کہ اس دروازہ سے مراد ایک شخص ہے جسے قتل کر دیا جائے گا''

﴿مسلم کتاب الایمان باب رفع الامانة والایمان 82/01﴾

یہ حدیث پاک اس بیان میں نہایت صریح ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ اپنے قتل کے بارے میں یقین سے جانتے تھے نیز حضرت حذیفہ ؓ جو حضور ﷺ کے مستقبل کے حالات و واقعات کی معلومات کے خاص راز دار تھے، ان کو بھی آئندہ پیش آنے والے حضرت عمر فاروق ؓ کے قتل کے واقعہ کا پیشگی علم تھا۔

جب حضور ﷺ کے غلاموں کو ایسا علم حاصل ہے تو خود حضور ﷺ کو کیسا علم حاصل ہوگا؟

بخاری و مسلم کی احادیث سے معلوم ہوا کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب دانائے غیوب ﷺ کو موت کے وقت، مقام اور کیفیت و نوعیت کا غیبی علم عطا فرمایا ہے۔

حواشی

1۔ اگر شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو یہ علم کیوں عطا فرماتا۔

2، 3۔ اللہ و رسول ﷺ کے کلام میں لعلّ کا لفظ تحقیق اور قطعیت کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ مجمع البحار میں اس کی صراحت ہے۔ شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا ہے کہ لعلّ کا معنی ترجی ہے مگر جب یہ لفظ اللہ، اس کے رسول اور اسکے اولیاء کرام کے کلام میں استعمال ہو تو اس کا معنی یقینی و قطعی ثابت ہوتا ہے۔

چھٹا باب

عالمِ برزخ اور مقاماتِ آخرت کا علم

عالمِ برزخ کا علم

حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا:

94- حضور ﷺ نے فرمایا: مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ...... جس رات مجھے معراج کروائی گئی، اس رات میرا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کثیبِ احمر کے پاس سے گزر ہوا۔ اس وقت وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ﴿مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام 2/268﴾

حضور ﷺ نے قبروں میں ہونے والے عذاب دیکھ لیا:

94- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ ﷺ بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّھُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَ مَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ اَمَّا اَحَدُھُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِیْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّھَا بِنِصْفَیْنِ فَغَرَزَ فِیْ کُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةً قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ فَعَلْتَ ھٰذَا قَالَ لَعَلَّہٗ یُخَفَّفُ عَنْھُمَا مَا لَمْ یَیْبَسَا ﴿بخاری کتاب الوضو 01/35﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں پر سے گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں...... فَسَمِعَ صَوْتَ اِنْسَانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِیْ قُبُوْرِھِمَا...... تو آپ

ﷺ نے دو انسانوں کی آواز سنی جن کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں پر عذاب کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں، ان میں سے ایک تو پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ہری بھری شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک ایک قبر پر گاڑ دیئے۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: اس لئے کہ جب تک یہ شاخ کے ٹکڑے نہیں سوکھیں گے، اُمید ہے ان کے عذاب میں کمی ہوتی رہے گی۔

96- حضرت ابوایوب ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غروب آفتاب کے بعد نکلے ......فَسَمِعَ صَوْتاً فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِي قُبُوْرِهَا ......

آپ ﷺ نے ایک آواز سنی تو فرمایا: یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

﴿بخاری کتاب الجنائز باب التعوذ من عذاب القبر 184/01۔
مسلم کتاب الجنة باب الباث عذاب القبر 386/02﴾

میں قبروں کا عذاب سنتا ہوں:

97- حضرت ابوسعید خدری نے حضرت زید بن ثابت ؓ سے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا......اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ اَسْمَعُ مِنْهُ

﴿مُسلم کتاب الجنة باب اثبات عذاب القبر 386/02﴾

"ان قبروں میں اس اُمت کی آزمائش کی جاتی ہے۔ اگر مجھے یہ (خدشہ) نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مُردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا کہ تم کو وہ عذاب سنائے جو میں سنتا ہوں"

مقاماتِ آخرت کا ایسا علم، اللہ اللہ:

98- حضرت ابوذر غفاری ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (واقعہ معراج کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے) فرمایا:

فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاِذَا رَجُلٌ عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَّ عَنْ يَّسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ قَالَ فَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى قَالَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاِبْنِ الصَّالِحِ قَالَ قُلْتُ يَا جِبْرِيْلُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَ هٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عِنْدَ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى .... الخ

﴿مُسلم کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ ﷺ الی السمٰوٰت 92/01﴾

"جب ہم آسمان دنیا کے اوپر پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص تھا جس کے دائیں بائیں بکثرت مخلوق تھی۔ وہ دائیں طرف دیکھ کر ہنستے اور بائیں طرف دیکھ کر روتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا: خوش آمدید اے صالح نبی اور صالح بیٹے! میں نے جبرائیل ؑ سے کہا: یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ حضرت آدم ؑ ہیں اور ان کی دائیں بائیں جو ہجوم ہے، یہ ان کی اولاد ہے۔ دائیں جانب جنتی ہیں اور بائیں جانب جہنمی ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت آدم ؑ دائیں جانب دیکھ کر ہنستے ہیں اور بائیں جانب دیکھ کر روتے ہیں"

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضرت آدم ؑ نے قیامت تک ہونے والی اپنی تمام اولاد کو دیکھا ہے اور آپ ؑ جانتے اور پہچانتے ہیں کہ کون جنت میں جائے

گا، اور کون جہنم میں ۔ حضرت آدم ؑ کو یہ علم و مشاہدہ حاصل ہے تو حضور ﷺ کو کیسے حاصل نہیں ہوگا جبکہ آپ ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار ہیں۔

آپ آگے بڑھیے اور اپنے آقا و مولا، تمام انبیاء کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے علم و مشاہدہ کا بیان پڑھیے۔

''فاطمہ (رضی اللہ عنہا) ! تم جنتی عورتوں کی سردار ہو''

99- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے (ان کے ہنسنے اور رونے کا سبب) پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کی کہ جبرائیل ؑ ہر سال میرے ساتھ قرآن پاک کا ایک بار دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال دو مرتبہ کیا ہے۔ پس خیال ہے کہ میرا آخری وقت آ پہنچا ہے اور بے شک میرے گھر والوں میں سے تم ہو جو سب سے پہلے مجھ سے ملو گی تو اس بات نے مجھے رُلایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

اَمَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَوْ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَضَحِکْتُ لِذٰالِکَ۔

''کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمام جنتی عورتوں کی سردار تم ہو یا تمام مسلمان عورتوں کی سردار تم ہو؟ پس میں اس بات پر ہنس پڑی''

﴿بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 512/01﴾

حضرت خدیجہ ؓ کے لیے جنت میں موتیوں کا محل ہے:

100- عَنْ اِسْمَاعِیْلَ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی ؓ بَشَّرَ النَّبِیُّ ﷺ خَدِیْجَۃَ قَالَ نَعَمْ بِبَیْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَّا صَخَبَ فِیْہِ وَلَا نَصَبَ

﴿بخاری کتاب المناقب باب تزویج النبی ﷺ خدیجہ 539/01﴾

حضرت اسماعیل روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ سے پوچھا، کیا نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی تھی؟ جواب دیا، ہاں، ایسے محل کی بشارت دی تھی جس میں نہ شور و غل ہوگا اور نہ رنج و مشقت اور وہ موتی کا محل ہوگا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آخرت میں بھی حضور ﷺ کی زوجہ ہیں:

101- حضرت ابو وائل روایت کرتے ہیں کہ جب (جنگ جمل سے پہلے) حضرت علی ؓ نے حضرت عمار ؓ اور حضرت حسین ؓ کو کوفہ بھیجا تا کہ ان لوگوں کو اپنی مدد پر مائل کریں تو حضرت عمار ؓ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ (حضرت عائشہ ؓ) دنیا اور آخرت میں رسول کریم ﷺ کی بیوی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو آزمایا ہے کہ ان (حضرت علی ؓ) کی پیروی کرو گے یا ان (حضرت عائشہ) کی۔

﴿بخاری کتاب المناقب باب فضل عائشہ 532/01﴾

102- ترمذی میں حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل ؑ سبز ریشمی کپڑے میں میری تصویر لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یہ دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کی زوجہ ہیں۔ ﴿ترمذی ابواب المناقب باب من فضل عائشہ﴾

ان احادیث سے حضور ﷺ کا علم غیب تو واضح ہوتا ہی ہے، ساتھ ساتھ حضرت اسماعیل، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، حضرت عمار اور حضرت حسین ؓ کا حضور ﷺ کے علومِ غیبیہ کے بارے میں مثبت عقیدہ بھی سامنے آتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق ؓ کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا:

103- حضرت ابو ہریرہ ؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو راہ خدا میں دوگنا خرچ کرے تو جنت کے ہر دروازے کا منتظم اسے جنت میں داخل ہونے کے لئے اپنے

دروازے کی طرف بلائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ (ﷺ)! پھر اس شخص کو تو کوئی خوف نہیں ہوگا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِنْھُمْ

''تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے قوی ہے کہ تم بھی ان لوگوں میں ہو''

﴿بخاری کتاب الجهاد والسیر باب فضل النفقه فی سبیل الله 398/01، بخاری کتاب المناقب 517/01﴾

حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنتی محل بھی دیکھا:

104- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّةِ فَاِذَا امْرَاَةٌ تَتَوَضَّأُ اِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ ھٰذَا الْقَصْرُ قَالُوْا لِعُمَرَ فَذَکَرْتُ غَیْرَتَهٗ، فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا فَبَکٰی عُمَرُ وَقَالَ اَعَلَیْکَ اَغَارُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

﴿بخاری کتاب المناقب باب مناقب ابن خطاب 520/01، کتاب التعبیر باب القصر فی المنام 1040/02، کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنّة 460/01﴾

''میں سویا ہوا تھا کہ خود کو جنت میں دیکھا تو وہاں ایک مکان کے گوشے میں ایک عورت کو وضو کرتے پایا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب دیا، عمر رضی اللہ عنہ کا، پس مجھے ان کی غیرت یاد آگئی اس لئے اُلٹے پاؤں لوٹ آیا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا میں آپ پر غیرت کرسکتا ہوں؟''

105- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے جنت کی بشارت والی حدیث پاک اس کتاب میں مافی غد کے باب میں بیان کی گئی ہے۔

﴿بخاری کتاب الادب 918/02، کتاب المناقب باب مناقب عمر بن خطاب 522/01﴾

یہ دس صحابہ رضی اللہ عنہم جنت میں جائیں گے:

106- حضرت سعید بن زید نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دس آدمی جنت میں جائیں گے۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زُبیر، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمٰن، حضرت ابو عُبیدہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم)۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید نو آدمیوں کا نام گن کر دسویں سے خاموش ہو گئے۔ لوگوں نے کہا: ابو اَعْوَر! ہم آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتے ہیں کہ دسواں کون ہے؟ انہوں نے فرمایا: تم نے مجھے اللہ کی قسم دی ہے، ابو اَعْوَر جنتی ہیں یعنی میں خود دسواں آدمی ہوں، ابو اعور سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔

﴿ترمذی ابواب المناقب باب مناقب عبدالرّحمن بن عوف 216/02﴾

''ثابت رضی اللہ عنہ! تم جہنمی نہیں، جنتی ہو''

107- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی ایسا ہے جو ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر لائے؟ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! میں آپ کو ان کی خبر لا کر دوں گا۔ پس وہ گئے اور دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ پوچھا: آپ کا کیا حال ہے؟ جواب دیا کہ بُرا حال ہے کیونکہ میں نبی کریم ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی کر بیٹھا تھا اس لئے میرے تمام عمل ضائع ہو گئے

ہوں گے اور جہنمیوں میں میرا شمار ہو گیا ہوگا! اس آدمی نے آ کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کر دیا کہ وہ (یہ) کہتے ہیں۔ پس حضرت موسیٰ بن انس فرماتے ہیں کہ وہ بہت بڑی خوشخبری لے کر دوبارہ گیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

اِذْهَبْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَهٗ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنْ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

﴿بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 510/01، کتاب التفسیر باب لاترفعوا اصواتکم 718/02﴾

"ان کے پاس جاؤ اور کہو اے ثابت! تم جہنمی نہیں بلکہ جنتی ہو"

حضرت عبداللہ ؓ بن سلام اہلِ جنت میں سے ہیں:

108- حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی زبانِ مبارک سے زمین پر چلنے والے کسی شخص کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ اہل جنت میں سے ہے ماسوائے عبداللہ بن سلام کے۔

﴿بخاری کتاب المناقب باب مناقب عبداللہ بن سلام 538/01۔ مسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل عبداللہ بن سلام 02/ 299﴾

109- حضرت قیس بن عباد ؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی اندر داخل ہوا جس کے چہرے پر خشوع و خضوع کے آثار نمایاں تھے۔ لوگ کہنے لگے کہ یہ اہل جنت سے ہے۔

﴿بخاری کتاب المناقب عبداللہ بن سلام 538/01۔ مسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل عبداللہ بن سلام 299/02﴾

حضرت انس ؓ کی والدہ کا جنت میں چلنا اور حضور ﷺ کا سننا:

110- حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے کسی کے چلنے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا، یہ کون ہے؟ تو اہل جنت نے کہا: یہ غمیصا بنت ملحان ہے، انس ؓ کی والدہ۔

﴿مسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل اُمّ سلیم 292/02﴾

حضرت بلال ؓ جنت میں:

111- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جنت دکھائی گئی۔ میں نے وہاں ابوطلحہ کی بیوی کو دیکھا۔ پھر اپنے آگے کسی کے چلنے کی آہٹ سنی تو وہ بلال تھے۔ ﴿مسلم کتاب فضائل صحابہ باب من فضائل بلال 292/02﴾

حضور ﷺ نے فرمایا: حارثہ جنت الفردوس میں ہے۔

﴿بخاری کتاب المغازی باب فضل من شهد بدراً 567/02، کتاب الرقاق باب صفة الجنة 970/02﴾

حضرت سعد بن معاذ ؓ کے جنتی رومال:

112- حضرت براء بن عازب ؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک حُلّہ تحفے کے طور پر پیش کیا گیا، پس آپ ﷺ کے اصحاب ہاتھ پھیر کر اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کے ملائم ہونے پر تعجب کرتے ہو حالانکہ جنت میں سعد بن معاذ ؓ کے رومال اس سے عمدہ ہوں گے یا یہ فرمایا کہ اس سے بھی نرم ہوں گے۔

﴿بخاری کتاب المناقب باب مناقب سعد بن معاذ 536/01۔ مسلم فضائل صحابہ باب من فضائل سعد بن معاذ 294/02﴾

113- شرکاءِ بدر رضی اللہ عنہم سب جنتی ہیں:

﴿بخاری کتاب المغازی باب فضل من شھد بدراً 567/02، کتاب الجہاد باب الجاسوس 422/01﴾

114- سب کے سب اصحاب شجرہ جنتی ہیں:

﴿مسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل اصحاب شجرہ 302/02﴾

حسنینِ کریمین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں:

115- ترمذی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

﴿ابواب المناقب مناقب الحسن والحسین 218/02﴾

جنت میں حضور ﷺ کے ہمسائے:

116- حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے نبی اکرم ﷺ یہ کو فرماتے ہوئے سنا طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے (رضی اللہ عنہما)۔

﴿ترمذی ابواب المناقب مناقب ابی محمد طلحہ 215/02﴾

حضور ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو جنت میں اُڑتے دیکھا:

117- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جعفر رضی اللہ عنہ کو جنت میں فرشتوں کے ہمراہ اُڑتے دیکھا ہے۔

﴿ترمذی ابواب المناقب مناقب جعفر بن ابی طالب 218/02﴾

"یہ شخص جہنمی ہے"

118- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کے بارے میں فرمایا جو اسلام کا دعویدار تھا...... هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ ...... یہ جہنمی ہے۔ جب قتال کا میدان گرم ہوا تو اُس آدمی نے خوب بڑھ چڑھ کر قتال کیا لیکن سخت زخمی ہوا مگر ثابت قدم رہا۔ پس نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک شخص آ کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! اسے ملاحظہ تو فرمائیے جس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے، وہ تو اللہ کی راہ میں کیسی بہادری سے لڑا ہے اور کیسا شدید زخمی بھی ہوا ہے۔ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَمَا اِنَّه، مِنْ اَهْلِ النَّار ...... تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر بھی وہ بے شک ہے جہنمی ...... بعض لوگوں کو شک لاحق ہو گیا کہ اس شخص نے زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے ترکش میں سے ایک تیر کھینچا اور اسے گلے پر رکھ کر گلا چیر لیا۔ پس کئی مسلمان رسول اللہ ﷺ کی طرف لپکے اور عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی سچ کر دکھایا، فلاں نے گلا چیر کر خودکشی کر لی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! کھڑے ہو کر اعلان کر دو کہ جنت میں مومن ہی داخل ہو گا اور بے شک اللہ تعالیٰ بدکار آدمی کے ذریعے بھی اس دین کی مدد فرماتا ہے۔

﴿بخاری کتاب الجہاد والسیر باب انّ الله یؤید الدّین بالرّجل الفاجر 430/01، کتاب المغازی باب غزوہ خیبر 604/02، کتاب القدر باب العمل بالخواتیم 977/02۔ مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم 72/01﴾

سوال کرنے والے! تیرا ٹھکانہ دوزخ ہے:

119- ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ نے قیامت سے پہلے جتنے بڑے بڑے امور ہیں، ان کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی بھی چیز کے متعلق پوچھنا چاہے گا میں اسے بتاؤں گا۔ آپ ﷺ کے بار بار فرمانے پر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض گزار ہوا...... اَیْنَ مَدْ خَلِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ ...... یارسول اللہ ﷺ میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا: اَلنَّار ...... دوزخ۔

﴿بخاری کتاب الاعتصام باب مایکرہ من کثرۃ السوال 02/1083﴾

(تم جس کو شہید کہتے ہو) ''میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے'':

120- حضرت عمر ؓ روایت کرتے ہیں کہ فتح خیبر کے دن صحابہ کرام ؓ آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ فلاں شخص شہید ہوا اور فلاں شخص شہید ہوا۔ دوران گفتگو ایک شخص (رفاعہ بن زید نامی ایک غلام) کا ذکر ہوا، صحابہ کرام ؓ نے اس کے بارے میں بھی کہا کہ وہ شہید ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: کَلَّا اِنِّیْ رَاَیْتُہٗ فِی النَّارِ فِیْ بُرْدَۃٍ غَلَّھَا اَوْ عَبَاءَۃٍ...... ہرگز نہیں، میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے کیونکہ اس نے مال غنیمت میں سے ایک چادر چرائی تھی...... پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر ؓ سے فرمایا کہ جا کر لوگوں میں اعلان کردو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوں گے۔ چنانچہ میں نے حکم کے مطابق لوگوں میں اعلان کردیا۔ ﴿مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم الغلول 74/1﴾

جنگ خیبر میں اس شخص کو اچانک کہیں سے تیر لگا جس سے اس کا انتقال ہوگیا اور لوگ اسی بناء پر اسے شہید سمجھتے تھے مگر حضور ﷺ افراد کے اعمال کی اصلیت و حقیقت بھی جانتے ہیں اور ان کے اُخروی مقام بھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس شخص کو جہنمی بتایا۔

جنت اور جہنم میں داخل ہونے والوں کا تفصیلی علم:

اسی باب میں ایک حدیث پاک بیان کی گئی ہے جس کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو تمام جنتیوں اور جہنمیوں کا علم حاصل ہے۔ اب حضور ﷺ کے علم پاک کے بارے میں ایک اور جامع حدیث پاک پیشِ خدمت ہے۔

121- حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ فرماتے ہیں: (ایک دن) رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے دستِ مبارک میں دو کتابیں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ان دو کتابوں کے بارے میں جانتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! ہم آپ کے بتائے بغیر نہیں جانتے۔ آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا: یہ تمام جہانوں کے پالنے والے کی طرف سے ایک کتاب ہے۔ اس میں جنتیوں کے نام اور ان کے آباء و اجداد اور قبیلوں کے نام ہیں۔ آخر میں ان کا میزان (مجموعہ) ہے۔ اب ان میں کبھی کوئی زیادتی یا کمی نہیں ہوگی۔ پھر دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا: اس میں جہنمیوں کے نام اور ان کے آباء و اجداد اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ آخر میں میزان ہے۔ اب ان میں کوئی زیادتی یا کمی نہیں ہوگی۔

﴿ترمذی ابواب القدر باجاء ان اللہ کتب کتاباً 36/02﴾

امام ترمذی نے اس مضمون کی ایک اور سند کے ساتھ روایت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی صحت کے اعلیٰ درجہ کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔

واضح ہوا کہ حضور ﷺ کو جنت میں جانے والے اور جہنم میں جانے والے تمام افراد کے حالات اور اُخروی مقامات کی تفصیلی معلومات حاصل ہیں۔

علاوہ ازیں، یہ سمجھنا بھی آسان ہوگیا کہ بروز محشر، حضور ﷺ کا کچھ منافقین و

مرتدین کو اپنے حوض کوثر کی طرف بلانا ان کے حال ومقام سے بے خبری کے باعث نہ ہوگا بلکہ انہیں شرمندہ کرنے اور حسرت دلانے کے لئے ہوگا۔(آپ اس پر تفصیلی و تحقیقی گفتگو آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے، ان شاء اللہ)۔

اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، دانائے غیوب ﷺ کو قبروں کے حالات اور آخرت کے مقامات کا غیبی علم عطا فرمایا ہے۔

حواشی

1۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے ادب واحترام کا کیسا لحاظ رکھتے تھے۔ ان کا اعتقاد تھا کہ حضور ﷺ کی شان وادنیٰ سی گستاخی سے نماز، روزہ تمام عبادتیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ کاش ہمارے دلوں میں بھی آپ ﷺ کے ادب واحترام کی اہمیت راسخ ہو جائے، آمین۔

ساتواں باب

نہ جنت ہے مخفی

نہ دوزخ ہے اوجھل

تفصیلاتِ محشر اور حضور ﷺ کا علمِ پاک

محشر کی مٹی کا رنگ:

122- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو قیامت کے روز سفید اور چٹیل جگہ پر جمع کیا جائے گا جو گندم کی سفید روٹی کی طرح ہو گی۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب یقبض اللہ الارض 965/02﴾

محشر کے دن لوگوں کے تین گروہ:

123- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حشر کے روز لوگوں کے تین گروہ ہوں گے۔ ایک رغبت رکھنے والوں اور ڈرنے والوں کا، دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہو گا جو اونٹوں پر دو تین چار اور دس تک سوار ہوں گے، باقی تیسرے گروہ کو آگ اکٹھا کرے گی۔ ﴿بخاری کتاب الرقاق باب کیف الحشر 02/ 965﴾

محشر کے دن لوگ کس حالت میں ہوں گے؟

124- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا حشر اس حالت میں ہو گا کہ تم ننگے پیر، ننگے جسم اور غیر مختون ہو گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا مرد عورت ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ فرمایا: کہ وہ وقت اتنا سخت ہو گا کہ اس جانب توجہ بھی نہیں کر سکیں گے۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب کیف الحشر 966/02﴾

لوگ روزِ محشر پسینے پسینے:

125- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کا پسینہ بہہ نکلے گا یہاں تک کہ بعض لوگوں کا پسینہ تو زمین میں ستر گز تک پھیل جائے گا اور ان کے منہ کو بند کر کے کان تک جا پہنچے گا۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب قول اللہ الا یظن 967/02﴾

اللہ تعالیٰ اور کافر کے درمیان کیا گفتگو ہوگی؟

126- قیامت کے روز کافر کو پیش کیا جائے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ تیرے پاس اتنا سونا ہو کہ اس سے زمین بھر جائے تو کیا تو اسے اپنے بدلے میں دینے کو تیار ہو جاتا؟ وہ ہاں میں جواب دے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ تجھ سے اس کی نسبت بہت ہی آسان چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب من نوقش الحساب عذب 968/02﴾

حوضِ کوثر کی تفصیلی معلومات:

127- حضور ﷺ نے فرمایا: میرا حوض ایک ماہ کے فاصلے کے برابر ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، اس کی خوشبو مشک سے زیادہ خوشبودار، اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں۔ جو اس میں پی لے تو اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض 974/02﴾

128- ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے حوض کی لمبائی اتنی ہے جتنی دوری ایلہ اور صنعا کی یمن سے ہے۔ اس میں اتنے پیالے ہیں جتنے آسمان کے تارے۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض 974/02﴾

تفصیلاتِ جنت اور حضور ﷺ کا علم پاک

جنت کے درخت کا ایسا طویل سایہ:

129- حضور ﷺ نے فرمایا: اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً یَسِیْرُ الرَّاکِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِیْعَ مِائَةَ عَامٍ مَا یَقْطَعُهَا ...... بے شک جنت میں ایک ایسا درخت ہے کہ اگر کوئی پھرتیلے اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے سائے میں ایک سو سال تک بھی چلتا رہے تب بھی وہ ختم نہ ہو۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة 970/02، کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة 461/01۔ مسلم کتاب الجنة 378/02﴾

جنت کا خوبصورت خیمہ:

130- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں تراشے ہوئے موتی کا ایک خیمہ ہے جس کی اونچائی آسمان میں تیس میل ہے۔ اس کے ہر گوشے میں مومن کے لئے ایسی عورتیں ہیں جنہیں دوسرے نہیں دیکھتے...... مسلم کی روایت میں لمبائی ساٹھ میل مذکور ہے۔

﴿بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة 460/01۔ مسلم کتاب الجنة 02/ 380﴾

جنت کی عورت کیسی ہے اور جنت کا دوپٹہ کیسا ہے؟

131- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جنت میں تمہاری کمان کے برابر یا قدم رکھنے کی جگہ دنیا اور اس کے سارے سامان سے بہتر ہے اور اہلِ جنت کی کوئی

عورت زمین کی طرف جھانک لے تو ساری فضا جگمگا اُٹھے اور زمین و آسمان کی درمیانی جگہ مہکنے لگے اور جنت کا ایک دوپٹہ بھی دنیا اور اس کے سارے مال و متاع سے بہتر ہے۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة و النار 972/02﴾

جنت کی مٹی کا رنگ کیسا ہے؟

132- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن صیاد نے نبی کریم ﷺ سے جنت کی مٹی کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: باریک خالص سفید مشک۔

﴿مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیاد 398/02﴾

جنت کے دروازوں کی تعداد:

133- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ فِیْهَا بَابٌ یُسَمَّی الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُهُ اِلَّا الصَّائِمُوْنَ...... جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک دروازے کا نام ریّان ہے۔ اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

﴿بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابواب الجنة 01/ 461﴾

جنت کی خوشبو:

134- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی معاہدہ والے کو قتل کیا، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا حالانکہ اس کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے۔

﴿بخاری کتاب الجهاد و السیر باب الم من قتل معاهداً 01/ 448﴾

جنت کے درجے:

135- حضور ﷺ نے فرمایا: جنت کے سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا

زمین اور آسمان کے درمیان۔ جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ یہ جنت کا درمیانی اور سب سے اعلیٰ درجہ ہے اور اس سے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے اور اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

﴿بخاری کتاب التوحید باب قوله و کان عرشه علی الماء 1104/02﴾

جنت والوں کا پہلا کھانا کیا ہوگا؟

136- حضور ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جنتی جو کھانا کھائیں گے، وہ مچھلی کی کلیجی کا زائد حصہ ہے۔ ﴿بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار 02/ 969﴾

اہلِ جنت کے کھانے پینے کی مزید تفصیل:

137- حضور ﷺ نے فرمایا، جنتی لوگ جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے۔ وہ نہ تو تھوکیں گے اور نہ پیشاب کریں گے نہ رفع حاجت کریں گے اور نہ ناک صاف کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: پھر ان کا کھانا کہاں جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک ڈکار (آئے گی) اور پسینہ مشک کی طرح ہوگا ان کو تسبیح اور حمد کا اس طرح الہام ہوگا جس طرح سانس آتا جاتا ہے۔ ﴿مسلم کتاب الجنة 02/ 379﴾

جنت کے دریاؤں کے نام:

138- حضور ﷺ نے فرمایا: سیحان، جیحان، فرات اور نیل، یہ سب جنت کے دریا ہیں۔

﴿مسلم کتاب الجنة 02/ 380﴾

اللہ تعالیٰ اہلِ جنت سے کیا کلام فرمائے گا؟

139- حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا کہ اہل جنت! وہ عرض کریں گے کہ ہم اپنے رب کے لئے حاضر و مستعد ہیں اور ہر بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے۔

وہ فرمائے گا: کیا تم راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں کیا ہوا ہے جو ہم راضی نہ ہوں حالانکہ ہمیں اتنا کچھ عطا فرمایا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا۔ رب فرمائے گا کہ کیا میں تمہیں اس سے زیادہ نہ دوں؟ عرض کریں گے کہ اے ہمارے رب! وہ کیا چیز ہے جو اس سے افضل ہے؟ فرمائے گا کہ میں نے اپنی رضامندی تمہارے لئے حلال کی، لہٰذا اس کے بعد اب کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔

﴿بخاری کتاب التوحید باب کلام الرّبّ مع اھل الجنّۃ 1211/02، کتاب الرقاق باب صفة الجنة والنار 02/969﴾

جنت کا جمعہ بازار اور اہلِ جنت کا حسن و جمال:

140- حضور ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے جس میں جنتی ہر جمعہ کو آیا کریں گے۔ پھر شمال کی ہوا چلے گی جس سے ان کے چہرے اور کپڑے بھر جائیں گے اور ان کا حُسن و جمال مزید بڑھ جائے گا، پھر وہ اپنے اہل کی طرف لوٹ کر جائیں گے تو وہ کہیں گے: بخدا ہمارے بعد تمہارا حُسن و جمال بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ وہ کہیں گے: بخدا ہمارے بعد تمہارا حُسن و جمال بھی بہت زیادہ ہو گیا۔ ﴿مسلم کتاب الجنة 02/379﴾

جنت کی دیگر نعمتیں:

141- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو گروہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ انہیں تھوکنے، ناک صاف کرنے اور قضائے حاجت کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور کنگھے سونے چاندی کے۔ ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگے گا اور ان کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کو دو بیویاں ملیں گی جن کے گوشت کا مغز ان کی پنڈلیوں کے آر پار سے نظر آئے گا، ایسی حسین ہوں گی۔ ان لوگوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہوگا اور نہ ان کے دلوں میں ذرا بھی بغض ہوگا۔ ان کے دل متحد ہوں گے۔

وہ صبح و شام اللہ کی تسبیح سے لطف اندوز ہوں گے۔

﴿بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفة الجنة 01/460۔ مسلم کتاب الجنة 002/379﴾

جنتیوں کی سدا بہار جوانی:

142- حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنت میں داخل ہوگا، اس کو نعمتیں دی جائیں گی پھر اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ نہ اس کے کپڑے پرانے ہوں گے، نہ اس کی جوانی ختم ہوگی۔

﴿مسلم کتاب الجنة 02/380﴾

جنت کی خوبصورت حوریں:

143- حوریں دیکھ کر آنکھ محوِ حیرت ہو جائے گی، انکی آنکھوں کی سیاہی بہت تیز ہوگی اور اسی طرح سفیدی بھی ﴿بخاری کتاب الجهاد باب الحور العين و صفتهنّ 01/392﴾

جنت میں کھیتی باڑی کرنے والا:

144- حضور ﷺ نے فرمایا: اہل جنت میں ایک آدمی اپنی رب سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت مانگے گا۔ اس سے فرمایا جائے گا: کیا میں نے تجھے تیری مرضی کی ہر چیز نہیں دی؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں لیکن میں کھیتی باڑی کرنا چاہتا ہوں۔ پس وہ جلد ہی کام کرنا شروع کر دے گا اور دیکھتے ہی دیکھتے کھیتی کا اُگنا، بڑھنا اور کٹنا شروع ہو جائے گا اور غلے کے پہاڑوں کی طرح انبار لگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے ابنِ آدم! اسے لے کیونکہ کوئی چیز تجھے شکم سیر نہیں کرتی (حضور ﷺ کی محفل میں بیٹھا ہوا) دیہاتی عرض کرنے لگا: یارسول اللہ (ﷺ)! ہم تو قریشیوں اور انصاریوں کو ہی ایسا پاتے ہیں۔ کیونکہ یہی کھیتی باڑی کرتے ہیں، ہم زراعت پیشہ نہیں ہیں۔ پس اس پر حضور ﷺ مسکرا دیے۔

﴿بخاری کتاب التوحید باب کلام الرّبّ مع اھل الجنّة 02/ 1121﴾

جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والا؟

145- رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِنِّي لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنَ النَّارِ ...... بے شک میں اس شخص کو یقیناً جانتا پہچانتا ہوں جس کو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلا جائے گا ...... وہ شخص کولہوں کے بل گھسٹتا ہوا جہنم سے نکلے گا۔ اس سے کہا جائے گا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ شخص جنت میں جا کر دیکھے گا کہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں رہ رہے ہیں۔ اس شخص سے کہا جائے گا: کیا تمہیں وہ وقت یاد ہے جسے گزار کر آئے ہو؟ وہاں میں جواب دے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا: تمنا کرو۔ وہ تمنا کرے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا: تم نے جو تمنا کی ہے وہ بھی لے لو اور تمام دنیا کی دس گنا جگہ بھی۔ وہ شخص کہے گا: تُو مجھ سے مذاق کرتا ہے۔ حالانکہ تُو مالک ہے۔

﴿مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعة 105/01۔ بخاری کتاب الرقاق باب صفة الجنة 972/02﴾

تفصیلاتِ جہنم اور حضور ﷺ کا علمِ پاک

جہنم کی آگ:

146- حضور ﷺ نے فرمایا: نماز کو ٹھنڈی کر کے پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی تیزی سے ہے۔ ﴿بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة النار 461/01﴾

147- رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تمہاری آگ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ (ﷺ)! یہ آگ بھی کافی گرم ہے۔ فرمایا: وہ آگ اس سے انہتر حصہ زیادہ گرم ہے اور ہر حصہ میں اس کے برابر گرمی ہے۔

﴿بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة النّار 462/01﴾

آگ کی ستر ہزار لگامیں:

148- رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اس روز جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچ رہے ہوں گے ﴿مسلم کتاب الجنة باب جهنم 381/02﴾

جہنم کی گہرائی:

149- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ آپ ﷺ نے گڑگڑاہٹ کی آواز سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے یہ آواز کیسی تھی؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو خوب علم ہے۔

فرمایا: یہ ایک پتھر ہے جسے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا۔ یہ اب تک اس میں گر رہا تھا اور اب اس کی گہرائی میں پہنچا ہے۔ ﴿مسلم کتاب الجنة باب جهنم 381/2﴾

کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ:

150- حضور ﷺ نے فرمایا: دوزخ میں کافر کے دو کندھوں کے درمیان تیز رفتار سوار کے تین دن کے سفر کے برابر فاصلہ ہوگا۔ ﴿مسلم کتاب الجنۃ باب جہنم 382/02﴾

کافر کی داڑھ:

151- فرمایا: کافر کی داڑھ اُحد پہاڑ جتنی ہوگی اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ ﴿مسلم کتاب الجنة باب جهنم 382/02﴾

جہنم کا ہلکاترین عذاب کیا ہوگا؟

152- رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے کم عذاب اس شخص کو ہوگا جس کے تلوں کے نیچے آگ کے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ ﴿مسلم کتاب الایمان باب شفاعة النبی ﷺ 115/01﴾

یہ جنت اور جہنم، سب کچھ حضور ﷺ نے دیکھا ہوا ہے:

153- حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے...... فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ...... ثُمَّ قَالَ مَامِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ اَرَهُ، اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهُ، فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتّٰى الْجَنَّةِ وَ النَّارِ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ مِثْلَ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهُ مَاعِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جَاءَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَ اٰمَنَّا وَ اتَّبَعْنَا فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا فَقَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا وَّاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُهُ۔

﴿بخاری کتاب العلم باب من اجاب الفتیا 18/01، کتاب الوضو باب من لم یتوضا 30/01﴾

"جب حضور ﷺ (نماز گرہن سے) فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا...... جو چیز آج تک مجھے نہیں دکھائی گئی تھی وہ میں نے اس جگہ دیکھ لی ہے حتیٰ کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا 1 اور میری طرف وحی کی گئی کہ تم لوگ قبروں میں اس طرح یا اس کے قریب آزمائے جاؤ گے (فاطمہ کو یاد نہیں کہ اسماء نے کون سا کلمہ کہا) جیسے مسیح دجال سے آزمائے جاؤ گے۔ تمہارے ہر ایک کے پاس فرشتے بھیجے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا: اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ مومن یا موقن (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) مجھے یاد نہیں اسماء نے ان دو میں سے کون سا لفظ استعمال کیا تھا، تو کہے گا کہ یہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ہمارے پاس معجزات اور ہدایت لے کر آئے تھے، ہم نے ان کی بات مانی، ایمان لائے اور پیروی کی۔ اس سے کہا جائے گا: سو جا، ہمیں معلوم ہے کہ تو صالح انسان ہے۔ لیکن منافق یا شک کرنے والا (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) مجھے یاد نہیں رہا کہ ان دو الفاظ میں سے اسماء نے کون سا لفظ استعمال کیا تھا، کہے گا: میں نہیں جانتا، لوگوں کو کہتے سنا پس میں نے بھی کہہ دیا"

آپ ﷺ نے جنت اور جہنم کو اتنا قریب سے دیکھا کہ......:

154- وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاَيْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا كُلَّ شَيْءٍ وُّعِدْتُّمْ حَتّٰى لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اُرِيْدُ اَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِّنَ الْجَنَّةِ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ جَعَلْتُ اَقْدَمُ وَ قَالَ الْمُرَادِيُّ اَتَقَدَّمُ وَ لَقَدْ رَاَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِيْ تَاَخَّرْتُ وَرَاَيْتُ فِيْهَا عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ وَهُوَ الَّذِيْ سَيَّبَ السَّوَآئِبَ۔ ﴿مسلم کتاب الکسوف 296/01﴾

''اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی اس نماز کے قیام میں ہر وہ چیز دیکھ لی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے حتیٰ کہ بالیقین میں نے دیکھا کہ میں جنت کے خوشوں کو توڑ رہا ہوں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اور بالیقین میں نے جہنم کو دیکھا جس وقت تم نے مجھے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا اور بالیقین میں نے دیکھا کہ جہنم کا بعض بعض کو پاش پاش کر رہا ہے۔ میں نے دوزخ میں عمرو بن لحی کو دیکھا جس نے سب سے پہلے بتوں کے ساتھ نامزد اونٹوں کے کھانے کو حرام قرار دیا تھا''

ثُمَّ قَالَ اِنَّهٗ، عُرِضَ عَلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ تُوْلَجُوْنَهٗ فَعُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا اَخَذْتُهٗ اَوْ قَالَ تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا فَقَصُرَتْ يَدِيْ عَنْهُ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَاَيْتُ فِيْهَا امْرَاَةً مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ تُعَذَّبُ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ وَرَاَيْتُ اَبَا ثُمَامَةَ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ يَجُرُّ قُصْبَهٗ فِي النَّارِ۔ ﴿مسلم کتاب الکسوف 1/297﴾

پھر فرمایا: مجھ پر تمام چیزیں پیش کی گئیں جن میں تم داخل ہو گے۔ مجھ پر جنت پیش کی گئی حتیٰ کہ اگر میں اس میں کوئی خوشہ لینا چاہتا تو لے لیتا لیکن میں نے اپنا ہاتھ اس سے روک لیا۔ مجھ پر جہنم پیش کی گئی، میں نے جہنم میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جس کو بلی کے سبب عذاب ہو رہا تھا۔ اس عورت نے بلی کو باندھ کے رکھا، نہ اسے خود کچھ کھانے کو دیا نہ اسے چھوڑا تاکہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے کچھ چیز کھا لیتی اور میں نے جہنم میں ابوثمامہ عمرو بن مالک کو دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا ہے۔

155- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا...... جب میں جنت پر مطلع ہوا تو دیکھا کہ اس میں زیادہ تر غریب لوگ ہیں اور جب میں جہنم پر مطلع ہوا تو دیکھا کہ اس میں عورتیں زیادہ ہیں۔

﴿بخاری کتاب النکاح باب کفران العشیر 2/783 کتاب بدء الخلق، کتاب الرقاق باب صفة الجنّة والنّار 2/969﴾

156- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے جہنم کو دیکھا اور آج جیسا دردناک منظر پہلے بالکل نہیں دیکھا تھا اور میں نے اس میں اکثر عورتوں کو دیکھا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! کس وجہ سے؟ فرمایا: ان کے کفر کے سبب۔ عرض کیا گیا: کیا یہ عورتیں اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا: وہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی کرتی ہیں۔ اگر تم ان میں سے کسی کے ساتھ عمر بھر نیکی کرتے رہو پھر تم سے کوئی ذرا سی تکلیف پہنچ جائے تو کہتی ہیں کہ میں نے تمہاری طرف سے کوئی بھلائی قطعاً نہیں دیکھی۔ ﴿بخاری کتاب النکاح باب کفران العشیر 2/782﴾

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ:

(1) حضور ﷺ نے ایسی طویل وعریض جنت اور دوزخ کو بلاحجاب اپنی آنکھوں سے ایسے یقین کے ساتھ دیکھ لیا کہ آپ ﷺ نے بار بار...... لَقَدْ ...... کا لفظ استعمال فرمایا تاکہ کسی کے لئے شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔

(2) حضور ﷺ کا یہ دیکھنا ایسا قریب سے ہے کہ جنت کے پھل حضور ﷺ کی دسترس میں آ گئے۔ آپ ﷺ کا خوشے توڑنے سے رُک جانا مصلحت وحکمت کے سبب تھا ورنہ خوشے توڑنے میں کوئی مشکل ورکاوٹ نہ تھی۔

(3) جنت کے ان خوشوں کا حضور ﷺ کی دسترس میں آ جانا اور آپ کا ان خوشوں کو توڑنے کا ارادہ کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ تمام زمینی نعمتیں تو ایک طرف، جنتی نعمتیں بھی حضور ﷺ کے تصرف واختیار میں ہیں ورنہ پرائی اشیاء میں تصرف تو کجا اس کا ارادہ بھی حضور ﷺ سے متصور نہیں ہو سکتا۔

(4) جنت ودوزخ پیدا ہو چکی ہیں بلکہ متعدد احادیث پاک کے مطابق حضور ﷺ نے

جنتیوں کو جنت میں فرحاں وشاداں اور دوزخیوں کو دوزخ میں شدید عذاب میں گرفتار و پریشاں دیکھا ہے۔ ﴿احادیث معراج میں اس کا تفصیلی بیان ملاحظہ کیا جاسکتا ہے﴾

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابھی قیامت تو قائم ہوئی نہیں اور نہ میزان پر لوگوں کا حساب ہوا ہے تو پھر آپ ﷺ نے جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں کیسے دیکھ لیا؟ اس کا واضح جواب یہی ہے کہ رب کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے وقت کے تمام دورانیے اور فاصلے کے تمام مرحلے سمیٹ کر اور تمام حجابات اٹھا کر قیامت کے بعد پیش آنے والے حالات واقعات اپنے پیارے محبوب، دانائے غیوب ﷺ کے سامنے منکشف فرمادیے۔

اب حضور ﷺ کے ایسی قطعی ارشادات کے باوجود بھی کوئی شخص شک وشبہ کا اظہار کرے یا زبان طعن دراز کرے تو اس بدنصیب کو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ ربِّ قدیر کی قدرت کو اپنے طعن کا نشانہ بنا رہا ہے (معاذ اللہ)۔

(5) احادیثِ پاک میں مختلف لوگوں کے عذاب میں گرفتار ہونے کے ساتھ ساتھ عذاب کے اسباب کا علامتی بیان یہ سمجھانے کے لئے کافی ہے کہ حضور ﷺ لوگوں کے اعمال وافعال سے مکمل طور پر آگاہ ہیں۔

حواشی

1 یہ کہنا درست نہیں کہ یہ کشف وعلم محض اسی موقع ومجلس میں حاصل رہا پھر سلب کرلیا گیا۔ کیا قرآن وحدیث سے کوئی ایسی دلیل پیش کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو علم ومشاہدے کی یہ نعمت دے کر چھین لی تھی۔ اس کے برعکس قرآن تو کہتا ہے، (اے محبوب) تمہاری آنے والی گھڑی (حالت) پہلی گھڑی سے بہتر ہے۔ ترجمہ آیت نمبر 04 سورۃ الضحیٰ۔ ایک اور پہلو سے بھی غور فرمائیں، اگر مخلوق کے لئے علم غیب کا ثبوت ہے ہی شرک تو کیا کچھ دیر کے لئے شرک جائز اور روا ہو گیا تھا؟

آٹھواں باب

جو چاہو پوچھ لو

میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

قیامت تک کی چیزوں کا تفصیلی بیان

157- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِیُّ ﷺ خُطْبَةً مَّاتَرَكَ فِيْهَا شَيْئًا اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَكَرَهُ عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَه وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ اِنْ كُنْتُ لَاَرَى الشَّیْئَ قَدْ نَسِيْتُ فَاَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ اِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَاٰهُ فَعَرِفَهُ۔

﴿بخاری کتاب القدر باب وکان امر اللہ قدراً مقدوراً 977/02﴾

"بے شک نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایک ایسا خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس میں بیان کرنے سے قیامت تک کی کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ جان گیا جو جان گیا اور بھول گیا جو بھول گیا۔ جب میں کسی چیز کو دیکھتا ہوں جسے میں بھول گیا تھا تو اسے جان جاتا ہوں جیسے کوئی شناسا گم ہو جائے لیکن دیکھنے پر اسے پہچان لیا جاتا ہے"

اول تا آخر کا سارا علم:

158- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دن نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے۔

فَاَخْبَرَ عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَالِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ۔

﴿بخاری کتاب بدء الخلق باب وهو الذی یبدأ الخلق 01/ 453﴾

تو حضور ﷺ نے مخلوق کی پیدائش کی ابتداء بتانا شروع کی حتّٰی کہ جنتی اپنے مقام پر پہنچ گئے اور دوزخی اپنے مقام پر۔ پس اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

بحرِ علم کی وسعتیں:

159- حضرت ابوزید ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر ہو گئی۔ آپ ﷺ نے منبر سے اتر کر ہمیں ظہر پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لائے تو ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ منبر سے اترے تو ہمیں نماز عصر پڑھائی۔ پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے تو ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا...... فَاَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا......

﴿مسلم کتاب الفتن 02/390﴾

تو حضور ﷺ نے ہمیں وہ تمام چیزیں بتا دیں جو ہو چکی تھیں اور جو ہونے والی تھیں۔ سو جو ہم میں سے زیادہ حافظے والا ہے، وہ زیادہ عالم ہے۔

''اور وہ غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں'' (القرآن)

160- حضرت حذیفہ ؓ روایت کرتے ہیں:

اَخْبَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَاهُوَ كَائِنٌ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَمَا مِنْهُ شَيْئٌ اِلَّا قَدْ سَاَلْتُهٗ اِلَّا اَنِّیْ لَمْ اَسْاَلْهُ مَا يُخْرِجُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ

﴿مسلم کتاب الفتن 02/390﴾

قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا، اس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے مجھے دے دی ہے اور ہر چیز کے بارے میں میں نے آپ ﷺ سے سوال کیا البتہ میں نے آپ سے یہ سوال نہیں کیا کہ اہل مدینہ کو کیا چیز مدینہ سے نکالے گی؟

علم کی بٹتی ہے خیرات مدینے میں:

مخلوق کی ابتدا سے لے کر آخر تک کوئی شے حضور ﷺ کی نگاہ نبوت سے پوشیدہ نہ تھی۔ آپ ﷺ نے گزرے ہوئے حالات و واقعات کے علاوہ آئندہ کے غیبی حالات و

واقعات (مافی غد) کا ایسا واضح اور کامل بیان فرمایا کہ......

161- حضرت حذیفہ ؓ روایت کرتے ہیں...... اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اندازہ نہیں کرتا کہ میرے ساتھی بھول گئے ہیں یا بھول جانا ظاہر کرتے ہیں۔ دنیا کے ختم ہونے تک ایسے جتنے بھی فتنے پیدا ہوں گے جن کے ساتھیوں کی تعداد تین سو ہو گی، حضور ﷺ نے ہمیں ان کے نام، ان کے آباء (باپوں) کے نام اور ان کے خاندانوں کے نام (سب کچھ) بتا دیا۔

﴿ابوداؤد کتاب الفتن 02/231﴾

سچ ہے ہمارے حضور ﷺ جیسا وسیع جاننے والے ہیں ویسا ہی فراخ عطا فرمانے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی اسی عطا کو تو قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔...... وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ...... اور وہ غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں۔

162- حضرت ابوذر ؓ فرماتے ہیں: لَقَدْ تَرَكَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ جَنَاحَيْهِ فِي السَّمَآءِ اِلَّا ذَكَرَ لَنَا مِنْهُ عِلْماً......

﴿مسند احمد ج 05، صفحہ 153۔ طبرانی۔ طبقات ابن سعد۔ تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر﴾

''حضور ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور ﷺ نے ہم سے بیان نہ کیا ہو''

صحابہ کرام ؓ کے ایسے صریح اور ایمان افروز بیان کے بعد حضور ﷺ کے وسیع اور تفصیلی علم کے بارے میں شک و شبہے کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے؟ تاہم اطمینان مزید کے لئے مزید احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں۔

''مجھ سے جو پوچھو گے، میں بتاؤں گا''

163- حضرت انس ؓ نے بتایا کہ سورج ڈھلنے کے بعد نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے پھر ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیر دیا تو آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر فرمایا اور ان بڑے بڑے امور کا جو قیامت سے پہلے ہیں۔ پھر فرمایا...... مَنْ

اَحَبَّ اَنْ یَّسْئَلَ عَنْ شَیْئٍ فَلْیَسْئَلْ فَلَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْئٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ مَّادُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا ...... تم میں سے کوئی شخص مجھ سے کسی بھی چیز کے متعلق پوچھنا چاہے تو پوچھ لے۔ جب تک میں یہاں ہوں، جو کچھ بھی مجھ سے پوچھنا چاہے گا میں اسے بتادوں گا...... حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ لوگوں نے شدت سے گریہ زاری شروع کردی اور...... اَکْثَرَ اَنْ یَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ ...... (رسول کریم ﷺ بار بار فرماتے رہے: مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو)...... حضرت انس ؓ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے کھڑے ہوکر عرض کیا ...... اَیْنَ مَدْخَلِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟...... یارسول اللہ (ﷺ)! میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا...... اَلنَّارُ (دوزخ)۔ پھر حضرت عبداللہ بن حذافہ ؓ نے کھڑے ہوکر عرض کیا...... مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ (یارسول اللہ (ﷺ)! میرا باپ کون ہے؟) فرمایا...... اَبُوْکَ حُذَافَۃُ...... (تیرا باپ حذافہ ہے)۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ ﷺ بار بار فرماتے رہے، سَلُوْنِیْ سَلُوْنِیْ (مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے پوچھ لو) چنانچہ حضرت عمر ؓ گھٹنوں کے بل کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے: ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں ...... حضرت عمر ؓ نے یہ گزارش کی تو رسول ﷺ خاموش ہوگئے۔ پھر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، ابھی ابھی اس دیوار کے سامنے مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئیں جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو آج کی طرح میں نے خیر اور شر کو کبھی نہیں دیکھا۔

﴿بخاری کتاب مواقیت الصّلوۃ باب وقت الظھر عند الزوال 77/01، کتاب الدعوات باب التّعوّذ من الفتن 941/02، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنّۃ باب مایکرہ من کثرۃ السّوال 1083/02﴾

اگر مگر کے رستے بند:

164- حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے مروی یہ حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو...... فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ سے چند باتیں پوچھیں گئیں جو مزاج اقدس کے موافق نہ تھیں۔ جب پوچھنے پر اصرار کیا گیا تو آپ ﷺ کو غصہ آ گیا اور آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا ...... سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ ...... (اب) جو چاہو مجھ سے پوچھ لو...... ایک شخص بولا، میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حذافہ...... پھر دوسرا کھڑا ہوا۔ اس نے پوچھا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: سالم جو شیبہ کا غلام ہے...... حضرت عمر ؓ نے چہرے پر جلال کے آثار دیکھے تو عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہیں۔

﴿بخاری کتاب العلم باب الغضب فی الموعظۃ والتعلیم 19/01﴾

فوائد:

(1) جو باتیں حضور ﷺ سے پوچھی گئیں، ان کا تعلق شریعت کے ضروری احکام و مسائل سے نہ تھا اس لئے کہ احکام شریعت کی تعلیم و تلقین اور وضاحت و تشریح آپ ﷺ کے فرائض منصبی میں شامل تھی۔ اس کے لیے اصرار کی ضرورت تھی اور نہ آپ ﷺ غضبناک ہوتے۔

(2) جو کچھ حضور ﷺ نے ہم تک پہنچایا، آپ ﷺ اس سے کہیں زیادہ علم رکھتے تھے۔ جو مناسب جانا وہ بتلا دیا اور وہ بہت کچھ جس کا بتلانا ضروری خیال نہ کیا، مخفی رکھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی خاموشی اور کئی مرتبہ کسی چیز کے بارے میں وضاحت نہ کرنا کسی حکمت کے باعث ہوتا تھا اسے لاعلمی اور بے خبری کی دلیل بنالینا کسی طور پر درست نہیں

(3) حضور ﷺ نے ...... سَلُوْنِیْ، سَلُوْنِیْ، سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ ...... (پوچھ لو مجھ سے، پوچھ لو مجھ سے، پوچھ لو مجھ سے جو تم چاہو) فرما کر اپنی پیشکش کو عموم پر رکھا۔

آپ ﷺ نے قید و تخصیص نہ رکھی کہ یہ پوچھ لو، میں جانتا ہوں۔ وہ نہ پوچھو، میں نہیں جانتا۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کا واضح مطلب یہی ہے کہ مجھے میرے رب نے ہر چیز کا علم عطا فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کے اس فرمان کے بعد بھی آپ ﷺ کے علم پاک کی وسعت کے بارے میں طعن و اعتراض کیا جائے تو پیش نظر رہے کہ یہ رویہ حضور ﷺ کے

ساتھ دلوں میں کد اور کینہ رکھنے والے منافقین کا ہے۔

(4) حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اور ابن سالم رضی اللہ عنہ کا اپنے نسب کے بارے میں سوال کرنا، یہ واضح کرتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضور ﷺ ہر شخص کے نسب کی اصلیت و حقیقت کا غیبی علم رکھتے ہیں ورنہ اپنے نسب کی ظاہر معلومات تو ہر شخص کو حاصل ہوتی ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے یہ نہ فرمایا کہ مجھے کیا معلوم؟ میں غیب کی بات کیا جانوں؟ بلکہ آپ ﷺ نے ان کے نسب کے بارے میں بتا کر گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس عقیدہ کی توثیق فرمادی۔

(5) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چہرہ انور کے تاثرات دیکھ کر ہیبت زدہ ہو گئے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ جانتے اور اعتقاد رکھتے تھے کہ حضور ﷺ کی ناراضگی رب تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔ رب تعالیٰ کو راضی رکھنے کے لئے حضور ﷺ کی رضا کے لئے کوشاں رہنا از بس ضروری ہے۔ تمام عبادات و ریاضات کی بارگاہ الٰہی میں قبولیت کا مدار و انحصار فقط حضور ﷺ کی رضا مندی پر ہے۔ اللہ پاک ہمیں اپنے محبوب پاک ﷺ کی رضا جوئی کے لئے کوشاں رکھے، آمین۔

بخاری و مسلم کی احادیث سے معلوم ہوا کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، دانائے غیوب ﷺ کو اول تا آخر کا وسیع علم عطا فرمایا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے وسیع اور جامع علم کو آپ ﷺ کی طرف سے ظاہر کی گئی غیبی خبروں...... اَنْبَاءُ الْغَیْب...... میں محدود سمجھنا بھی درست نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ نے جو کچھ ظاہر فرمایا وہ لوگوں کے ظرف اور ضرورت کے مطابق تھا جب کہ آپ ﷺ اس سے کہیں زیادہ غیب کا علم رکھنے والے تھے جس کی وسعت کی جھلکیاں آپ نے اس کتاب میں اور خصوصاً اس باب میں ملاحظہ فرمائی ہیں۔ اللہ پاک سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

نواں باب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ پاک کی برکتیں

''اور اسلام میرے دل میں سما گیا''

165- مسند احمد، اسد الغابہ تذکرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اسلام لانے سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں حضور ﷺ کو پریشان کرنے کیلئے گھر سے نکلا۔ میرے پہنچنے سے پہلے حضور ﷺ حرم میں داخل ہو کر نماز شروع کر چکے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ سورۃ الحاقہ کی تلاوت فرمارہے تھے۔ میں اس کلام کے نظم و اسلوب کے باعث حیران ہو رہا تھا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ خدا کی قسم! آپ ﷺ تو بہت بڑے شاعر ہیں۔ ابھی یہ خیال آیا ہی تھا کہ آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿الحاقہ:41﴾ ......اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ تم بہت کم ایمان لاتے ہو۔

میں نے دل ہی دل میں کہا: کاہن ہیں جو میرے دل کی بات جان گئے ہیں۔

حضور ﷺ نے سورۃ الحاقہ کی یہ آیات ﴿42,43﴾ پڑھیں:

وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ○ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ○

''اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا قول ہے۔ تم لوگ بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔ یہ تو جہانوں کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر اسلام پوری طرح میرے دل میں سما گیا۔

حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا دلچسپ واقعہ:

166- حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بدر میں قریش پر جو مصیبت نازل ہوئی، اس سے کچھ ہی دنوں بعد عمیر بن وہب جُمحی مقام حجر میں صفوان بن اُمیہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ اس کی طرف سے حضور ﷺ کو قیام مکہ کے دوران دکھ ہی پہنچتے رہے۔ اس کا بیٹا وہب بدر کے قیدیوں میں شامل تھا۔

عُمَیر بن وھب اور صفوان بن امیہ کے درمیان کچھ گفتگو ہوئی:

عُمَیر: بدر میں ہمارے ساتھیوں نے مسلمانوں کے ہاتھوں سے کیا کیا مصیبت اٹھائی۔ ظالم مسلمانوں نے کس بے رحمی سے ہمارے ساتھیوں کو گڑھے میں پھینک دیا۔

صفوان: واللہ! ان کے بعد تو اب زندگی کا کوئی لطف نہیں رہا۔

عمیر: واللہ! تو نے سچ کہا۔ اللہ کی قسم! اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کے ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں اور میرے بال بچے نہ ہوتے جن کا اپنے بعد برباد ہو جانے کا مجھے اندیشہ ہے تو میں سوار ہو کر محمد ﷺ کو قتل کرنے جاتا کیونکہ اب تو ایک بہانہ بھی ہے کہ میرا بیٹا ان کے پاس قید ہے۔

صفوان: تمہارا قرض میں ادا کر دیتا ہوں۔ تمہارے بچوں کی کفالت بھی میرے ذمے رہی۔

عمیر: بس آج کی یہ گفتگو میرے اور تمہارے درمیان ایک راز ہی رہے۔

صفوان نے یہ بات مان لی اور عُمَیر کی روانگی کے بعد لوگوں سے کہنے لگا: تمہیں خوشی ہو، چند روز میں تمہارے پاس ایک واقعہ کی خبر آئے گی جس سے تم بدر کی سب مصیبتیں بھول جاؤ گے۔

عُمَیر ایک تلوار آڑی لٹکائے ہوئے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بدر کے متعلق رب تعالیٰ کی عنایات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ عُمَیر نے اپنی اونٹنی کو مسجد کے دروازے پر بٹھا دیا۔

عُمَیر کو دیکھتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یہ کتا عُمَیر کسی شرارت کیلئے ہی آیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عُمَیر! تو نے جاہلیت کا سلام کہا مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں تیرے اس سلام سے بہتر سلام عطا فرمایا ہے اور وہ سلام جنت والوں کی دعا ہے۔

بعد ازیں نبی کریم ﷺ نے پوچھا: عُمَیر! کیسے آنا ہوا؟

عُمَیر: اپنے بیٹے کے لئے جو آپ کے پاس قید ہے۔

رسول اللہ ﷺ: پھر گلے میں آڑی تلوار کیوں لٹکائی ہے؟

عُمَیر: خدا ان تلواروں کا برا کرے، ان تلواروں نے ہمیں کچھ فائدہ نہ دیا۔

رسول اللہ ﷺ: عُمَیر! مجھے سچ سچ بتا دو، کس لئے آئے ہو؟

عُمَیر: فقط اپنے بیٹے کے لئے آیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ: نہیں یہ بات نہیں بلکہ تو اور صفوان حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو نے بدر کے مقتولین کا ذکر کیا جو گڑھے میں پھینکے گئے تھے۔ پھر تو نے کہا: مجھ پر قرض اور بچوں کا بوجھ نہ ہوتا تو میں محمد ﷺ کو قتل کرنے نکلتا۔ یہ سن کر صفوان نے تیرے قرض اور تیرے بچوں کا بوجھ اپنے ذمہ لیا تاکہ تو مجھے قتل کر دے مگر میرے اور تیرے اس ارادے کی تکمیل کے درمیان میرا اللہ حائل ہے۔

عُمَیر: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ (ﷺ)! ہم آپ پر نازل ہونے والی آسمانی وحی کو جھٹلا دیا کرتے تھے۔ آج جو بات آپ ﷺ نے بتائی ہے وہ میرے اور صفوان کے سوا کسی کو معلوم نہ تھی۔ اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ یہ بات اللہ کے سوا آپ ﷺ کو کسی نے نہیں بتائی۔ تعریف اس اللہ کی جس نے مجھے اسلام کی توفیق بخشی۔ پھر انہوں نے سچی گواہی دی اور حضور ﷺ کے جانثاروں میں شامل ہو گئے (رضی اللہ عنہ)۔

حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی عُمَیر کو دین کی تعلیم دو اور قرآن پڑھاؤ اور اُن کیلئے ان کا قیدی بھی چھوڑ دو۔ ﴿سیرت ابن ہشام۔ تاریخ طبری بروایت عروہ بن زبیر﴾

نوٹ: یہ واقعہ ترکی کے ڈاکٹر عبدالرحمان رافت باشا کی کتاب صُوَرٌ مِّنْ حَيَاةِ الصَّحَابه میں بھی درج ہے۔ جس کا ترجمہ غیر مقلد عالم، مجلہ دعوۃ الحق کے ایڈیٹر محمود احمد غضنفر صاحب نے کیا ہے۔

غیب کا بیان سنا اور اسلام کی گواہی دے دی:

167- تفسیر خازن میں ہے کہ سورۃ انفال کی آیت يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِّنَ الْأَسْرَىٰ...... حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ قریش کے ان سرداروں میں سے تھے جنہوں نے جنگِ بدر میں کفار کے لشکر کے کھانے کی ذمہ داری لی تھی اور اس غرض سے اپنے ساتھ بیس اُوقیہ سونا لے کر چلے تھے لیکن جس دن ان کے کھلانے کی باری تھی، عین اسی روز جنگ کا واقعہ پیش آ گیا اور خرچ کرنے کی نوبت ہی نہ آئی اور یہ سونا ان کے پاس محفوظ رہا۔ جب یہ گرفتار ہوئے تو یہ سونا ان سے لے کر مالِ غنیمت میں شامل کر لیا گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ان کے دونوں بھتیجوں عُقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کا فدیہ ادا کرنے کے لئے کہا گیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا محمد (ﷺ)! کیا آپ مجھے اس حال میں چھوڑیں گے کہ میں باقی عمر قریش سے

مانگ کر بسر کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ سونا کہاں ہے جو مکہ مکرمہ سے چلتے وقت تم نے اپنی بی بی اُمّ الفضل کو دیا تھا؟ اور تم ان سے کہہ کر آئے ہو کہ نہ جانے کیا حادثہ پیش آ جائے، اگر میں جنگ میں کام آ گیا تو یہ تیرا ہے اور تیرے بیٹوں عبداللہ، عبیداللہ اور فضل و قثم کا ہے۔

حضرت عباس ؓ نے عرض کیا: آپ ﷺ کو یہ کیسے معلوم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے میرے رب نے بتایا ہے۔ اس پر حضرت عباس ؓ نے عرض کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ ﷺ سچے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں...... میرے اس راز پر اللہ کے سوا کوئی مطلع نہ تھا۔

اور حضرت عباس ؓ نے اپنے بھتیجوں عقیل اور نوفل کو حکم دیا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔

﴿تفسیر خازن جزء الثالث ص 53۔ تفسیر معالم التنزیل جزء الثالث ص 53۔ کامل ابن اثیر جلد 2 ص 133 غزوہ بدر۔ احکام القرآن للقرطبی ج 8 ص 53 بیروت﴾

باذان (ؓ)! تیری عظمت کو سلام:

168- حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کے نام نامۂ مبارک بھیجا تو حکم فرمایا کہ یہ بحرین کے حاکم تک پہنچا دیا جائے اور بحرین کا حاکم اسے کسریٰ تک پہنچا دے۔ جب کسریٰ نے نامۂ مبارک پڑھا تو اسے پھاڑ دیا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کے لئے دعاءِ ضرر کی کہ وہ پوری طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔

﴿بخاری کتاب الجهادو السنير باب دعوة اليهودى والنصرانى 41/01﴾

اب اس کے متعلق کچھ تفصیل پیش خدمت ہے:

169- ایران کے بادشاہ کسریٰ خسرو پرویز نے حضور ﷺ کا خط پھاڑنے کے بعد اپنے یمن کے گورنر باذان کو لکھا کہ اپنے دو دلیر آدمی حجاز میں بھیجو تا کہ وہ نبوت کے دعوے دار کو پکڑ کر میرے پاس لائیں۔ باذان نے اپنے دو افراد قہرمان بابویہ اور خرخسرہ کو اس مقصد کیلئے مدینہ بھیجا۔ باذان نے بابویہ سے کہہ دیا کہ اس مدعی نبوت سے گفتگو کرنا اور پھر اس کے حال سے آگاہ کرنا۔ یہ دونوں افراد مدینہ پہنچ کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جہاں بابویہ نے ساری صورت حال عرض کر دی۔

حضور ﷺ نے فرمایا: تم کل میرے پاس آنا۔ جب وہ دوسرے دن حاضر ہوئے تو حضور

ﷺ نے فرمایا: فلاں مہینے کی فلاں رات کو اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو ہلاک کر دیا اور اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر مسلط کر دیا۔

یہ غیبی خبر سن کر قاصد بولے، آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ کیا ہم اپنے بادشاہ باذان کو اس سے آگاہ کر دیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں میری طرف سے اسے یہ خبر بھی دے دو کہ میرا دین اور میری حکومت کسریٰ کے ملک کی انتہا تک پہنچ جائے گی اور باذان سے یہ بھی کہہ دینا کہ اگر تم اسلام لاؤ تو تمہارا ملک تمہیں ہی عطا کر دیا جائے گا۔

قاصدوں نے مدینہ کی حاضری کا تمام واقعہ باذان کی خدمت میں عرض کر دیا۔

زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ باذان کو یہ خبر پہنچ گئی کہ فلاں دن خسرو پرویز کو اس کے بیٹے نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور اس کے قتل کا وہی دن تھا جس دن کی اطلاع اللہ کے محبوب ﷺ نے دی تھی۔ ساتھ ہی خسرو کے بیٹے شیرویہ نے باذان کو لکھا کہ تم لوگ میری اطاعت کا عہد لے لو اور اس مدعی نبوت کو جس کے بارے میں کسریٰ نے تمہیں کچھ لکھا تھا، برا بھلا مت کہو۔ حضور ﷺ کی غیبی خبر کی سچائی دیکھ کر باذان مسلمان ہو گیا اور جتنے ایرانی یمن میں تھے، سب ایمان لے آئے۔

﴿سیرت ابن ہشام اُردو 01 / 100 غلام علی اینڈ سنز لاہور۔ اصابہ ترجمہ جد جمیرہ 01 / 390۔ دلائل النبوۃ ابو نعیم﴾

عتاب اور حارث پکار اُٹھے کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں:

170- فتح مکہ کے دن حضور ﷺ بیت اللہ کے اندر داخل ہوئے۔ حضرت بلال ؓ بھی حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔ نماز کا وقت ہوا تو حضور ﷺ نے حضرت بلال ؓ کو اذان کا حکم دیا۔ انہوں نے کعبہ کی چھت پر اذان کہی۔ ابوسفیان بن حرب، عتاب بن اُسید اور حارث بن ہشام، کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اذان سن کر عتاب بن اُسید بولا: اللہ نے میرے باپ کو یہ شرف بخشا کہ اس نے یہ آواز نہ سنی۔ اگر وہ یہ آواز سنتا تو اسے بہت رنج پہنچتا۔ حارث بن ہشام کہنے لگا، خدا کی قسم! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اُسید اس آواز کو مٹا رہا ہے تو میں اس کا ساتھ دیتا۔ ان دونوں کی گفتگو سن کر ابوسفیان نے کہا کہ میں تو کوئی بات نہیں کہتا۔ اگر کچھ کہوں گا تو یہ کنکریاں بھی ان کو میری باتیں پہنچا دیں گی۔

اس ساری گفتگو کے بعد حضور ﷺ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا' تم نے جو گفتگو کی ہے مجھے اس کا علم ہے، تم نے یہ یہ باتیں کی ہیں۔

جیسے ہی حضور ﷺ نے تمام باتیں بتائیں، حارث اور عتاب کہہ اُٹھے، ہم اقرار کرتے ہیں کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں! اللہ کی قسم! ہماری باتوں کا ہمارے سوا کسی کو علم نہ تھا ورنہ ہم کہہ سکتے تھے کہ اس نے آپ کو بتائی ہیں۔ ﴿سیرت ابن ہشام اردو 2/490﴾

یہ غیب کی باتیں ہیں جو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا:

171- حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو (یہود کے ایک بڑے عالم) عبداللہ بن سلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے کہ کچھ پوچھیں۔ عرض کیا کہ میں آپ ﷺ سے تین چیزوں کے بارے میں پوچھتا ہوں جنہیں نبی کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا (اس لئے کہ ان کا تعلق غیب سے ہے)۔

(1) قیامت کی سب سے پہلی نشانی۔ (2) اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا۔

(3) بچہ کبھی باپ کی شکل پر اور کبھی ماں کی صورت پر کیوں ہوتا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے جبرائیل نے ابھی بتایا ہے۔ عبداللہ بن سلام کہنے لگے کہ فرشتوں میں سے وہ تو یہود کے دشمن ہیں۔

بہرحال حضور ﷺ نے فرمایا: قیامت کی سب سے پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے گھیر کر مغرب کو لے جائے گی اور وہ کھانا جسے جنتی لوگ سب سے پہلے کھائیں گے، وہ مچھلی کی کلیجی کا زائد حصہ ہوگا۔ رہی تیسری بچے والی بات تو جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجائے تو بچہ مرد کی شکل پر ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آجائے تو بچہ عورت کی شکل پر ہوتا ہے۔

جیسے ہی عبداللہ بن سلام نے یہ جوابات سنے تو پکار اٹھے...... اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ...... میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ﴿بخاری کتاب المناقب 01/561﴾

دسواں باب

......کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

قارئین محترم! گذشتہ ابواب میں آپ نے حضور ﷺ کے بحر علم کی وسعتوں کے حسین مناظر دیکھے۔ ان مناظر نے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو تسکین عطا کی۔

قرآن کریم کی متعدد آیات مقدسہ اور بخاری و مسلم کی احادیث مبارکہ کے ذریعے حضور ﷺ کے علم پاک کی وسعت و عظمت خوب واضح ہوئی۔ شکوک و شبہات کے بادل چھٹ گئے اور ماننے والوں کو اطمینان نصیب ہوا تاہم آپ کے ذوق تحقیق کی تسکین کے لئے خاص شکوک و شبہات کے حوالے سے کچھ گفتگو پیش خدمت ہے۔

یوں تو شکوکت و شبہات کی ایک طویل فہرست میرے سامنے موجود ہے مگر ان میں سے بیشتر انتہائی غیر علمی اور غیر سنجیدہ ہونے کے باعث لائق توجہ نہیں۔ ان کے بارے میں گفتگو کرنا تضیع اوقات کے سوا کچھ نہیں۔ اپنا قیمتی وقت دینی خدمت کے تعمیری کاموں میں ہی استعمال کرنا بہتر ہے۔

اختصاراً صرف تین عنوانات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ دلائل کا وزن محسوس کرنے والے احباب اس گفتگو سے دیگر شکوک و شبہات کی حقیقت بھی خوب جان لیں گے۔

- 1 -

کیا بروزِ قیامت حضور ﷺ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں گے؟

چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ ہوں:

172- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنِّي فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونِي ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ ...... فَاَقُولُ اِنَّهُمْ مِنِّي فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا اَحْدَثُوا بَعْدَكَ۔ ﴿بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض 974/02﴾

"میں حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں۔ جو میرے پاس سے گزرے گا، وہ پیے گا اور جو پی لے گا، اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ میرے سامنے سے کچھ ایسے لوگ گزریں گے جنہیں میں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا ...... (آپ ﷺ فرمائیں گے) یہ تو میرے ہیں۔ تو کہا جائے گا: آپ کو معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا نیا دین نکالا ...... فَاَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي ...... تو میں کہوں گا: دُور دُور جس نے میرے بعد دین تبدیل کیا"

173- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِي الْحَوْضَ حَتّٰى عَرَفْتُهُمْ اخْتُلِجُوا دُونِي فَاَقُولُ اَصْحَابِي فَيَقُولُ لَا تَدْرِي مَا اَحْدَثُوا بَعْدَكَ

﴿بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض 974/02﴾

"حوض کوثر پر میرے سامنے سے کچھ لوگ گزریں گے یہاں تک کہ میں ان کو پہچان لوں گا۔ ان کو مجھ سے دور کر دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں۔ پس کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا نیا دین ایجاد کیا"

174- حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

...... اَنَا عَلٰى حَوْضِي اَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُونِي فَاَقُولُ اُمَّتِي فَيُقَالُ لَا تَدْرِي مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرٰى......

﴿بخاری کتاب الفتن باب واتقوا فتنۃ 1045/02﴾

"میں اپنے حوض پر انتظار کروں گا کہ میرے پاس کون آتا ہے۔ کچھ لوگوں کو میرے سامنے سے پکڑ لیا جائے گا تو میں کہوں گا: میرے اُمتی ...... چنانچہ کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ یہ اُلٹے پاؤں پھر گئے تھے یعنی مُرتد ہو گئے تھے"

175- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اور میرے اصحاب میں کئی لوگ دائیں اور بائیں طرف سے پکڑے جائیں گے تو میں کہوں گا: اے رب! یہ تو میرے صحابی ہیں ...... کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کام ایجاد کیے ﴿ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ باب ماجاء فی شان الحشر 65/2﴾

176- مُسلم شریف کی روایت میں اس طرح ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کچھ لوگ میرے سامنے سے پکڑے جائیں گے۔ میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ میرے پیروکار ہیں اور میری اُمت سے ہیں۔ تو کہا جائے گا ...... اَمَا شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوا بَعْدَكَ يَرْجِعُونَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ ...... کیا آپ کو معلوم نہیں ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا عمل کیا؟ بخدا آپ کے بعد یہ لوگ اپنی ایڑیوں پر پلٹ گئے۔

﴿مسلم کتاب الفضائل باب اثبات حوض نبینا 249/02﴾

ان احادیث مبارکہ سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو بروزِ قیامت بھی لوگوں

کے ایمان، منافقت، کفر وارتداد کا علم نہیں ہوگا اسی لئے آپ ﷺ کچھ لوگوں کے لیے اصحابی، اصحابی...... میرے ساتھی، میرے ساتھی فرمائیں گے اور کہا جائے گا...... اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ...... آپ کو معلوم نہیں ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا نئے کام کیے۔

قرآن وحدیث کا وسیع اور مربوط مطالعہ رکھنے والوں پر تو واضح ہے کہ ان احادیث سے حضور ﷺ کی بے خبری پر استدلال کرنا درست نہیں مگر محدود مطالعہ کی بنیاد پر نتائج اخذ کرنے والے افراد اس استدلال سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ان احادیث کے بارے میں تفصیلی گفتگو پیش خدمت ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ جن احادیث مبارکہ سے حضور ﷺ کو بے خبر ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، انہی احادیثِ مبارکہ سے حضور ﷺ کا علمِ پاک ثابت ہو رہا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے:

(1) یہ واقعہ قیامت کے دن ظاہر ہوگا مگر حضور ﷺ نے ہزاروں برس پہلے اس کی تفصیل بیان فرمادی۔ اس سے آپ ﷺ کے علم پاک کی وسعت واضح ہوتی ہے۔

(2) فَیُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِّنْ دُوْنِیْ ...... کچھ لوگوں کو میرے سامنے سے پکڑ لیا جائے گا...... وَیُؤْخَذُ مِنْ اَصْحَابِیْ رِجَالٌ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ...... اور میرے اصحاب میں سے کئی لوگ دائیں اور بائیں طرف سے پکڑے جائیں گے۔

احادیث مبارکہ کے یہ جملے پکار پکار کر اعلان کرتے ہیں کہ اہلِ محشر پر ان لوگوں کا مجرم ہونا خوب واضح ہوگا۔ پھر حضور ﷺ کو ان کے بارے میں بے خبر اور کسی غلط فہمی میں مبتلا بتانا کتنی عجیب بات ہے۔

(3) حضور ﷺ اور ان کے درمیان پردہ حائل ہونے اور ان کو آپ ﷺ سے دور کر دینے سے ہر کسی پر واضح ہوگا کہ یہ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی نورانی جماعت نہیں بلکہ یہ نافرمان مجرموں کا ٹولہ ہے۔ پھر حضور ﷺ کو ان کے حال سے بے خبر بتانا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

(4) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھ سے دور کر دیے جانے والے منافق و مرتد ہوں گے اور یار لوگوں کو اصرار ہے کہ آپ ﷺ ان منافقوں اور مرتدوں کے حال سے بے خبر ہوں گے۔ آپ انصاف فرمائیں، کس کا اعتبار کیا جائے گا۔ ہزاروں برس پہلے خبر دینے والے سوہنے سچے نبی ﷺ کا یا بے خبر بتانے والوں کا؟

(5) مسلم شریف کی حدیث پاک کے الفاظ ملاحظہ ہوں...... اَمَا شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَکَ ...... کیا آپ جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟

علم سے مس رکھنے والے احباب جانتے ہیں کہ ہمزہ استفہام انکاری (أ) جملہ منفیہ پر داخل ہو تو یہ نفی کی نفی کر کے اثبات میں تبدیل کر دیتا ہے جیسے ماشعرت سے علم کی نفی ہوتی ہے تو یہاں استفہام انکاری نے نفی کی نفی کر کے علم کو ثابت کر دیا...... اَمَا شَعَرْتَ ...... کا مطلب ہوا، کیا آپ نہیں جانتے یعنی آپ جانتے ہیں۔

قرآن پاک سے ہمزہ استفہام انکاری کی مثالیں ملاحظہ ہوں:

☆ 1- اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی O ﴿الضحیٰ:06﴾

''کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی'' (یعنی اس نے تمہیں یتیم پایا اور جگہ دی)

☆ 2- اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ O ﴿الم نشرح:01﴾

''کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا'' (یعنی ہم نے تمہارا سینہ کشادہ کیا)

☆ 3- اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ O ﴿الفیل:01﴾

''کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حال کیا'' (یعنی تم نے دیکھا)

ان آیات مقدسہ میں ہمزہ استفہام انکاری سے انکار ہاں میں تبدیل ہوگیا۔ چونکہ ان احادیث مبارکہ میں ایک ہی واقعہ مذکور ہے صرف روایت میں تعدد ہے اس لئے جہاں یہ ہمزہ موجود نہیں وہاں بھی اسے محذوف مانتے ہوئے معنی میں ملحوظ رکھا جائے گا۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو ان صحیح احادیث میں تضاد اور تعارض لازم آئے گا جو یقیناً خلاف واقعہ ہے۔

ہمزہ محذوف کی وضاحت کے لیے بخاری ومسلم کی یہ احادیث ملاحظہ فرمائیں:

177- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ ؓ کی ...... بَشَّرَ النَّبِیُّ ﷺ خَدِیْجَةَ ...... کے الفاظ والی حدیث پاک۔

﴿بخاری کتاب المناقب باب تزویج النبی ﷺ خدیجہ 1/539﴾

178- حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی...... فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ تَدْرُوْنَ مَاھٰذَا...... کے الفاظ والی حدیث پاک۔ ﴿مسلم كتاب الجنة باب جهنم 381/02﴾

تو گویا...... اَمَا شَعَرْتَ ...... والی حدیث پاک سے خوب واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کو بروزِ قیامت ان دور کئے جانے والے لوگوں کا منافق و مرتد ہونا خوب معلوم ہو گا۔

الحمدللہ! جن احادیث سے حضور ﷺ کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے پر استدلال کیا جاتا ہے، انہی احادیث سے آپ ﷺ کی عظمت وفضیلتِ علمی ثابت ہو گئی...... وماتوفیقی الا باللہ۔

کیا مجرم قیامت کے دن بھی نہیں پہچانے جائیں گے؟

☆ 4- يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ ...... O ﴿سورۃ رحمٰن:41﴾

''مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گے''

☆ 5- يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ...... O ﴿سورۃ آل عمران:106﴾

''جس دن کچھ منہ سفید ہوں گے اور کچھ منہ سیاہ''

☆ 6- وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ O ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ O وَّ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ O تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ...... O ﴿سورۃ عبس:38 تا 41﴾

''کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے ہنستے خوشیاں مناتے اور کتنے مونہوں پر اس دن گرد پڑی ہو گی ان پر سیاہی چڑھ رہی ہو گی''

☆ 7- وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ O وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ...... O

﴿سورۃ القیامۃ:22،24﴾

''کچھ منہ اس دن تروتازہ ہوں گے اور کچھ منہ اس دن بگڑے ہوئے ہوں گے''

☆ 8- يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا...... O

﴿سورۃ طٰہٰ:102﴾

''جس دن صور پھونکا جائے گا اور ہم اس دن مجرموں کو اٹھائیں گے نیلی آنکھیں''

مومن اور مجرم جدا جدا:

☆ 9- يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ O

﴿سورۃ الزلزال:06﴾

''اس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے کئی راہ ہو کر''

☆ 10- اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ O وَ حُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ﴿العادیات:09،10﴾

''تو کیا نہیں جانتا ہے جب اٹھائے جائیں گے جو قبروں میں ہیں۔ اور کھول دی جائے گی جو سینوں میں ہے'' (اس طرح کہ دل کا ایمان، کفر، نفاق، حضور ﷺ سے محبت یا عداوت ہر قلبی کیفیت چہروں پر ظاہر ہو گی)۔

☆ ''کچھ لوگوں کے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں اور کچھ لوگوں کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں'' ﴿الانشقاق مفہوم آیات 10،07﴾

حاصلِ کلام:

ان آیات سے معلوم ہوا کہ بروزِ قیامت مومنوں اور مجرموں کا حال یکساں نہیں ہو گا۔ مومن خوش وخرم اور تروتازہ ہوں گے جبکہ مجرم ملول و رنجیدہ اور گھبرائے ہوئے ہوں گے۔ ایسی واضح صورت حال کے باوجود حضور ﷺ کو مجرموں کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا بتانا غلط ہونے کے علاوہ عجیب بھی ہے۔

منافقوں اور مرتدوں کو اصحابی کہنے کا سبب:

اب رہا یہ سوال کہ جب حضور ﷺ بروز محشر ان مرتدوں کو جانتے پہچانتے ہوں گے تو انہیں اصحابی کہنے کا باعث کیا ہوگا؟

علامہ زُرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی توجیہات بیان کرتے ہوئے علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ان کو اصحابی کہہ کر ندا کرنا ان میں زیادہ حسرت اور عذاب پیدا کرنے کے لئے ہوگا کیونکہ جب آپ ﷺ ان کو اصحابی کہہ کر پکاریں گے تو ان کو نجات کی امید ہو جائے گی اور جب...... سُحْقًا سُحْقًا...... دوری ہو، دوری ہو فرمائیں گے تو ان کی امید ٹوٹ جائے گی اور امید بندھ کر ٹوٹ جانا زیادہ حسرت اور تکلیف کا باعث ہوگا اور فرشتوں کا یہ کہنا کہ ان لوگوں نے دین بدل لیا تھا، یہ بھی ان کے عذاب میں زیادتی کا سبب ہوگا۔ ﴿شرح موطا ج01 ص60﴾

نجات کی امید قائم ہونے اور پھر ٹوٹنے سے منافقین و مرتدین کا حسرت و یاس میں مبتلا ہونا دراصل ان کے اسی طرزِ عمل کا نتیجہ ہوگا جو انہوں نے دنیا میں رہتے ہوئے اپنایا تھا۔

انہوں نے محض زبان سے تو اسلام کا اقرار کیا تھا مگر اپنے دلوں سے تصدیق نہیں کی تھی۔ قرآن کریم نے ان کے اس راز سے یوں پردہ اُٹھایا:

☆ 11- قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ...... ۝ ﴿سورۃ الحجرات:14﴾

"گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان نہ لائے، ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا"

چونکہ وہ لوگ دنیا میں دھوکے اور استہزاء سے کام لیتے تھے اس لئے بروز قیامت ان کو اپنے استہزاء کا بدلہ (جزا) دیکھنا پڑے گا۔

قرآن پاک میں ایسے لوگوں کے استہزاء کا ذکر بھی موجود ہے اور اس استہزاء کی جزا بھی مذکور ہے۔ ملاحظہ فرمائیے منافقین کا استہزاء (مذاق اُڑانا):

☆ 12- وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ ﴿سورۃ البقرہ:14﴾

"اور جب ایمان والوں سے ملیں تو کہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں"

منافقین کے استہزاء (مذاق اُڑانے) کی سزا:

☆ 13- اَللّٰهُ یَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ ۝ ﴿سورۃ البقرہ:15﴾

"اللہ تعالیٰ ان سے استہزاء فرماتا ہے۔ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) اور انہیں ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں"

اس سزا کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

☆ 14- مَثَلُهُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَکَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ۝ ﴿سورۃ البقرہ:17﴾

"ان کی مثال اس کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اٹھا، اللہ ان کا نور لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجھتا"

ان آیات سے بالوضاحت معلوم ہوا کہ:

جس طرح وہ محض دکھاوے کے طور پر مسلمان تھے حقیقت میں اسلام قبول نہیں کیا تھا اسی طرح ان کو دنیا کا ظاہری فائدہ تو حاصل ہوا کہ ان کو اسلامی معاشرتی حقوق حاصل رہے مگر آخرت کی کامیابی کا حقیقی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ ان کے دنیاوی ظاہر کے مطابق

حضور ﷺ ان کو اصحابی کہنے کے باوجود انہیں دور کر کے واضح فرمادیں گے کہ تم دنیا میں حقیقی مسلمان نہ تھے اس لیے آخرت میں تم میرے حقیقی غلاموں کی مثل نہیں ہو لہٰذا دور ہو جاؤ۔

منافقین کو اصحابی کہنے کی مثالیں:

ذیل میں دو احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں حضور ﷺ نے منافقوں کے نفاق سے باخبر ہونے کے باوجود ان کے ظاہر کی رعایت کرتے ہوئے انہیں اصحابی فرمایا۔

179- حضرت جابر بن عبداللہ ؓ نے فرمایا کہ ہم ایک غزوہ میں تھے۔ مہاجرین میں سے ایک شخص نے کسی انصاری کو ٹھوکر ماری تو انصاری نے آواز دی کہ انصار کی مدد کرو اور مہاجر نے بھی آواز دی کہ مہاجرین کی مدد کرو۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا: یہ زمانہ جاہلیت کی یاد کس لئے تازہ کی جارہی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! مہاجرین میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو ٹھوکر ماردی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چھوڑو یہ بُری بات ہے۔ عبداللہ بن ابیّ نے یہ سُنا تو کہا: کیا انہوں نے ایسا کیا ہے؟ بخدا اگر مدینہ لوٹ کر گئے تو سب سے زیادہ عزت والا شخص سب سے زیادہ ذلت والے شخص کو وہاں سے باہر نکال دے گا...... فَبَلَغَ النَّبِیَّ ﷺ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دَعْنِیْ اَضْرِبُ عُنُقَ ھٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ دَعْہُ لَا یَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا یَقْتُلُ اَصْحَابَہٗ ...... جب یہ بات نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو حضرت عمر ؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجیے، میں اس منافق کی گردن اُڑاتا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ لوگوں میں یہ چرچا ہونے لگے گا کہ محمد ﷺ تو اپنے اصحاب کو قتل کردیتے ہیں۔

﴿بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ منافقون آیت نمبر 08-02/728﴾

180- حضرت جابر ؓ روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ حنین سے واپسی پر جعرانہ

میں تھے، ایک شخص آیا اور صورت حال یہ تھی کہ حضرت بلال ؓ کے کپڑے میں چاندی تھی اور آپ ﷺ اس سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے تو اس شخص نے کہا: اے محمد (ﷺ)! انصاف کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں عذاب ہو، میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا اور میں انصاف سے کام نہ لیتا تو ناکام و نامراد ہو جاتا۔ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ص دَعْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَقْتُلَ ھٰذَا الْمُنَافِقَ فَقَالَ مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ یَّتَحَدَّثَ النَّاسُ اَنِّیْ اَقْتُلُ اَصْحَابِیْ اِنَّ ھٰذَا وَ اَصْحَابَہٗ یَقْرَءُ وْنَ الْقُرْاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنْہُ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے کہا: یارسول اللہ (ﷺ)! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: معاذ اللہ! کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔ یہ شخص اور اس کے ساتھی قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کے حلقوں (گلوں) سے نیچے نہیں اُترتا اور یہ لوگ قرآن سے اس طرح صاف نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔ ﴿مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء المولفۃ 340/1﴾

ایک سوال:

کیا یہاں بھی شبہ وارد کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عمر فاروق ؓ تو ان گستاخانِ رسول کا منافق ہونا جانتے تھے مگر حضور ﷺ نے بے خبری اور غلط فہمی کے سبب ان کے لیے اصحابی کا لفظ استعمال فرمایا؟

حسرت و یاس میں مبتلا کرنے کے بارے میں احادیث:

181- حضرت جابر ؓ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ منافقین کو بھی ایک نور دیا جائے گا اور ان کو جب اس نور کی ضرورت ہو گی، یہ نور بجھا دیا جائے گا۔ (اس حدیث کو حافظ ابن کثیر نے بھی سورۃ حدید کی تفسیر میں نقل کیا ہے)۔

﴿مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ 01/107۔ تفسیر ابن کثیر زیر آیت 13,12 سورۃ حدید﴾

182- حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب کوئی کافر قید میں داخل ہوتا ہے تو اس سے حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اور وہ صحیح جواب نہیں دیتا تو جنت کا دروازہ کھول کر اُسے کہا جاتا ہے:

اُنْظُرْ اِلٰی مَنْزِلِكَ وَاِلٰی مَا اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ لَوْ كُنْتَ اَطَعْتَهٗ فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَّثُبُوْرًا۔

"اپنی اس منزل اور ان نعمتوں کی طرف دیکھ جو حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کی صورت میں تیرے لیے تیار کی گئیں تھیں تو اس کی حسرت اور مایوسی بڑھ جاتی ہے"

﴿مستدرک حاکم ج 01 ص 489 دار الفکر بیروت﴾

دوسرا سوال:

کیا یہاں شبہ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان منافقوں کے حال سے بے خبر ہوگا اس لیے غلط فہمی کے باعث انہیں بھی نور عطا کر دیا جائے گا۔ بعد میں معلوم ہونے پر ان سے نور چھین لیا جائے گا؟ (معاذ اللہ)

183- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا۔ جب وہ لوگ جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبوئیں سونگھ لیں گے اور اس کے محلات اور جنتیوں کے لئے جو نعمتیں تیار کی گئیں ہیں، وہ نعمتیں دیکھ لیں گے تو ندا کی جائے گی کہ ان کو جنت سے ہٹا لو، ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے...... فَيَرْجِعُوْنَ بِحَسْرَةٍ مَا رَجَعَ الْاَوَّلُوْنَ بِمِثْلِهَا فَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَوْ اَدْخَلْتَنَا النَّارَ قَبْلَ اَنْ تُرِيَنَا مَا اَرَيْتَنَا مِنْ ثَوَابِكَ وَ مَا

اَعْدَدْتَ فِيْهَا لِاَوْلِيَاءِكَ كَانَ اَهْوَنَ عَلَيْنَا...... پس وہ اتنی حسرت کے ساتھ لوٹیں گے کہ اس سے پہلے کوئی ایسی حسرت سے نہیں لوٹا تھا۔ پھر وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! اگر تو ہمیں جنت دکھانے اور اپنا ثواب دکھانے اور تو نے جو نعمتیں اپنے دوستوں کے لیے تیار کی ہیں، دکھانے سے پہلے دوزخ میں داخل کر دیتا تو ہمارے لئے بہت آسان ہوتا...... اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں نے تمہارے ساتھ یہی ارادہ کیا تھا۔ تم جب تنہائی میں ہوتے تھے تو میرے سامنے بڑے بڑے گناہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو انتہائی تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ ملتے تھے۔ جو تمہارے دلوں میں میرے لیے خیال ہوتا تھا، تم لوگوں کو اس کے خلاف دکھاتے تھے۔ تم لوگوں سے ڈرتے تھے اور مجھ سے نہیں ڈرتے تھے۔ تم لوگوں کو بڑا سمجھتے تھے، مجھے بڑا نہیں سمجھتے تھے۔ تم نے لوگوں کی خاطر (برے کام) ترک کئے اور میری خاطر نہیں کیے۔ آج میں تمہیں ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ دردناک عذاب چکھاؤں گا۔ ﴿مجمع الزوائد ج 10 ص 220 دار الکتاب العربی بیروت﴾

تیسرا سوال:

کیا اللہ تعالیٰ اُن کے حال سے بے خبر ہوگا اس لیے غلط فہمی کے باعث انہیں جنت کی طرف بھیج دیا جائے گا اور بعد میں معلوم ہونے پر انہیں واپس بلایا جائیگا؟ (معاذ اللہ)

فیصلہ کن حدیث پاک:

اب آخر میں بخاری شریف کی حدیث پاک پیش کی جاتی ہے جس سے شکوک و شبہات کے تمام بادل چھٹ جائیں گے۔ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے:

184- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَنَا نَائِمٌ فَاِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰى اِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَيْنِيْ وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُلْتُ اَيْنَ

فَقَالَ اِلَى النَّارِ وَ اللّٰهِ قُلْتُ وَ مَا شَاْنُهُمْ قَالَ اِنَّهُمْ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰى اَدْبَارِهِمِ الْقَهْقَرٰى ...... اس دوران کہ میں خواب میں تھا، اچانک ایک جماعت گزری حتٰی کہ میں نے ان کو پہچان لیا تو ایک شخص نے میرے اور ان کے درمیان نکل کر کہا: آؤ۔ میں نے کہا: کہاں؟ تو اس شخص نے عرض کیا کہ یہ آپ ﷺ کے بعد اُلٹے پاؤں پھر کر مرتد ہو گئے۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض 975/02﴾

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی نگاہوں کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا دیئے اور وقت کی مسافتیں سمیٹ کر آپ ﷺ کو قیامت کے دن رونما ہونے والے واقعہ کا مشاہدہ کرا دیا۔

آپ بتایئے، بے خبری اور غلط فہمی کہاں رہی۔

الحمد اللہ! دلائل و براہین کی روشنی میں خوب واضح ہوا کہ حضور ﷺ بروز قیامت لوگوں کے احوال و مقامات سے بخوبی آگاہ ہوں گے اور آپ ﷺ کا کچھ لوگوں کو اصحابی اصحابی کہنا بے خبری اور غلط فہمی کے باعث نہیں ہو گا بلکہ انہیں زیادہ حسرت و یاس اور شرمندگی میں مبتلا کرنے کے لئے ہو گا۔

واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کا کلام بے شمار حکمتوں کا جامع ہوتا ہے۔ یہ حکمتیں سمجھنے کے لئے وسیع علم کے علاوہ خوش اعتقادی اور صدق و خلوص کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو ان حکمتوں تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر ہو، اسے تنقید و اعتراض کے ذریعے اپنے ایمان و آخرت کا نقصان کرنے کی بجائے علماءِ راسخین اور اولیاءِ کاملین کے دامن سے وابستگی اختیار کرنی چاہیے تا کہ ایمان و عمل کا گلشن سرسبز و شاداب رہے۔ اللہ پاک ہمیں اپنے نیک بندوں کے دامن کرم سے ہر دم وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

- 2 -

کیا حضور ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کا علم نہ تھا؟

05ھ میں غزوہ بنی مُصطلق سے واپسی کے وقت قافلہ نے مدینہ کے قریب پہنچ کر ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ضرورت کیلئے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپ کا ہار گم ہو گیا۔ آپ اس کی تلاش میں مصروف ہو گئیں۔ ادھر قافلہ کوچ کرنے لگا۔ آپ کا محمل اُونٹ پر کس دیا گیا۔ چونکہ آپ بھاری بدن کی نہ تھی اس لئے آپ کی غیر موجودگی کا احساس نہ ہوا اور قافلہ چل دیا۔ ادھر آپ آ کر قافلہ کی جگہ بیٹھ گئیں اور خیال کیا کہ میری تلاش میں قافلہ ضرور یہاں واپس آئے گا۔ اسی دوران حضرت صفوان ؓ جو قافلہ کے پیچھے گری پڑی چیزیں اٹھانے کے کام پر تھے، آ پہنچے۔ انہوں نے آتے ہی بلند آواز میں "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پکارا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے پردہ کر لیا۔ انہوں نے آپ کو اپنے اُونٹ پر سوار کر لیا اور خود مہار پکڑے لشکر میں پہنچ گئے، منافقین نے فاسد اوہام پھیلائے اور حضرت صفوان ؓ کے ساتھ آپ پر تہمت لگا کر بد زبانی کرتے رہے۔ اپنی سادہ لوحی کے باعث چند مسلمان بھی ان کے بہکاوے اور فریب میں آ گئے اور ان کی زبان سے بھی نازیبا کلمہ ادا ہو گیا۔

حضرت اُم المومنین ؓ بیمار پڑ گئیں جس کے باعث انہیں اپنے بارے میں اڑنے والی افواہوں کا علم نہ ہو سکا۔

حضور ﷺ نے قانون و انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے خوب تحقیق و تفتیش کی تا کہ لوگوں پر حضرت عائشہ ؓ کی پاک دامنی اور برأت خوب واضح ہو جائے۔ بعد ازیں حضرت عائشہ ؓ کی شان میں سورۂ نور کی آیات نازل ہوئیں اور بدخواہوں کا منہ بند ہو گیا۔

یہ ہے اس واقعہ کی تفصیل جس پر کہا گیا کہ ایک ماہ تک حضور ﷺ کو حقیقت حال کی کوئی خبر نہ تھی کہ اگر آپ ﷺ کو علم ہوتا تو آپ پریشان کیوں ہوتے اور تحقیق و تفتیش کیوں کرتے؟

حضور ﷺ کے علم پاک کے بارے میں اتنے اعتراض پر بھی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ کہنے والوں نے بہت سی نازیبا و نامناسب باتیں حضور ﷺ کے بارے میں کہہ ڈالیں۔

خدا کی قسم! میرا دکھ اُس وقت بہت بڑھ گیا جب میں نے اہلحدیث عالم وحید الزمان کی تیسیر الباری شرح بخاری میں ان کی طرف سے یہ تشریح دیکھی کہ حضور ﷺ ایک مہینے تک تردد میں رہے۔ بلکہ نہ جانے کس حوصلے کے ساتھ یہ بھی لکھ ڈالا کہ آپ ﷺ کے دل میں بھی وہم آ گیا۔ ﴿تیسیر الباری شرح بخاری ج 5 پارہ 16 ص 379 مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ﴾

یہ بظاہر چند الفاظ ہیں ایک مکمل فکر کے غماز اور ایک رویئے کے عکاس۔

لوگ حضور ﷺ کو بے خبر ثابت کرنے کے لئے یہاں تک بھی جا سکتے ہیں۔ الامان والحفیظ! حیرت کی بات ہے کہ ایک عام مومن کو تو دوسرے مومن کے لئے نیک گمان کا حکم ہے مگر موصوف نے بدگمانی کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کر دی اور بدگمانی بھی سیدہ عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں۔ یعنی جو گمان ایک عام مسلمان کے لئے بھی شرعاً جائز نہیں وہ گمان، بغیر ثبوت لگائے گئے الزامات کے بارے میں اللہ کے معصوم نبی ﷺ کے لئے مان لیا۔ نہ روح کانپی اور نہ دل پسیجا۔

مجھے اپنی تحریر اور لہجے کی سنجیدگی و شائستگی کو برقرار رکھنا ہے، اس لئے مزید گفتگو کی بجائے ان کلمات کے ساتھ آگے بڑھتا ہوں کہ آؤ مل کر دعا کریں، اے اللہ العالمین! اپنے محبوب ﷺ اور اپنے نیک بندوں کا ادب و احترام ہمارے دلوں میں خوب راسخ فرما دے اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمانا، آمین۔

آیئے جائزہ لیتے ہیں، کیا واقعی حضور ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی کے بارے میں بے خبر و متذبذب تھے یا آپ ﷺ کو ان کی پاک دامنی کا پورا پورا یقین تھا؟

1- بخاری کی حدیثِ پاک سے علم و یقین کا روشن بیان:

جھوٹی تہمت کے بارے میں حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کا علم و یقین:

185- جب حضور ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے تحقیق کی تو انہوں نے عرض کیا: اَھْلُكَ وَ لَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا...... یارسول اللہ (ﷺ)! آپ کی اہلیہ اور ہم تو اسے نیک ہی جانتے ہیں۔

﴿بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء ج 01 ص 363، کتاب المغازی باب حدیث الافک 593/02﴾

بریرہ کنیز رضی اللہ عنہا کا علم و یقین:

حضور ﷺ نے بریرہ کنیز کو بلایا اور فرمایا: اے بریرہ! کیا تو نے عائشہ میں کوئی شک والی بات دیکھی ہے؟ تو انہوں نے کہا: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَارَاَیْتُ عَلَیْھَا اَمْرًا قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں نے تو ایسی کوئی بات اِنکے اندر عیب والی نہیں دیکھی۔ ﴿بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء، 363/1﴾

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا علم و یقین:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے کہا: امی جان! لوگ کیسی باتیں کرتے ہیں؟ قَالَتْ یَا بُنَیَّةُ ھَوِّنِیْ عَلَیْكِ فَوَاللّٰہِ لَقَلَّمَا کَانَتِ امْرَاَۃٌ قَطُّ وَضِیْعَةٌ عِنْدَ رَجُلٍ یُحِبُّھَا لَھَا ضَرَائِرُ اِلَّا کَثَّرْنَ عَلَیْھَا...... انہوں نے کہا: اے بیٹی! ایسی باتوں کا خیال نہ کرو۔ اللہ کی قسم! اکثر ایسا ہوتا ہی ہے کہ کسی خوبصورت عورت کی سوکنیں ہوں اور اس کا خاوند اس کے ساتھ محبت بھی رکھتا ہو تو سوکنیں عموماً ایسا فریب کر گزرتی ہیں۔

﴿بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک 02/593﴾

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا علم و یقین:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ میرے معاملے میں

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بھی پوچھا کرتے تھے کہ اے زینب (رضی اللہ عنہا)! تم اسے کیسا جانتی ہو؟ وہ عرض گزار ہوئیں...... یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَحْمِیْ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ مَا عَلِمْتُ اِلَّا خَیْرًا...... یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کو بچاتی ہوں، میری نظر میں تو ان کے اندر بھلائی ہی بھلائی ہے (بھلائی کے سوا کچھ نہیں)۔

﴿بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک 02/593﴾

بات تو اس قدر تفصیل سے واضح ہو جاتی ہے مگر اطمینان مزید کے لئے حضور ﷺ کے علم و یقین کا دوٹوک اور واضح بیان بھی پیش خدمت ہے۔

خود حضور ﷺ کا علم و یقین:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں...... فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ یَوْمِہٖ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ وَّھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ مَنْ یَّعْذِرُنِیْ مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَنِیْ عَنْہُ اَذَاہُ فِیْ اَھْلِیْ وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ اِلَّا خَیْرًا...... پھر رسول اللہ ﷺ اس دن کھڑے ہو گئے اور منبر پر جلوہ افروز ہو کر عبداللہ بن ابی کی شکایت فرمائی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے مسلمانو! کون ہے جو اس شخص سے میرا بدلہ لے جس نے میری زوجہ کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائی ہے؟ خدا کی قسم! میں اپنی بیوی میں نیکی و پاکیزگی ہی جانتا ہوں۔

آپ ﷺ نے مزید یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کا ذکر کرتے ہیں، میں اس کے اندر بھی نیکی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا۔

﴿بخاری کتاب الشھادات باب تعدیل النساء 1/363، کتاب المغازی باب حدیث الافک 2/593، کتاب التفسیر باب قولہٖ ولولا اذسمعتموہ، کتاب الاعتصام باب قول اللّٰہ تعالیٰ وامرھم شوریٰ بینھم۔ مسلم کتاب التوبہ باب فی حدیث الافک 2/364﴾

آپ نے دیگر بیانات کے ساتھ ساتھ خود حضور ﷺ کا قطعی بیان بھی ملاحظہ فرمایا۔ حضور ﷺ نے اپنے علم و یقین کو قسم کے ساتھ مؤکد فرما کر شک کے تمام راستے بند کر دیئے۔ اب اس کے باوجود کوئی شخص حضور ﷺ کو بے خبر بتائے یا آپ ﷺ کی طرف تہمت کی بابت وہم و بدگمانی کی نسبت کرے تو یہی کہا جائے گا کہ اسے آپ ﷺ کی قسم کا بھی اعتبار نہیں اور پھر ایسا شخص اپنے اس رویے کے باعث اس گفتگو میں ہمارا مخاطب ہی نہ رہا کہ احادیث تو ہیں ماننے والوں کے لئے اور جو نہ ماننے کی ٹھان لے، اس کے لئے دُعا کے سوا کیا کیا جاسکتا ہے؟

(2) حضور ﷺ کا عبداللہ بن ابی کی شکایت کرنا، یہ فرمانا کہ اس نے میری بیوی کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائی ہے اور مسلمانوں کو اس سے بدلہ لینے کے لئے آمادہ کرنا، ان تینوں باتوں سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضور ﷺ خوب جانتے تھے کہ منافق ابن ابی نے جھوٹی تہمت مشہور کی ہے اور حضرت عائشہ اس الزام سے مکمل طور پر بری ہیں ورنہ بذریعہ قرآن اس کا جھوٹ کھلنے سے پہلے بے خبری کی حالت میں آپ ﷺ ایسا کیوں فرماتے؟

حضور ﷺ کے اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ حضور ﷺ کی پریشانی اور تکلیف کا سبب بے خبری نہ تھی بلکہ وہ اذیت تھی جو منافق عبداللہ بن ابی نے آپ ﷺ کی نیک، پاک دامن و پرہیزگار زوجہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں جھوٹی خبر مشہور کر کے آپ ﷺ کو پہنچائی تھی۔

اس ضمن میں آپ ﷺ کا تحقیق کرنا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قربت و اختلاط کم کر دینا یا انہیں توبہ کیلئے کہنا بھی بے خبری کی دلیل نہیں بلکہ آپ ﷺ نے قانون و انصاف کے تمام تقاضے پورے کرتے ہوئے وہ اقدامات فرمائے جو کسی الزام کے انکار یا ثبوت کیلئے لازم ہوتے ہیں تاکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت و پاکدامنی ہر شخص کے لئے زیادہ معتبر ہو جائے۔ اگر آپ ﷺ یہ تمام اقدامات کئے بغیر فرما دیتے کہ میری زوجہ اس الزام سے بری ہیں تو افواہ سازوں کو یہ کہنے کا موقع ہاتھ آ جاتا کہ قانون صرف دوسروں کے لئے ہے، اپنے گھر کی بات آئی تو رسول خدا ﷺ نے کوئی تحقیق و تفتیش نہیں کی۔ رہی

پریشانی کی بات، وہ تو تہمت کے جھوٹ ہونے کا علم ہونے کی صورت میں بھی ہوتی ہے۔ اور پھر اس واقعہ میں تو زیادہ پریشانی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بعض مسلمان بھی منافقوں کے بہکاوے میں آ گئے تھے اور جب حضرت اسامہ، حضرت بریرہ اور حضرت زینب کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت و پاکدامنی کا علم و یقین تھا تو حضور ﷺ کو کیسے شک و شبہ اور وہم ہو سکتا تھا؟

2- مزید احادیث مبارکہ:

186-......عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَابَغَتِ امْرَأَةُ نَبِيٍّ قَطُّ...... تفسیر ابن عباس ص 605 میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔

﴿اس حدیث کو علامہ آلوسی نے روح المعانی زیر آیت نمبر 16 سورۃ النور 9/121، علامہ جلال الدین، سیوطی نے درمنثور 6/245 بیروت، امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر، علامہ قرطبی نے الجامع الاحکام القرآن جز 12 ص 199، حافظ ابنِ کثیر نے تفسیر ابنِ کثیر اور امام نووی نے شرح مسلم 2/368، روح البیان 6/125 دار الفکر میں نقل کیا ہے﴾

اس مرفوع حدیث کی روشنی میں کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ہر نبی کی زوجہ کی پاکدامنی کا تو علم ہو مگر آپ ﷺ اپنی زوجہ کی عفت و پاکیزگی کے بارے میں بے خبر ہوں؟

187- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تم خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئیں کہ ریشمی کپڑے کے اندر تمہیں ایک آدمی نے اُٹھایا ہوا تھا۔ پھر وہ کہتا ہے کہ یہ آپ ﷺ کی بیوی ہیں۔ میں نے اس کے اوپر سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو وہ تم تھیں۔ پس میں کہتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یہ ہو کر رہے گا۔

﴿بخاری کتاب التعبیر باب کشف المرأۃ فی المنام 02/1038﴾

188- حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں آپ

ﷺ کی بیوی ہیں۔ ﴿بخاری کتاب المناقب باب فضل عائشہ 01/532﴾

جب حضور ﷺ کو معلوم تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کسی انسان نے نہیں بلکہ خود خالق کائنات اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے منتخب فرمایا ہے تو پھر آپ ﷺ ان کی عفت و پاکیزگی کے بارے میں کیسے بے خبر و متذبذب ہو سکتے تھے؟ کیا آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے انتخاب کی پختگی پر اعتماد و اعتبار نہ تھا (معاذ اللہ) اور کیا اس بے اعتمادی و بے اعتباری کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کرنا بے ادبی و گستاخی نہیں؟

لوگوں کے تین گروہ:

قرآن پاک کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس بہتان کے بارے میں سوچ اور رویّے کے اعتبار سے لوگ تین گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔

پہلا گروہ: ایک وہ لوگ تھے جنہوں نے اس بہتان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جیسے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اور وہ لوگ جنہوں نے زبانی موافقت کی جیسے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، حضرت مسطح رضی اللہ عنہ اور حضرت حمنہ رضی اللہ عنہا بنت جحش۔

قرآن پاک نے فرمایا:

☆ 15- ترجمہ: "بے شک وہ جو عیب لگاتے ہیں انجان پارسا ایمان والیوں کو، ان پر لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے" ﴿سورۃ النور: 33﴾

دنیا کا عذاب:

☆ 16- ترجمہ: "اور پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اَسّی (80) کوڑے لگاؤ اور اُن کی گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں"

﴿سورۃ النور: 4﴾

(توبہ نہ کرنے کی صورت میں) آخرت کا عذاب:

☆ 17- ترجمہ: ”اس دن اللہ انہیں ان کی سچی سزا پوری دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی صریح حق ہے“ ﴿سورۃ النور: 25﴾

توبہ کرنے والوں کے لئے معافی کا مژدہ:

☆ 18- ترجمہ: ”مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور سنور جائیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے“ ﴿سورۃ النور: 10﴾

عبداللہ بن ابی تادم مرگ منافقانہ روش پر قائم رہا اور بغیر توبہ کیے دنیا سے چلا گیا اس لئے دنیاوی عذاب کے علاوہ آخرت کا عذاب بھی اس کا مقدر رہا۔ اس کے برعکس دیگر حضرات نے سچی توبہ کرلی لہٰذا صرف دنیاوی سزا پائی اور بخشش کے مصداق ہوکر حضور ﷺ کے وفادار و جاں نثار رہے۔

دوسرا گروہ: دوسرے وہ لوگ تھے جو بہتان سن کر خاموش ہو رہے یا تردد و تذبذب میں مبتلا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ رویہ کو ناپسندیدہ قرار دیا اور تنبیہ فرمائی۔

☆ 26 تا 28- ترجمہ: ”کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے“

﴿سورۃ النور: 12، 14، 16﴾

تیسرا گروہ: گویا اس الزام کو بہتان جانتے ہوئے اس کے جھوٹ ہونے کا برملا اظہار کرنا ہی روا اور پسندیدہ تھا۔ سو تیسرے وہ لوگ ہوئے جنہوں نے اس بہتان کی برملا تردید کی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت و پاکدامنی کا صریح اعلان کیا۔ رحمتِ الٰہی کے حقدار ان لوگوں کے بیانات احادیث مبارکہ میں دیکھے جاسکتے ہیں جیسا کہ............

189- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ منافقین بالیقین جھوٹے ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بالیقین پاک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سید عالم ﷺ کے جسم پاک کو

مکھی کے بیٹھنے سے محفوظ رکھا کہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ رب تعالیٰ آپ ﷺ کو بُری عورت سے محفوظ نہ رکھتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا تاکہ اس پر کسی کا قدم نہ پڑے تو جو پروردگار آپ ﷺ کے سایہ کو محفوظ رکھتا ہے، کس طرح ممکن ہے کہ وہ آپ ﷺ کی اہلیہ کو محفوظ نہ فرمائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک جوں کا خون لگنے سے پروردگار عالم نے آپ ﷺ کو نعلین پاک اتارنے کا حکم دیا تو جو پروردگار آپ ﷺ کے نعلین پاک کی اتنی سی آلودگی گوارا نہ فرمائے، وہ آپ ﷺ کی اہلیہ کی آلودگی کیسے منظور فرماتا۔

﴿روح البیان دار الفکر 06/125 بیروت، مدارک التنزیل ج 321 مصر﴾

قارئین محترم! آپ نے قرآن پاک کے حوالے سے تین گروہوں کا بیان ملاحظہ فرمایا۔ قابل غور امر یہ ہے کہ حضور ﷺ کا تعلق کس جماعت کے ساتھ ہے؟ اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں، کیا حضور ﷺ کو تردد و تذبذب یا وہم میں مبتلا بتا کر آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے عتاب اور تنبیہ کا مصداق قرار دینا درست ہوسکتا ہے؟ جبکہ اسی سورۃ میں اللہ پاک نے فرمایا۔

☆ 29- لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ...... ○ ﴿سورۃ النور: 11﴾

”اسے اپنے لئے برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے“

اس لئے حضور ﷺ کے لئے حقیقتاً بہتری پر مبنی اس واقعہ میں آپ ﷺ کے رویے اور اقدامات کو بے خبری یا تردد و تذبذب اور وہم کا سبب قرار دینا کج فہمی اور کوتاہ نظری کے سوا کچھ نہیں۔

الحمد للہ! متعدد آیات مبارکہ اور احادیث مقدسہ کے ذریعے اس واقعہ کے متعلق شکوک و شبہات کے بارے میں تفصیلی وضاحت ہوگئی۔ رہا تسلیم و انکار کا معاملہ، تو وہ ہمارے اختیار میں نہیں...... اللہ پاک سمجھ عطا فرمائے، آمین۔

- 3 -

کیا ہمارے حضور ﷺ کو اپنے انجام و مقام کی خبر نہیں؟

قارئینِ کرام! معقولیت اور سنجیدگی کے اعتبار سے یہ سوال اس قابل ہی نہیں کہ سنجیدہ، سلیم الفطرت اور خوش عقیدہ افراد اس پر کان دھریں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نبی کو اپنے احوال اور اپنے اُخروی ٹھکانے سے بے خبر سمجھنا ایسا غیر معقول اور بھیانک نظریہ ہے جسے ایک لحہ کے لئے بھی تسلیم کر لینا اسلام کی بنیاد متزلزل کر دینے کے مترادف ہے۔ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ جو نبی ﷺ دوسروں کے انجام و مقام کی یقینی خبریں دے رہا ہو، اُسے اپنے انجام و مقام سے بے خبر بتانا حماقت و جہالت نہیں تو اور کیا ہے؟

یوں تو گذشتہ صفحات کے مندرجات کے بعد مزید گفتگو کی ضرورت نہیں رہتی مگر اس دور میں بنیادی اعتقادات اور مُسلّمات تک کو متنازعہ و مشکوک بنا کر حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ امت مسلمہ کی اعتقادی و عملی وابستگی کمزور کرنے کیلئے طرح طرح کے اعتراضات تراشنا علمی تحقیق قرار دیا جا رہا ہے، اس لئے اس پر گفتگو کرنا ضروری و مناسب معلوم ہوا۔

دراصل قرآن پاک کی اس آیت سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

☆ 30- قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَآ اَدْرِىْ مَا يُفْعَلُ بِىْ وَ لَا بِكُمْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ○

﴿سورۃ احقاف:09﴾

"تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول تو نہیں اور میں (از خود) نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا۔ میں تو اسی کا تابع ہوں جو وحی میری طرف کی جاتی ہے

اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا"

اس آیت کو مشقِ ستم کا نشانہ بناتے ہوئے کہا گیا کہ حضور ﷺ کو اپنے اور دوسروں کے انجام و مقام کی کوئی خبر نہیں (معاذ اللہ) جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔

لفظ اَدْرِىْ کی تحقیق:

چونکہ اس شبہ کی بنیاد مَـا اَدْرِىْ پر رکھی گئی ہے اس لئے دیگر دلائل سے پہلے اَدْرِىْ کی تحقیق کرنا ضروری ہے۔

اَدْرِىْ کا لفظ درایت سے مشتق ہے اور درایت کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی اپنی شہرہ آفاق کتاب مفرادت راغب میں لکھتے ہیں۔

اَلدِّرَايَةُ ...... اَلْمَعْرِفَةُ الْمُدْرِكَةُ بِضَرْبٍ مِّنَ الْحِيَلِ وَالدِّرَايَةُ لَا تُسْتَعْمَلُ فِى اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿المفردات ص168 مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران﴾

"درایت خاص حیلوں سے جاننے کو کہتے ہیں اور درایت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال نہیں ہوتا"

شارح قاموس، علامہ زبیدی میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اَلدِّرَايَةُ اَخَصُّ مِنَ الْعِلْمِ اَوْ عِلْمُهٗ بِضَرْبٍ مِّنَ الْحِيْلَةِ وَلِذَا لَايُطْلَقُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى۔

"درایت علم سے خاص ہے یا حیلہ و قیاس سے کسی چیز کو جاننا درایت کہلاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ پر اس کا اطلاق نہیں کیا جاتا" ﴿تاج العروس ج10 ص126 مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر﴾

لفظ درایت کی تحقیق سے واضح ہو گیا کہ درایت اس علم کو کہتے ہیں جو اٹکل، اندازے اور قیاس کے ذریعے حاصل ہو۔ اس علم میں نقص، کجی اور خطا کا امکان ہونے کے باعث اللہ تعالیٰ کے علم پر درایت کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔

چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام علم کی بنیاد اٹکل اور اندازے کی بجائے وحی پر ہوتی ہے

اس لئے اس آیت میں مَا اَدْرِیْ کے ذریعے درایت کی نفی کی گئی ہے۔

اس آیت کے سیاق و سباق سے بھی واضح ہے کہ یہاں وحی کے ذریعے حاصل ہونے والے پختہ اور یقینی علم کی نفی نہیں بلکہ اندازے اور قیاس کی نفی ہے۔

اس سے پچھلی دو آیتیں (آیات نمبر:07، 08) ملاحظہ فرمائیے: ان آیات میں کفار کے اس الزام کا تذکرہ وتردید ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ محمد ﷺ کا اپنا بنایا ہوا ہے۔ اس سے اگلی آیت (آیت نمبر 10) میں قرآن کے اللہ کا کلام ہونے کے باوجود اس کا انکار کرنے والے کافروں کو ظالمین کا خطاب دیا گیا ہے۔

لہٰذا زیرِ گفتگو آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ اے کافرو، میں جو مومنوں کے لئے آخرت کے بے شمار انعامات کی خوش خبری اور کافروں کے لیے دردناک عذاب کی وعید سناتا ہوں تو یہ سب کچھ میں اپنے اندازے اور قیاس سے نہیں بلکہ اس وحی کی بنیاد پر جانتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے اور میں اسی کے مطابق تمہیں ڈراتا ہوں۔

چونکہ اس آیت میں حضور ﷺ کا روئے سخن کافروں کی طرف ہے اس لئے آپ غور فرمائیں کہ اگر حضور ﷺ ان کے سامنے خود کو اپنے اور دوسروں کے انجام و مقام سے مطلقاً بے خبر بتائیں گے تو کافر آسانی کے ساتھ کہہ دیں گے کہ اگر یہ قرآن آپ کے دعوے کے مطابق رب کا کلام ہوتا تو وہ آپ کو آپ کے اور ہمارے انجام سے کیسے بے خبر رکھتا۔ جب آپ خود اپنے بارے میں بھی نہیں جانتے تو ہمیں کس بنیاد پر ڈراتے ہیں؟

زمانۂ نزول کی روشنی میں: یہ بھی واضح رہے کہ یہ سورۃ مکی زندگی کے آخری ایام میں ہجرتِ مدینہ سے کچھ ہی عرصہ پہلے نازل ہوئی۔ اس سے پہلے قرآن پاک کی متعدد سورتیں نازل ہو چکی تھیں جن میں ایمان والوں کے لئے اُخروی کامیابی کی خوش خبری اور کافروں کے لئے ناکامی کی وعید پر مبنی آیتیں موجود تھیں۔ ان آیات کی موجودگی میں حضور ﷺ اپنے اور دوسروں کے انجام کے بارے میں کیسے بے خبر ہو سکتے ہیں۔

سورۃ احقاف سے پہلے نازل ہونے والی تمام سورتیں تو ایک طرف، صرف موجودہ قرآنی ترتیب کے اعتبار سے اس سے متصل چند مکی سورتوں کا ہی مطالعہ کرلیں تو یہ شبہ پریشان نہیں کرتا۔

یہاں اختصار کے باعث صرف ایک سورۃ سے چند آیات کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

☆ 31تا36- سورۃ جاثیہ، آیات نمبر :07، 11، 15، 19، 21، 30

☆ 37تا42- سورۃ احقاف، آیات نمبر:12 تا15، 20، 35۔

مزید اطمینان کے لئے سورۃ حٰمٓ السجدۃ اور سورہ فاطر کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔ ان تمام آیات میں اہل ایمان کے لئے نیک جزا کی خوش خبریاں اور اہل کفر کے لئے سخت سزا کی وعیدیں بیان کی گئیں ہیں۔

جب سورۃ احقاف کی زیرِ گفتگو آیت سے پہلے ایمان والوں کے لئے اُخروی درجات و انعامات اور کافروں کے لئے شدید عذابات کھول کھول کر بیان کردیئے گئے تھے تو دریافت طلب امر یہ ہے، کیا حضور ﷺ کو اپنا مومن ہونا بھی معلوم نہ تھا؟ (معاذ اللہ)۔

کتنی ستم ظریفی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے محبوب ﷺ کو مومنوں اور کافروں کے درجات و مقامات سے آگاہ کرنے کے لئے قرآن نازل فرمائے اور یہاں تمام آیات واحادیث کو نظر انداز کر کے خود حضور ﷺ ہی کو اپنے درجات و مقامات سے بے خبر بتایا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس عاجز سمیت تمام مسلمانوں کو ایسی سوچ اور ایسے رویّے سے محفوظ رکھے، آمین۔

مقامِ مصطفیٰ ﷺ از کلامِ خدا عزّ وجلّ

ہر لمحہ درجات کی بلندی:

☆ (43) وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ○ ﴿الضحیٰ:04﴾

"اور بے شک تمہارے لئے پچھلی پہلی سے بہتر ہے (اور بے شک ہر آنے والی گھڑی تمہارے لئے پچھلی گھڑی سے بہتر ہے)"

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم...... خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

☆ (44)...... وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○ ﴿سورۃ الضحیٰ:05﴾

"اور عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے"

مقامِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ (ﷺ)

اب بخاری و مسلم کی چند احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں آپ ﷺ نے تعین و تقرر اور پوری وضاحت کے ساتھ اپنے درجات و مقامات سے آگاہ فرمایا ہے۔ اپنے آقا و مولا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے علم و آگہی کا ایمان افروز بیان پڑھیے اور جھوم جھوم جائیے۔

سب کے سردار، ہمارے نبی ﷺ:

190- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا...... اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ...... قیامت کے دن سب سے لوگوں کا سردار ہوں۔

﴿بخاری کتاب الانبیاء، کتاب التفسیر باب ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ 470/01۔ مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ 111/1﴾

مقامِ محمود فقط آپ ﷺ کے لئے ہے:

191- حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ (بروز قیامت) لوگ گروہ بنا کر اپنے اپنے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ حضور! ہماری شفاعت فرمائیے۔ یہاں تک کہ شفاعت کی بات نبی کریم ﷺ تک آ پہنچے گی۔ پس اس روز اللہ تعالیٰ شفاعت کے لئے آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر کھڑا کرے گا۔

﴿بخاری کتاب التفسیر قولہ عسیٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا 686/02﴾

سب سے پہلے آپ ﷺ ہی سفارش کریں گے:

192- حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ وَاَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا...... میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت میں جانے کے لئے شفاعت (سفارش) کروں گا اور تمام انبیاء سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے۔ ﴿مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ 112/01﴾

193- حضرت انس ؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جب میں شفاعت کی درخواست کروں گا تو) کہا جائے گا...... اِنْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى اَدْنٰى مِنْ مِّثْقَالِ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ...... جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی کمتر ایمان ہو، اس کو جہنم سے نکال لاؤ تو میں جاؤں گا تو نکال لاؤں گا۔ ﴿مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ 110/1﴾

سب سے پہلے آپ ﷺ ہی پل صراط سے گزریں گے:

194- حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا...... فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّجِيْزُ...... سب سے پہلے (پل صراط سے) میں گزروں گا۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب الصراط جسر جہنم 973/02﴾

حضور ﷺ سے ملاقات حوض کوثر پر ہوگی:

195- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کو بلایا اور انہیں ایک خیمے میں جمع کر کے فرمایا کہ صبر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جا کر ملو کیونکہ میں تمہیں حوض کوثر پر ملوں گا۔

﴿بخاری کتاب التوحید باب وجوہ یومئذ ناظرۃ 1108/02﴾

حضور ﷺ کا اپنے حوض کوثر کو دیکھنا:

196- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب میں جنت کی سیر کر رہا تھا تو ایک نہر پر پہنچا جس کے دونوں جانب کھوکھلے موتیوں کے گنبد بنے ہوئے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا...... هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِیْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ...... یہ وہی کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا فرمایا ہے...... اس کی مٹی یا خوشبو (اس میں ایک راوی ہدبہ کو شک ہے) تیز مشک کی ہے۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض 974/02﴾

ہمارے آقا ﷺ سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے:

197- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا...... اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ ...... قیامت کے دن تمام انبیاء سے زیادہ میرے پیروکار ہوں گے اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔ ﴿مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ 112/01﴾

198- ”حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آ کر اسے کھلواؤں گا۔ جنت کا محافظ کہے گا: آپ ﷺ کون

ہیں؟ میں کہوں گا: محمد (ﷺ)۔ وہ کہے گا: یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں“ ﴿مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ 112/1﴾

یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں حضور ﷺ کے بہت قریب ہوگا:

199- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا...... اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَ قَالَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَ الْوُسْطٰى...... میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح نزدیک ہوں گے اور آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کے ذریعے یہ بات بتائی۔

﴿بخاری کتاب الادب باب فضل من یعول یتیما و 882/02۔ مسلم کتاب الزھد والرقاق باب فضل الاحسان الی الیتیم 411/02﴾

اور حضور ﷺ کا اپنے جنت کے مقام کو دیکھنا:

200- وصال سے پہلے ہر نبی (علیہ السلام) اپنا جنت کا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے:

﴿بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ﷺ 638/02، کتاب الدعوات باب دعاء النبی ﷺ 939/02۔ مسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل عائشہ 286/02﴾

201- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ایک رات میرے پاس دو فرشتے آئے تو مجھے جگا کر ایسے شہر کی طرف لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا ہوا تھا...... قَالَا لِیْ هٰذِهٖ جَنَّةُ عَدْنٍ وَّ هٰذَا مَنْزِلُكَ...... دونوں فرشتوں نے مجھ سے کہا: یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ ﷺ کا مقام ہے

﴿بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ براۃ آیت نمبر 102۔674/2، کتاب التعبیر باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح 1044/2﴾

اس تفصیل سے خوب روشن ہوا کہ حضور ﷺ کو اپنے انجام اور تمام درجات و مقاماتِ آخرت کا علم و مشاہدہ حاصل ہے۔ اس قدر واضح بیان کے بعد بھی آپ ﷺ کو خود اپنے حال سے بے خبر بتانے پر اصرار کیا جائے تو ایسی صورتِ حال میں دعا کے سوا خیر خواہی کا اور کیا طریقہ رہ جاتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہم سب کو راہ ہدایت پر چلائے اور ہمارے دلوں کو اپنے پیارے محبوب، دانائے غیوب ﷺ کی سچی محبت و عقیدت اور آپ ﷺ کے ادب و احترام کی لذت و حلاوت سے آشنا فرمائے، آمین۔

چند اصولی گزارشات

اس باب کے آخر میں قرآن و حدیث کا مطالعہ کرنے والوں کی خدمت میں چند اصولی گزارشات پیش کی جاتی ہیں۔ ان گزارشات کو مدِنظر رکھا جائے تو شکوک و شبہات کی تسکین اور قرآن و سنت کے منشاء و مراد تک پہنچنا آسان رہے گا۔ اُمید ہے قرآن و حدیث میں غور و فکر کی برکتیں حاصل کرنے کے خواہش مند ان گزارشات کو بہت مفید پائیں گے۔

1- سوال کرنا لاعلمی اور بے خبری کی دلیل نہیں ہوتا۔ کیا فرشتوں سے پوچھنے کے باعث اللہ تعالیٰ کو بندوں کے اعمال سے غافل و بے خبر قرار دیا جا سکتا ہے؟

2- نبی علیہ السلام کے لیے ہر سوال کا جواب دینا اور ہر بات کی وضاحت کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ کسی سوال یا صورتِ حال پر خاموشی کی کئی وجوہات اور حکمتیں ہوتی ہیں۔ تمام وجوہات اور حکمتیں نظر انداز کر کے خاموشی کو فقط لاعلمی اور بے خبری پر محمول کرنا درست نہیں۔

3- اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے، غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، غیب کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں...... ان مضامین پر مبنی آیات و احادیث میں علمِ غیب کی مرکزیت اللہ تعالیٰ کے پاس ہونے کا بیان ہے۔ ان آیات و احادیث سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب کا علم عطا نہیں کرتا۔

4- چونکہ قرآن پاک کا ایک حصہ دوسرے حصے کی توضیح و تفسیر کرتا ہے اور احادیث مبارکہ کو بھی توضیح و تفسیر کے لئے بنیادی حیثیت حاصل ہے اس لئے کسی مسئلہ میں نتیجہ پر پہنچنے کے

لئے درست طریقہ یہی ہے کہ زیرِ غور مسئلہ کے ساتھ تعلق رکھنے والی آیات واحادیث کا وسیع اور گہرا مطالعہ کیا جائے۔ اگر ایک نوعیت کی آیات واحادیث کو تو سامنے رکھا جائے مگر دوسری نوعیت کی آیات واحادیث کو نظر انداز کر دیا جائے تو گمراہی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

مثلاً قرآن پاک کی متعدد آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے جیسا کہ اس کتاب کے پہلے باب میں کئی آیات درج کی گئی ہیں۔ اسی طرح احادیث مبارکہ سے بھی اس عطاء و بخشش کا بیان واضح اور روشن ہے جیسا کہ صرف بخاری ومسلم سے منتخب کر کے احادیث مبارکہ اس کتاب میں پیش کی گئی ہیں۔

اس کے برعکس جن آیات واحادیث میں مخلوق سے اس علم کی نفی کا بیان ہے، ان کا مفہوم کرتے وقت عطاءِ علم والی آیات واحادیث کو نظر انداز کرتے ہوئے مطلقاً یہ سمجھنا درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس علم سے نہیں نوازتا۔ نفی والی آیات واحادیث کا ایسا مفہوم کرنے سے عطاءِ علم والی تمام آیات واحادیث کا انکار لازم آئے گا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ کے ارشادات وفرامین میں کوئی باہمی مخالفت اور ٹکراؤ نہیں ہے اس لئے نفی والی آیات واحادیث کا مفہوم کرتے وقت عطاءِ علم والی آیات واحادیث کو سامنے رکھتے ہوئے دونوں قسم کی آیات واحادیث میں مطابقت وموافقت تلاش کی جائے گی۔ اسی لیے نفی والی آیات واحادیث کا یہ معنی ومفہوم کیا جاتا ہے کہ اللہ کے بتائے بغیر (از خود۔ ذاتی طور پر) کوئی غیب نہیں جانتا۔ رہا اس کے بتانے سے تو یہ علم دوسری آیات واحادیث سے ثابت وواضح ہے۔ معتبر مفسرین قرآن وشارحین حدیث کی عبارات سے بھی یہی واضح ہے۔

5- بعض مواقع پر حضور ﷺ نے اپنی ذات سے اس علم کی نفی فرمائی۔ چونکہ اکثر مواقع پر آپ ﷺ نے اس نوعیت کے علم کا اظہار فرمایا ہے اس لئے نفی فرمانے کو آپ ﷺ کے

تواضع اور انکساری پر محمول کیا جائے گا۔ جیسے قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت اور برتری حاصل ہے۔ آپ ﷺ خطیب الانبیاء ہیں۔ آپ ﷺ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمائی اور بروزِ قیامت آپ ﷺ کو سب سے پہلے سفارش کا اذن اور جنت کا داخلہ عطا ہوگا۔ ان تمام فضیلتوں کے باوجود آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

202- مجھے حضرت یونس علیہ السلام بن متی پر فضیلت نہ دو۔

﴿بخاری کتاب الانبیاء 01/485﴾

اسے آپ ﷺ کے تواضع اور انکساری پر ہی محمول کیا جائے گا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہ ہوگا کہ آپ ﷺ کو حضرت یونس علیہ السلام پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔

6- ہوسکتا ہے ایک وقت میں کسی چیز کے بارے میں علم نہ ہو مگر بعد ازاں اس کا علم دے دیا گیا ہو۔ ایک وقت کی لاعلمی کو ہمیشہ کے لئے لاعلمی و بے خبری پر دلیل بنانا درست نہیں۔ پہلے حضور ﷺ کو منافقین کے حال کا علم نہ تھا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے دلوں میں چھپے ہوئے نفاق سے آگاہ کر دیا۔ ایسی بے شمار مثالیں قرآن و احادیث میں موجود ہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کو غیب کا علم تدریجاً (آہستہ آہستہ) حاصل ہوا ہے۔ جو حضور ﷺ کو غافل و بے خبر بتائے، اسے قرآنی آیات اور صحیح احادیث کی نصوص سے واضح کرنا ہوگا کہ آپ ﷺ کو تادمِ وصال اس شے کے بارے میں علم نہیں دیا گیا۔

7- قرآن وحدیث کا مطالعہ کرنے والوں کو یہ اصولی حقیقت ہمیشہ سامنے رکھنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ، اس کے محبوب بندوں اور ان محبوب بندوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی عظیم نشانیوں کی اہمیت وعظمت اور ان کی تعظیم وتوقیر اجاگر کرنا قرآن وحدیث کا بنیادی مضمون

اور منشاء و مراد ہے۔اس لئے آیات و احادیث کا ایسا کوئی مفہوم و مطلب حقیقت پر مبنی قرار نہیں دیا جا سکتا جس سے صریحاً تو در کنار اشارتاً بھی اللہ تعالیٰ، اس کے محبوب بندوں اور ان محبوب بندوں کے ساتھ نسبت رکھنے والی نشانیوں کی عظمت و توقیر مجروح ہوتی ہو۔ایسے مفہوم و مطلب کو اپنی عقل اور اپنے رویئے کا قصور سمجھنا چاہیے۔سیدھی اور سچی راہ چلنے کا درست اور آسان طریقہ یہ ہے کہ تفہیم و مطالعہ اور غور و فکر کا یہ سفر......مخلص، سنجیدہ، وسیع النظر، خوف الٰہی کے جذبہ اور ذمہ داری کے احساس جذبے سے سرشار، اللہ تعالیٰ کے شعائر یعنی اس کی عظمت کے نشانوں کا ادب و احترام سکھانے والے راسخ الاعتقاد علماءِ حق......کی رہنمائی میں طے کیا جائے ورنہ اس اصولی ضابطے اور اس ضروری رابطے کی اہمیت نظر انداز کرنے والوں کو مادر پدر آزاد عقل کا سرکش گھوڑا گمراہی کے اندھے کنوئیں میں گرا دے یا آگ کے گہرے سمندر میں اتار دے تو کیا تعجب ہے۔

8- ہدایت اللہ پاک کے اختیار میں ہے اس لئے نفس و شیطان کے شر سے بچنے کے لئے اس کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتے ہوئے اس سے ہدایت طلب کرتے رہنا چاہیے۔

اے اللہ العالمین! تیری بلند بارگاہ میں تیرے پیارے محبوب ﷺ کی عزت و عظمت کا واسطہ دے کر التجا کرتے ہیں کہ ہمیں قرآن و حدیث کا صحیح فہم عطا فرما، ہمارے دلوں کو اپنی اور اپنے پیارے محبوب ﷺ کی محبت و عقیدت اور ادب و احترام کے لئے مختص فرما لے۔

اے اللہ العالمین! اسی پر ہمیں زندہ رکھ اور اسی پر ہمارا خاتمہ فرمانا، آمین۔

گیارھواں باب

بے ادب

بد نصیب

حضور ﷺ کے علم پاک کی وسعت وعظمت کا انکار کرنے والے

مومن اور منافق جدا جدا

☆ (1) مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ...... ﴿آل عمران:179﴾

"اللہ تعالیٰ مومنوں کو اس حال پر نہیں چھوڑے گا جس پر تم ہو جب تک کہ جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے"

حضور ﷺ کو بے خبر کہنے والے:

204-علامہ علاء الدین اپنی شہرہ آفاق تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں ...... بقول سُدی رحمۃ اللہ علیہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب کہ میری امت مٹی کی شکل میں تھی، اس وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کی گئی اور میں نے جان لیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا...... پس یہ خبر جب منافقوں کو پہنچی تو انہوں نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ محمد ﷺ کو یہ گمان ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے، ان میں سے کوئی ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا حالانکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے۔

﴿خازن جز اول ص 455 مطبوعہ مصر- بیضاوی 1/192 دار الکتب العلمیہ بیروت- اسباب النزول الواحدی ص 88 دار الکتب العلمیہ بیروت﴾

حضور ﷺ کے علمِ غیب پر طعن کرنے والے:

205- تفسیر معالم التنزیل جز اول 56۔455 میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت ......(مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ...... کے تحت فرماتے ہیں: پس جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی۔ پھر فرمایا: ان قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں۔ آج سے قیامت تک جو ہونے والا ہے، اس میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دوں۔ جو بھی تم مجھ سے پوچھو گے، میں تمہیں اس کے بارے میں بتاؤں گا۔ (حضرت حذافہ رضی اللہ عنہ کے اپنے نسب کے بارے میں سوال کرنے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے توبہ کے کلمات پر مبنی مکمل حدیث پاک اس کتاب میں بیان کی جا چکی ہے)

منافق ہی مذاق اڑاتے ہیں اور منافق ہی اعتراض کرتے ہیں:

☆ (2) وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ○ ﴿سورۃ توبہ:65﴾

''اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے۔ تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول ﷺ سے ہنستے ہو؟''

سورۃ توبہ کی یہ آیت کب اور کیسے نازل ہوئی؟

206- گذشتہ صفحات میں مسلم کتاب الفتن کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم روم میں جہاد کرو گے اور اللہ تمہیں فتح عطا فرمائے گا جب یہ خبر عام ہوئی تو غزوہ تبوک میں جاتے ہوئے تین منافق جو ایک ساتھ تھے، ان میں دو افراد اس خبر کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے مذاقاً کہنے لگے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ روم پر غالب آ جائیں گے یہ کیسا انہونا اور عجیب خیال ہے (اس لئے کہ ان دنوں روم کی سلطنت بہت طاقتور تھی اور ایسا ہونا

قیاساً متوقع نہ تھا)۔ ان میں سے تیسرے شخص نے کوئی بات نہیں کی تاہم وہ اپنے دو ساتھیوں کی بات سن کر ہنستا رہا۔ (حضور ﷺ ان کی اس گفتگو سے باخبر ہو گئے) آپ ﷺ نے ان تینوں کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ تم ایسا ایسا کہہ رہے تھے (جب ان افراد نے دیکھا کہ آپ ﷺ تو ہماری آپس کی گفتگو جانتے ہیں اور انکار نہیں کیا جا سکتا) تو کہنے لگے کہ ہم تو یونہی راستہ کاٹنے کے لئے ہنسی کھیل کے طور پر دل لگی کی باتیں کر رہے تھے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿تفسیر خازن 3/117۔ معالم التنزیل 3/117۔ بیضاوی 1/411 بیروت﴾

(2) 205- ابن ابی شیبہ۔ ابن جریر۔ ابن المنذر۔ ابن ابی حاتم، راس المفسرین حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد خاص امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی شخص کی اُونٹنی گم ہو گئی۔ اس کی تلاش تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔......قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ يُحَدِّثُنَا مُحَمَّدٌ اَنَّ نَاقَةَ فُلَانٍ بِوَادِیْ كَذَا وَمَا يُدْرِيْهِ بِالْغَيْبِ......اس پر ایک منافق بولا محمد ﷺ بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے۔ محمد ﷺ غیب کیا جانیں؟ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

﴿تفسیر ابن جریر۔ تفسیر دُرِّ منثور 03/254 بیروت﴾

208- ابن جریر نے قتادہ کا بیان نقل کیا ہے کہ کچھ منافقین نے غزوہ تبوک میں کہا: یہ شخص (حضرت محمد ﷺ) اُمید لگائے ہوئے کہ شام کے محلات اور قلعے فتح کر لے گا ایسا ہونا بہت بعید ہے۔ اللہ نے ان کے اس قول سے اپنی نبی ﷺ کو آگاہ کر دیا۔ حضور ﷺ ان منافقوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تم نے ایسا ایسا کہا تھا۔ وہ کہنے لگے......اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ......اس پر اس آیت کا نزول ہوا۔ ﴿تفسیر مظہری 04/620﴾

اس رویّے کا انجام کیا ہوا؟

☆ (3) اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً

بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ ﴿سورۃ توبہ:66﴾

''بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے آپ کو مومن کہنے کے بعد اگر ہم تم میں سے کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے''

اس آیت میں ان تینوں منافقوں میں سے ایک شخص یحییٰ بن حمیر یا مخشی بن حمیر اشجعی کی معافی کا ذکر ہے۔ مخشی منافقوں کے ساتھ ہنسنے میں تو شریک تھا لیکن اس نے خود کوئی کلمہ گستاخی کا اپنی زبان سے نہیں نکالا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے نفاق سے توبہ کی اور بعد میں یہ جنگِ یمامہ میں مسلمانوں کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

باقی دونوں افراد نے چونکہ حضور ﷺ کیلئے گستاخانہ کلمات ادا کئے تھے۔ اس آیت میں ہے کہ ان کو ضرور عذاب ہو کر رہے گا ﴿خازن 3/118۔ معالم التنزیل 3/118﴾

مذکورہ آیات کے نازل ہونے کا سبب ان میں سے کوئی ایک واقعہ ہو یا تمام واقعات، یہ بات بالصراحت معلوم ہوئی کہ حضور ﷺ کے احکام و فرامین کی اطاعت کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے شخصی اوصاف و کمالات کا اعتراف نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی عبادت و ریاضت حتیٰ کہ اسلام کا دعویٰ بھی قبول نہیں۔

حضور ﷺ کے سچے غلاموں کو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرنے والے کے تمام اعمالِ خیر ضائع ہو جاتے ہیں جیسا کہ سورۃ الحجرات کی دوسری آیت میں صراحتاً مذکورہ ہے۔...... اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ...... ترجمہ: ایسا نہ ہو تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو ...... لہٰذا ہر شخص کو چاہیے کہ حضور ﷺ کے بارے میں خوب خوب احتیاط رکھے اور کبھی ایسا رویہ اختیار نہ کرے جس سے صریحاً تو در کنار کنایتاً بھی اہانت و گستاخی کا کوئی پہلو نکلتا ہو۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے، ہم سب کو حضور ﷺ کے سچے غلاموں میں شامل رکھے اور آپ ﷺ کی محبت و عقیدت اور ادب و احترام پر ہمارا خاتمہ فرمائے، آمین۔

بارہواں باب

باادب......خوش نصیب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

209- حضرت ابو سلمہ عبد الرحمٰن بیان کرتے ہیں:

اَنَّ عَآئِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ ﷺ یَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرَئِیْلُ یُقْرِئُكِ السَّلَامَ قُلْتُ وَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَ هُوَ یَرٰی مَالَا نَرٰی۔ ﴿بخاری کتاب الادب باب من دعا صاحبہ 2/915﴾

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، زوجہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! یہ جبرائیل ہیں جو تمہیں سلام کہتے ہیں۔ میں نے کہا: ان پر سلام اور اللہ کی رحمت۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مزید بیان کیا کہ حضور ﷺ وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے''

210- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک رات حضور ﷺ میرے ہاں قیام فرما تھے۔ آپ ﷺ کچھ دیر تو میری نیند کے خیال سے ٹھہرے رہے۔ پھر آہستہ سے باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے ہو لی۔ آپ ﷺ بقیع کے قبرستان پہنچے اور وہاں دیر تک کھڑے رہے۔ پھر تین دفعہ ہاتھ اُٹھائے اور واپس لوٹنے لگے۔ میں بھی واپس چل پڑی اور تیز تیز چلتے ہوئے آپ ﷺ کے پہنچنے سے پہلے گھر پہنچ کر لیٹ گئی۔ آپ ﷺ نے گھر میں داخل ہوتے ہی فرمایا: اے عائشہ! کیا ہوا، تمہارا سانس کیوں چڑھ رہا ہے؟ میں نے کہا: کوئی خاص بات نہیں۔ قَالَتْ مَهْمَا یَكْتُمُ النَّاسُ یَعْلَمُهُ اللّٰهُ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے سوچا کہ جب لوگ حضور ﷺ سے کچھ چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بتلا دیتا ہے۔ ﴿مسلم کتاب الجنائز فصل فی التسلیم علی اھل القبور 1/313﴾

211- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور ﷺ تندرستی کی حالت میں فرماتے تھے کہ کسی نبی کی روح اس وقت تک قبض نہیں کی جاتی جب تک وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھ لے۔ پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کا سرِ انور میرے زانو پر تھا۔ آپ ﷺ پر غشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے نگاہیں چھت کی طرف اٹھائیں۔ پھر فرمایا: اے اللہ! رفیق اعلیٰ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سوچا: اب حضور ﷺ ہمیں اختیار نہیں کریں گے۔ مزید فرماتی ہیں کہ مجھے وہ حدیث یاد آئی جو حضور ﷺ نے زمانہ صحت میں فرمائی تھی اور وہ درست ہو رہی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا آخری کلام یہی ہے: اے اللہ! رفیق اعلیٰ۔

﴿بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاتہٖ 2/638، کتاب الدعوات باب دعاء النبی ﷺ 2/939۔ مسلم کتاب فضائل صحابہ باب فضائل عائشہ 2/286﴾

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیانات کہ...... حضور وہ کچھ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھتے...... جب لوگ حضور ﷺ سے کچھ چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو بتا دیتا ہے...... حضور ﷺ کی وصال سے پہلے جنت کا اپنا مقام دیکھ لینے والی بات درست ہو رہی ہے...... ان سے آپ کا یہ عقیدہ سامنے آتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے آخرت کے مقام سے باخبر و آگاہ ہیں اور یہ کہ حضور ﷺ نے پردۂ غیب میں موجود جنت کو بھی دیکھا ہے۔

حضرت اُم المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ:

212- حضرت بی بی سلمہ زوجہ حضرت ابو رافع ؓ فرماتی ہیں: میں حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا: آپ کو کیا چیز رُلاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک پر مٹی ہے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کا یہ حال کیسا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: میں ابھی قتل حسین کے موقع پر موجود تھا۔ ﴿مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت۔ ترمذی باب مناقب حسن وحسین﴾

213- مسند احمد میں مزید یہ بھی ہے کہ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے بلند آواز سے فرمایا:

عراقیوں نے حسین ؓ کو قتل کیا، خدا انہیں قتل کرے۔ انہوں نے حسین ؓ سے دغا کی، خدا ان پر لعنت کرے۔ ﴿مسند احمد ج 06 ص﴾

تبصرہ:

(1) حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کا خواب کے درمیان حضور ﷺ سے حضرت امام حسین ؓ کی شہادت کی خبر سن کر بیداری میں بے اختیار رونا یہ واضح کرتا ہے کہ وہ بھی حضور ﷺ کے علمِ غیب کا عقیدہ رکھتی تھیں۔

(2) حضور ﷺ کا کسی کو خواب میں زیارت وکلام سے مشرف فرمانا حقیقت پر مبنی ہوتا ہے اس لئے کہ شیطان حضور ﷺ کی مثل صورت اختیار نہیں کر سکتا۔

(3) حضور ﷺ اپنے وصال کے بعد بھی لوگوں کے اعمال وافعال اور حالات وواقعات ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ آپ ﷺ کے اُمتیوں کو یہ بات ہر لحظہ پیش نظر رکھنی چاہیے کہ حضور ہمارے پسندیدہ اعمال سے خوش ہوتے ہیں اور ناپسندیدہ اعمال سے رنجیدہ ہوتے ہیں۔

214- بزار کی حدیثِ عرضِ اعمال کے نام سے معروف حدیثِ پاک سے بھی اس کی مزید تائید ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں حضور ﷺ کو رنجیدہ کرنے والے اعمال سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(4) حضور ﷺ جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ طویل فاصلے ہمارے لئے رکاوٹ ہیں، حضور ﷺ کی لطافت کے سامنے ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

(5) حضور ﷺ جہاں بھی تشریف لے جائیں، روضہ اطہر آپ ﷺ کے وجودِ مسعود سے خالی نہیں ہوتا اس لئے کہ زائرینِ روضہ اطہر ہر وقت آپ ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے رہتے ہیں اور آپ ﷺ محبت سے لبریز سلاموں کا جواب دیتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق ؓ کا عقیدہ:

اس کتاب میں بخاری ومسلم کے حوالے سے بیان کردہ ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ نے کوہِ اُحد پر حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی ؓ کو شہداء ارشاد فرمایا تھا

دوسری میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مقفل دروازے کے زبردستی توڑے جانے کے فتنے کی خبر دے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث پاک بیان کر چکے تو ان سے پوچھا گیا: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے ہیں کہ اس دروازے سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دروازہ سے مراد خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (مسلم کتاب الایمان باب رفع الامانة والایمان 82/1 کی حدیث پاک میں ہے کہ اس سے مراد ایک شخص ہے جسے قتل کیا جائے گا) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ سوال بھی کیا گیا: کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانتے ہیں کہ اس دروازے سے کیا مراد ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، وہ اس کو ایسا یقینی اور قطعی طور پر جانتے ہیں جیسے میں دن کے بعد رات آنے کو جانتا ہوں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس جواب سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے علم غیب اور غیبی خبروں کی سچائی کا کیسا پختہ عقیدہ رکھتے تھے۔ اللہ پاک ہمیں بھی ایسی محبت اور ایسے یقین میں سے حصہ عطا فرمائے، آمین۔

علاوہ ازیں مَا فِی غَدٍ کے باب میں یہودیوں کو جلاوطن کرنے سے متعلق بیان کردہ حدیث پاک سے بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مثبت اعتقاد واضح ہو جاتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

215- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اے عثمان! اُمید ہے اللہ تعالیٰ تم کو ایک قمیض پہنائے گا۔ اگر لوگ تم سے اس قمیض کا اُتار چاہیں تو تم ان کی وجہ سے اُسے نہ اتارنا۔ ﴿ترمذی مناقب عثمان ابن عفان ابن ماجہ۔ مشکوۃ باب مناقب عثمان ص 562﴾

216- حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک دن ایک باغ میں حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما بھی باغ میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے جنت کی خوشخبری پائی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھولنے کو کہا۔ آپ ﷺ نے اجازت دیتے ہوئے ان کیلئے فرمایا: وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ اَوْ تَكُوْنُ ...... انہیں جنت کی بشارت دو اس مصیبت کے ساتھ جو انہیں پہنچے گی۔

﴿بخاری کتاب الادب باب من نکت العود 918/02، کتاب المناقب باب مناقب عمر بن خطاب 522/01، کتاب الفتن باب الفتنة التی تموج کموج البحر 1051/02﴾

217- حضرت مُرّہ ابن کعب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا جب کہ آپ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کیا اور انہیں بہت قریب بتایا تو ایک چادر پوش گزرا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔ میں اس شخص کی طرف اٹھا تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان کا چہرہ حضور ﷺ کے سامنے کیا اور کہا: کیا یہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

﴿ترمذی مناقب عثمان ابن عفان۔ مشکوۃ ص 42، 562۔ ابن ماجہ ...... امام ترمذی نے اس حدیث پاک کو حسن صحیح فرمایا ہے﴾

قربان جائیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عقیدے پر:

218- ابوسہلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے دار (یعنی فتنے کے دن) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے، میں اس پر صابر ہوں۔

﴿مشکوۃ مناقب عثمان ص 562 بحوالہ ترمذی مناقب عثمان ابن عفان﴾

219- ابوسہلہ ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے آہستہ سے کچھ فرمانے لگے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا رنگ بدلنے لگا۔

پھر جب دار (فتنہ) والا دن آیا تو ہم نے کہا کہ کیا ہم جنگ نہ کریں؟ فرمایا: نہیں مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ایک عہد لیا ہے۔ میں اپنے آپ کو اس عہد پر قائم رکھے ہوئے ہوں۔ ﴿مشکوۃ مناقب عثمان ص 562، بحوالہ بیہقی دلائل النبوۃ﴾

220- حضور ﷺ کی زبان مبارک سے جنت کی بشارت سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور مصیبت کی غیبی خبر سن کر یہ نہ کہا کہ آپ غیب کی بات کیا جانیں؟ آپ کو کیا معلوم کہ کل کیا ہوگا؟ بلکہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی علم غیب پر اپنے محکم یقین کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا...... اَللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ...... اللہ مددگار ہے۔

﴿بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر بن خطاب 01 / 522، کتاب الادب باب نکت العود 02 / 918﴾

221- جس دن حضرت عثمان ؓ شہید ہوئے، آپ روزہ سے تھے۔ شہادت سے قبل جمعہ کے دن آپ ؓ نے خواب میں دیکھا کہ پیارے محبوب ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور ان سے فرماتے ہیں: عثمان! جلدی کرو، ہم تمہارے افطار کے انتظار میں ہیں۔ بیدار ہوئے تو حاضرین سے خواب کا تذکرہ کیا۔

اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ میری شہادت کا وقت آ گیا، باغی مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ وہ کہنے لگیں: امیر المومنین! ایسا نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان ؓ نے فرمایا...... میں یہ خواب دیکھ چکا ہوں۔ ﴿طبقات ابن سعد 03 / 53۔ مستدرک حاکم۔ مسند احمد﴾

222- اور ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمان! آج جمعہ میرے ساتھ ادا کرنا۔ پھر وہ پائجامہ منگا کر پہنا جو اس سے قبل کبھی نہ پہنا تھا۔

حضرت عثمان ؓ کو اپنی شہادت کا ایسا یقین کیوں تھا؟

یوں تو ان احادیث مبارکہ کے مطالعہ کے بعد یہ سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ حضرت عثمان ؓ کو اپنی شہادت کا ایسا یقین کیوں تھا؟ تاہم درج ذیل حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو:

223- حضرت ثمامہ بن حزن قشیری فرماتے ہیں: میں حضرت عثمان ؓ کے پاس آیا۔ آپ ؓ گھر کے اوپر سے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرما رہے تھے: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ حضور ﷺ ثبیر مکہ پر تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور میں بھی تھا۔ پہاڑ متحرک ہوا یہاں تک کہ اس کے پتھر نیچے گرنے لگے۔ حضور ﷺ نے پائے اقدس کی ٹھوکر مار کر فرمایا: ثبیر! ٹھہر جا کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ معاصرین نے کہا: ہاں۔ حضرت عثمان ؓ نے فرمایا: اللہ اکبر! ان لوگوں نے میرے حق میں گواہی دے دی۔ رب کعبہ کی قسم! میں شہید ہوں۔ تین مرتبہ فرمایا ﴿ترمذی ابواب المناقب مناقب عثمان ابن عفان﴾

امیر المؤمنین حضرت علی ؓ کا عقیدہ:

224- حضرت ابو سعید خدری ؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ذو الخویصرہ نامی ایک شخص آیا اور آپ ﷺ کی تقسیم پر اعتراض کرنے لگا۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے حضور ﷺ سے اجازت چاہی کہ اس شخص کی گردن اُڑا دیں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: جانے دو، اس کے اور بھی ساتھی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس گستاخ گروہ کی علامات ارشاد فرماتے ہوئے ان میں سے ایک شخص کے بارے میں فرمایا کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا بازو عورت کے پستان کی طرح ہوگا۔ جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائیں گے تو ان لوگوں کا خروج ہوگا۔ حضرت ابو سعید خدری ؓ فرماتے ہیں: میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ حدیث خود میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی ؓ بن ابو طالب نے ان لوگوں سے جنگ کی ہے اور میں بھی لشکر میں شامل تھا۔ حضرت علی ؓ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔ جب اسے لایا گیا تو اس کے اندر وہ تمام نشانیاں دیکھیں جو آپ ﷺ نے بیان فرمائی تھیں۔

﴿بخاری کتاب المناقب باب علامات نبوت 01 / 509﴾

225- حضرت عبد اللہ بن ابی رافع ؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت علی ؓ ان سے قتال کر چکے تو فرمایا: اس آدمی کی تلاش کرو۔ اسے ڈھونڈا گیا مگر وہ نہیں ملا۔ فرمایا: اس کو پھر جا کر تلاش کرو، بخدا نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھے جھوٹ بتایا گیا ہے۔ یہ بات انہوں نے دو یا تین بار کہی۔ حتیٰ کہ لوگوں نے اس کو ایک کھنڈر میں ڈھونڈ لیا اور اس کی لاش لا کر حضرت علی ؓ کے سامنے رکھ دی۔ ﴿مسلم کتاب الزکاۃ 01 باب اعطاء المؤلفۃ 01 / 343﴾

حضرت ابو سعید خدری ؓ کے گواہی دینے اور حضرت علی ؓ کے اس آدمی کو تلاش کروانے سے معلوم ہوا کہ وہ حضور ﷺ کے علمِ غیب کے اِثبات کا پختہ عقیدہ رکھتے تھے۔

حضرت اسماء اور حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہم) کا عقیدہ:

226- جب ظالم حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تو ان کی والدہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی کہ ثقیف قبیلے میں ایک جھوٹا ہے اور ایک ہلاک کرنے والا۔ جھوٹے کو تو ہم نے دیکھ لیا لیکن ہلاک کرنے والا تو میں تجھے ہی خیال کرتی ہوں۔

﴿مسلم کتاب فضائل صحابہ باب ذکر کذاب ثقیف و مبیرھا 02/312﴾

227- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ثقیف میں ایک جھوٹا ہوگا اور ایک ہلاک کرنے والا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کہا جاتا ہے، جھوٹا تو مختار بن عبیدہ ہے اور ہلاک کرنے والا حجاج بن یوسف ہے۔

﴿مشکوٰۃ مناقب قریش و ذکر القبائل ص 551 بحوالہ ترمذی ماجآء فی ثقیفٍ﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

پچھلے صفحات میں بخاری کتاب الرقاق سے ایک حدیث پاک بیان کی گئی ہے جسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث پاک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ...... فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَاٰنِيْ وَعَرَفَ مَافِيْ نَفْسِيْ...... (تو حضور ﷺ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور جان لیا جو کچھ میرے دل میں تھا) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ واضح کرنے کے لئے کافی ہیں کہ حضور ﷺ دل کا حال بھی جانتے ہیں۔

یہاں ایک اور واقعہ درج کیا جاتا ہے جسے مشکوٰۃ میں ابوداؤد شریف کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔

228- حضرت صالح بن درہم تابعی روایت کرتے ہیں: ہم حج کرنے جا رہے تھے کہ ایک شخص ملا۔ پس اس نے کہا: کیا تمہارے قریب کوئی بستی ہے جسے ابلّہ کہا جاتا ہے؟ ہم بولے: ہاں۔ اس نے کہا: تم میں سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ مسجد عشار میں میرے لئے

دو چار رکعتیں پڑھے اور کہہ دے کہ یہ نماز ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے (اس نماز کا ثواب حضرت ابوہریرہ کے لئے ہے)؟ میں نے اپنے محبوب، ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسجد عشار سے ایسے شہیدوں کو اٹھائے گا کہ ان کے سوا شہداء بدر کے ساتھ کوئی کھڑا نہ ہوگا اور فرمایا کہ یہ مسجد نہر کے قریب ہے۔

﴿ابوداؤد کتاب الفتن باب ذکر البصرہ 02/243۔ مشکوٰۃ باب الملاحم﴾

معلوم ہوا کہ:

(1) حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا علم غیب عطا فرمایا کہ آپ کو ہزاروں سال بعد ہونے والے واقعات کا علم ہے بلکہ ان واقعات کا محلِ وقوع بھی آپ ﷺ کے سامنے ہے۔

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی آخر زمانہ میں ہونے والے جہاد کے متعلق دی ہوئی غیبی خبر کے بارے میں یقین رکھتے تھے کہ ایسا ضرور ہوگا۔ اس سے ان کا حضور ﷺ کے علمِ غیب کے متعلق پختہ عقیدہ واضح ہوتا ہے۔

(3) اگرچہ ساری مسجدیں اللہ کا گھر ہیں مگر جہاں اللہ کے مقبول بندے، اولیاء کاملین موجود ہوں وہاں اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان حاجیوں سے مسجد عشار میں اسی لئے نماز پڑھنے کے لئے کہا تھا کہ وہ زمانہ آخر کے مجاہدین کے یہاں جمع ہونے کے باعث اس مسجد کو زیادہ متبرک خیال کرتے تھے۔

(4) کوئی نیکی کر کے اس کا ثواب دوسروں کو بخش دینا نہ صرف جائز بلکہ پسندیدہ ہے۔

(5) کم تر اپنے سے برتر درجے والے کو ایصالِ ثواب کر سکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے عقیدہ کی مزید وضاحت کے لئے یہ حدیث پاک بھی ملاحظہ ہو:

229- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جبکہ جزیہ کا ایک دینار بلکہ ایک درہم بھی تمہیں نہیں ملے گا؟ لوگوں نے پوچھا کہ آئندہ کی بات آپ کو کس طرح معلوم ہو گئی؟ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ابوہریرہ کی جان ہے، مجھے صادق و مصدوق ﷺ نے بتایا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کی وجہ کیا ہوگی؟ فرمایا: اس

وقت تم اللہ کا ذمہ اور رسول خدا ﷺ کا ذمہ توڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں کو مضبوط کر دے گا لہٰذا وہ اپنے مال میں سے تمہیں کچھ نہیں دیں گے۔

﴿بخاری کتاب الجهاد والسّیر باب اثم من عاهد ثم لم غدر﴾

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے لئے علم غیب کا عقیدہ رکھتے تھے اسی لئے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ غیبی خبر بیان فرمائی۔

(2) جب تک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس غیبی خبر کی نسبت حضور ﷺ کی طرف نہیں کی تھی، لوگوں نے اس کا سبب معلوم کرنے کیلئے سوال کیا لیکن جیسے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آئندہ کے ان حالات (مافی غد) کے بارے میں یہ خبر حضور ﷺ کی دی ہوئی ہے تو لوگ اسی وقت مطمئن ہو گئے۔ اس سے وہاں موجود تمام لوگوں کے عقیدے کی وضاحت بھی ہو گئی۔

حضرت اُمِ ربیّع رضی اللہ عنہا کا عقیدہ:

230- حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن سراقہ نے غزوہ بدر میں جام شہادت نوش کیا اور وہ نو عمر تھے۔ ان کی والدہ (حضرت اُمِ ربیّع رضی اللہ عنہا) نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں تو عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ جانتے ہیں حارثہ سے مجھ کو کیسی محبت تھی۔ پس اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر کسی اور حال میں ہے تو دیکھیے میرا کیا حال ہو گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: افسوس کیا تو دیوانی ہے؟ کیا خدا کی ایک ہی جنت ہے؟ اس کی جنتیں تو بہت ساری ہیں...... وَاِنَّهٗ فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ ......اور بے شک وہ تیرا بیٹا تو جنت الفردوس میں ہے۔

﴿بخاری کتاب المغازی باب فضل من شهد بدر 02/567، کتاب الرقاق باب صفة الجنة 02/970﴾

سبحان اللہ! کیا بات ہے نگاہ مصطفیٰ ﷺ کی کہ زمین پر تشریف رکھتے ہیں مگر جنت بھی آپ ﷺ کی نگاہوں کے سامنے ہے اسی لئے تو پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ اِنَّ کا تاکیدی اور قطعی لفظ استعمال کرتے ہوئے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کے جنتی مقام کی خبر دے دی۔

گویا حضور ﷺ کو اللہ عزوجل نے وہ علم ومشاہدہ عطا فرمایا ہے کہ آپ ﷺ جنت کے ہر درجے کو بھی دیکھ رہے ہیں اور وہ درجہ پانے والے خوش نصیب جانثار کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

اس حدیث پاک سے حضرت حارثہ کی والدہ حضرت اُم ربیع رضی اللہ عنہا کا عقیدہ بھی معلوم ہوا کہ وہ حضور ﷺ کے وسیع علم ومشاہدہ کی قائل تھیں ورنہ اس سے سوال پوچھنے کا کیا مطلب جو جانتا ہی نہ ہو۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا عقیدہ:

231- حضرت مستورد قرشی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت آئے گی تو رومیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہو گی۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: میں وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم یہ کہتے ہو تو ان میں چار خصلتیں ہیں۔ وہ آزمائش کے وقت سب لوگوں سے زیادہ حلیم ہیں اور مصیبت کے وقت سب لوگوں سے جلدی دوبارہ حملہ کرتے ہیں اور مسکینوں اور یتیموں اور کمزوروں کے لئے سب لوگوں سے بہتر ہیں اور پانچویں خصلت سب سے اچھی یہ ہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ بادشاہوں کو ظلم سے روکنے والے ہیں۔

﴿مسلم کتاب الفتن واشراط الساعة 02/392﴾

طوالت اگر بارِ خاطر نہ ہو تو مشہور اہل حدیث عالم قاضی سلیمان منصور پوری کا ترجمہ و تبصرہ بھی پڑھتے چلیے، لکھتے ہیں:

صحیح مسلم میں موجود ہے کہ ابو مستورد قریشی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فاتح مصر

کے سامنے یہ بیان کیا کہ آخری زمانہ میں یورپین عیسائیوں کا دنیا میں زور ہو جائے گا۔ عمرو بن العاص ؓ نے اسے روکا اور کہا: دیکھو کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا: میں تو وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔

عمرو بولے: تب تو درست ہے۔ مزید لکھتے ہیں...... ناظرین غور کریں کہ یہ روایت صحابی رسول ﷺ نے اس وقت بیان کی کہ جب عساکر اسلام جملہ اطراف عالم میں مظفر یا منصور (کامیاب) تھے۔ جب ان کو عراق وشام ومصر، خراسان وایران وسوڈان کی فتوحات میں کہیں ایک جگہ بھی شکست نہ ہوئی تھی۔ عیسائی، مسلمانوں کے سامنے جملہ ممالک میں پیچھے ہٹ رہے تھے اور عقل و وہم وقیاس سے نزدیک یورپین اقوام کی کثرت وغلبہ کی پیش گوئی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آسکتی تھی۔

دنیائے اسلام کی یہی حالت امام مسلم (م 261ھ) کی زندگی تک موجود تھی مگر صحابی روایت کرتا ہے اور امام الحدیث اسے اپنی کتاب میں ایمان وایقان صحت کے ساتھ درج بھی کر دیتا ہے۔ آج دنیا دیکھ لے کر امریکن (جو اپنی اصل زادونہاد کے اعتبار سے یورپین ہیں) برطانیہ، پرتگال، سویڈن، ناروے، سوئٹزرلینڈ، سپین، جرمنی وغیرہ کی حالت کیا ہے؟

﴿رحمۃ للعالمین ج03 ص172﴾

اسی کو علم غیب کہا جاتا ہے کہ آئندہ کے جو حالات کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ آسکتے ہوں، حضور ﷺ نے صدیوں پہلے ان کا نقشہ کھینچ کر بتا دیا کہ کل کیا ہوگا؟

ہمارا تو اس حدیث پاک کے درج کرنے کا مقصد یہ تھا کہ حضور ﷺ کا علم غیب اور حضرت مستورد قرشی ؓ اور حضرت عمرو بن العاص ؓ کا عقیدہ واضح ہو، قاضی صاحب کی عبارت سے حضرت امام مسلم کا علم غیب کے بارے میں مثبت عقیدہ بھی واضح ہو گیا۔

حضرت عکاشہ اور دیگر صحابہ کرام ؓ کا عقیدہ:

232- بخاری ومسلم میں ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا: ایک روز حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: مجھ پر اُمتیں پیش کی گئیں۔ پس ایک دو نبی گزرے جن کے

ساتھ لوگوں کی جماعت تھی۔ کسی نبی کے ساتھ ایک یا دو اُمتی تھے اور ایک نبی ؑ ایسے تھے کہ ان کے ساتھ کوئی اُمتی نہ تھا۔ یہاں تک کہ میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی۔ میں نے اپنی اُمت کا خیال کیا تو کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ ؑ ہیں اور ان کی قوم۔ پھر کہا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی اُمت ہے اور ان میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

233- حضرت ابوہریرہ ؓ سے بخاری کتاب الرقاق باب یدخل الجنۃ...... بغیر حساب 968/02 سے مروی حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے)۔ لوگ ادھر ادھر چلے گئے اور آپ ﷺ نے یہ ظاہر نہ فرمایا کہ وہ کون لوگ ہوں گے۔ چنانچہ کہنے لگے کہ وہ ہم ہیں کیونکہ اگرچہ ہم زمانہ شرک میں پیدا ہوئے لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے ہیں یا پھر ہماری اولاد ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔

234- حضرت عمران ؓ سے مروی حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام ؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہوں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ جماعت ان لوگوں کی ہے جو نہ تو بدشگونی لیں، نہ منتر کریں، نہ داغ لگوائیں بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کریں...... پھر حضرت عکاشہ ؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا میں بھی ان لوگوں میں سے ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ پھر ایک اور صحابی ؓ عرض گزار ہوئے: کیا میں بھی ان میں ہوں؟ فرمایا کہ عکاشہ ؓ تم پر سبقت لے گئے ہیں۔ (مسلم کی حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عکاشہ ؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں سے کردے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: عکاشہ! تم انہی لوگوں میں سے ہو۔

﴿بخاری کتاب الطب باب من لم یرق 856/02۔ مسلم کتاب الایمان باب الدلیل علی دخول...... 117/01﴾

سبحان اللہ! یہ حدیث پاک تو حضور ﷺ کے علم ومشاہدہ اور صحابہ کرام ؓ کے سچے، سُچے اور پاکیزہ عقیدے کا منہ بولتا بیان ہے۔

اس حدیث پاک سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ:

(1) حضور ﷺ نے انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے اُمتیوں کے ساتھ ساتھ اپنی تمام اُمت کو ملاحظہ فرمایا۔ اس میں قیامت تک کے وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے گویا حضور ﷺ تمام لوگوں کے عقائد و نظریات، اعمال و افعال وغیرہ ان کے سب حالات و کیفیات سے مکمل طور پر آگاہ ہیں اور یہ آگاہی محض اندازے کی بنیاد پر نہیں بلکہ مشاہدے کی بنیاد پر حاصل ہے اور مشاہدہ بھی ایسا کامل اور واضح کہ آپ ﷺ نے ان اُمتیوں میں سے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہونے والے خوش نصیب غلاموں کے چہروں کی چمک تک بھی ملاحظہ فرمائی۔

(2) کسی بھی صحابی ؓ نے یہ نہ کہا کہ حضور ﷺ! آپ کیا جانیں؟ آپ کو تو اپنے انجام کی بھی خبر نہیں (معاذ اللہ) بلکہ صحابہ کرام ؓ کے ان ستر ہزار افراد کے تعین کے لئے قیاس آرائیاں کرنے اور حضور ﷺ سے ان کے بارے میں سوال کرنے سے صحابہ کرام ؓ کے اس عقیدے کی وضاحت بھی ہوگئی کہ حضور ﷺ کو تمام لوگوں کے اعمال و افعال، ان کے انجام اور اُخروی مقام کا یقینی علم حاصل ہے ورنہ ان قیاس آرائیوں اور ان ستر ہزار افراد کے بارے میں سوال کرنے کا کیا مطلب و محل؟

(3) ضمناً یہ بھی کہ حضرت عکاشہ اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہما نے براہ راست اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرنے کی بجائے حضور ﷺ سے دعا کے لیے التجا کی اس لیے کہ وہ آپ ﷺ کو دعاؤں کی قبولیت اور مُرادوں کی برآری کے لیے وسیلۂ عظمیٰ جانتے تھے حالانکہ رب ان کی بھی شاہ رگ سے زیادہ قریب تھا اور ان کی بھی پکار سننے والا تھا مگر وہ شریعت اور صاحب شریعت کے مزاج شناس تھے۔ انہوں نے اپنے اعمال ہی پر تکیہ کرنے کی بجائے حضور ﷺ کو وسیلہ بنا کر ہمیشہ کے لئے سچے عقیدوں کی راہیں واضح کردیں۔

حضور ﷺ کے خاص راز دار حضرت حذیفہ ؓ کا عقیدہ:

آب آخر میں حضرت حذیفہ بن یمان ؓ کا عقیدہ بیان کیا جاتا ہے۔ اُسد الغابہ میں ہے کہ ان کا نام اس طرح لیا جاتا ہے، حذیفہ صاحبِ سِرِّ رسول اللہ ﷺ فی المنافقین، یعنی منافقین کے بارے میں حضور ﷺ کے خاص راز دار۔ حضور ﷺ نے اپنے اس پیارے جانثار صحابی ؓ کو کیا کچھ بتایا تھا اور حضور ﷺ کے غیبی علوم کے بارے میں ان کا کیا اعتقاد تھا، اس کے لئے درج ذیل احادیث پاک کا مطالعہ کیجیے۔

235- حضرت ابوادریس خولانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن یمان ؓ کہتے تھے کہ بخدا میں اب سے لے کر قیامت تک ہونے والے ہر فتنے کو تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والا ہوں اور میرا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہی حال تھا کہ آپ ﷺ نے مجھے راز کی وہ باتیں بتائیں جو میرے علاوہ اور کسی کو نہیں بتائیں۔ ایک دن ایک مجلس میں آپ ﷺ فتنوں کے متعلق بیان فرما رہے تھے، اس مجلس میں میں بھی حاضر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کو گنتے ہوئے فرمایا: تین فتنے ایسے ہیں جو کسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے۔ ان میں سے بعض فتنے گرمیوں کی آندھیوں کی طرح ہیں، بعض فتنے چھوٹے ہیں اور بعض بڑے ہیں۔ حضرت حذیفہ ؓ نے کہا کہ میرے علاوہ اس مجلس کے تمام شرکاء اب فوت ہو چکے ہیں۔ ﴿مسلم کتاب الفتن 390/2﴾

236- حضرت حذیفہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے اس کی خبر مجھے رسول اللہ ﷺ نے دی ہے اور کوئی شے ایسی نہیں جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال نہ کیا ہو البتہ میں نے آپ ﷺ سے یہ سوال نہیں کیا کہ اہل مدینہ کو کیا چیز مدینہ سے نکالے گی؟ ﴿مسلم کتاب الفتن 390/02﴾

237- حضرت جندب ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں واقعہ جرعہ کے دن آیا وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے کہا: آج تو یہاں بہت خونریزی ہوگی۔ اس شخص نے کہا: بخدا ہرگز نہیں: میں نے کہا: خدا کی قسم! کیوں نہیں ہوگی؟ اس شخص نے کہا: بخدا ہرگز نہیں، میں نے

کہا: خدا کی قسم! کیوں نہیں ہو گی؟ اس شخص نے کہا: بخدا ہرگز نہیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے جو آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمائی۔ حضرت جندب ؓ فرماتے ہیں، میں نے کہا: آج تک میرے پاس بیٹھنے والوں میں تم سب سے بُرے آدمی ہو۔ میں تمہاری مخالفت کر رہا تھا حالانکہ تم نے اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی ہوئی تھی۔ تم نے مجھے منع کیوں نہیں کیا؟ پھر میں نے سوچا، اس غصہ سے کیا حاصل ہے؟ میں نے مڑ کر اس شخص کی بابت سوال کیا تو وہ حضرت حذیفہ ؓ تھے۔ ﴿مسلم کتاب الفتن 02/391﴾

ان احادیث پاک سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ کو قیامت تک ہونے والے تمام فتنوں اور حالات وواقعات کا پورا علم حاصل تھا اس لیے کہ علم کے بغیر خبر کیسے دی جاسکتی ہے؟ آپ ﷺ نے جسے مناسب سمجھا اور جتنا مفید جانا، اس علم میں سے حصہ عطا کیا۔ آپ ﷺ کی اس سخاوت وفیاضی کو قرآن پاک نے یوں بیان کیا...... وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ...... کہ وہ پیارے محبوب ﷺ تو غیب بتانے میں بخل کرنے والے نہیں۔

238- خود حضور ﷺ نے بھی فرمایا...... اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّ اللّٰهُ يُعْطِیْ...... میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ مجھے عطا فرماتا ہے۔

﴿بخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ خیرا ج ا ص 17، کتاب الجہاد باب فان للہ خمسہٗ﴾

ان احادیث پاک میں آپ نے اللہ کی عطاؤں کی فراوانی بھی دیکھی اور حضور ﷺ کی تقسیم کا نظارہ بھی کیا۔ حضور ﷺ تو جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے، سب جانتے ہی تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے ان غلاموں کی نگاہوں سے بھی سب حجابات اٹھا کر انہیں بھی دانا و بینا بنا دیا۔ حضرت حذیفہ ؓ ہی کو دیکھ لیجئے کہ حضور ﷺ کی نظرِ فیض اثر سے آپ ؓ سینوں کے اندر چھپے ہوئے ایمان ونفاق کو ایسے جاننے والے تھے کہ اُسد الغابہ کے مطابق حضرت عمر فاروق ؓ کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص مر جاتا تو حضرت حذیفہ ؓ سے پوچھتے تھے۔ اگر وہ اس کی نماز میں شریک ہوتے تو حضرت عمر ؓ اس کے جنازہ کی نماز پڑھاتے اور اگر حضرت حذیفہ ؓ شریک نہ ہوتے تو خود بھی نہ جاتے۔

سُوئے منزل...... سُوئے مدینہ

تعظیمِ رسول ﷺ...... معرفتِ توحید کا ذریعہ

یوں تو ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کی مظہر ہے تاہم انسان اس وحدہٗ لاشریک کا بہترین شاہکار اور اس کی صناعی کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ جمالِ خداوندی کا عکس اور اس کی صفات کا آئینہ ہے۔ اس کا بولنا، سننا اور اس کا دیکھنا ہر صفت میں اللہ تعالیٰ کی صفتوں کا اظہار اور جلوہ ہے اور پھر اس کے پسندیدہ اور خاص بندے، اس کے انبیاء و رُسل علیہم السلام تمام کائنات اور کائنات کی تمام مخلوقات کے حسن و جمال کے جامع ہوتے ہیں۔ ان کی سماعت و بصارت اور ان کا فکر و تدبر غرض ہر صفت پورے جوبن اور درجہ کمال پر ہوتی ہے۔ ان کی ہر صفت اللہ تعالیٰ کی خاص دلیل اور خاص نشانی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن پاک میں اپنی عظمتوں کی ان نشانیوں کی تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کی تعظیم کرنے کو دلوں کا تقویٰ قرار دیا ہے۔ ﴿سورۃ الحج: 32﴾

ان انبیاء ورسل علیہم السلام میں ہمارے حضور، تاجدارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تو شان ہی نرالی ہے۔ آپ ﷺ تمام انبیاء کے سردار اور ان کی تمام خوبیوں اور حسن و جمال کے حامل وجامع ہیں۔ آپ ﷺ کی ہر ادا اور ہر صفت صفاتِ خداوندی کا ایسا صاف وشفاف آئینہ ہے کہ جس نے بھی آپ ﷺ کی صفتوں کی عظمت تسلیم کی، وہ معرفتِ خداوندی کا کمال پا گیا۔ ایسے ہی خوش نصیب کے لیے فرمایا گیا:

مؤمن کی فراست سے ڈرو اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نُور سے دیکھتا ہے۔ ﴿ترمذی﴾

240- بخاری شریف کی حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے...... میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعے میرا قُرب حاصل کر لیتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں۔ جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور عطا کرتا ہوں۔ اگر وہ میری پناہ پکڑے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں۔

﴿بخاری کتاب الرقاق باب التواضع 02/963﴾

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس محبوب بندے کا دیکھنا، سننا، چلنا اور پکڑنا سب تائید خداوندی سے ہوتا ہے۔ اس کی سماعت و بصارت اور اس کا علم و اختیار غرض اس کی ہر صفت دوسروں سے ممتاز اور جدا ہوتی ہے۔ اس کی آنکھیں وہ چیزیں دیکھ لیتی ہیں جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے۔ اس کے کان وہ آوازیں سن لیتے ہیں جو دوسرے نہیں سن سکتے۔

خود سوچیے! جب ایک کامل مومن کی یہ شان ہے تو جن کے صدقے مومن کو ایمان اور یہ مقام حاصل ہوا، ان کی کیا شان ہوگی؟ وہ تو اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ پیارے محبوب اور سب سے زیادہ رب تعالیٰ کے قریب ہیں۔ ان کی سماعت و بصارت علم و اختیار کے کیا کہنے۔ خود نماز سے پہلے اپنے غلاموں سے فرمایا: کیا تم سمجھتے ہو کہ میں جانب قبلہ ہی دیکھتا ہوں۔ جبکہ اللہ کی قسم، مجھ پر تمہارا خشوع اور رکوع پوشیدہ نہیں۔ میں تمہیں اپنی پشت پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

﴿بخاری کتاب الصلوٰۃ باب عظۃ الامام الناس 1/59﴾

آپ ﷺ سے نہ فرشتے اوجھل، نہ جنت مخفی، نہ جہنم پوشیدہ۔ آپ ﷺ نے ہزاروں میل کے فاصلوں کی خبریں بھی دیں اور ہزاروں سال بعد کے زمانوں کی خبریں بھی دیں۔

الغرض حضور ﷺ کو قادر و قدیر رب تعالیٰ نے ایسے حواس و قویٰ اور صفات و اعضاء سے نوازا ہے کہ آپ ﷺ کی نظیر و مثال کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

جس طرح عمارت کی خوب صورتی سے کاریگر کی مہارت اور کتاب کی تحقیق سے مصنف کی علمیت کا پتہ چلتا ہے اس طرح جب کوئی انصاف اور محبت کی نظر سے آپ ﷺ کی شخصیت، آپ ﷺ کی سماعت و بصارت اور آپ ﷺ کے علم و آگہی کا مطالعہ کرتا ہے تو پکار اُٹھتا ہے کہ جب ان کا دیکھنا ایسا ہے تو ان کے خالق و مالک کا دیکھنا کیسا ہوگا۔ جب ان کا سننا ایسا ہے تو ان کے خالق و مالک کا سننا کیسا ہوگا۔ یُوں آپ ﷺ کی شخصیت اور آپ ﷺ کی صفتوں کی عظمت تسلیم کرنے والا خدا تعالیٰ کی معرفت و قربت حاصل کر لیتا ہے۔

مگر تمام لوگوں کے رویے ایک جیسے تو نہیں ہوتے۔ بعض ان عظمتوں کو تسلیم کرتے ہیں تو بعض ایں و آں کے ہیر پھیر سے ان عظمتوں کو تسلیم کرنے والوں پر شرک کے فتوے داغ داغ کر اپنے اندر کی آگ کو ہوا دیتے ہیں۔

انصاف سے بتایئے، کیا اس سے عقیدۂ توحید کی دولت ہاتھ آئی یا شرک کا دروازہ کھلا؟

میرے محترم! یہاں تو شرک کی تمام جڑیں کٹ گئیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ ﷺ کی عبادت بھی روا رکھی جاتی تو یقیناً شرک ہوتا۔ آپ ﷺ کے علم و اختیار کو مقدار و نوعیت میں اللہ تعالیٰ کے علم و اختیار کے برابر قرار دیا جاتا تو یقیناً شرک ہوتا۔

اس سلسلے میں بار بار با لوضاحت عرض خدمت ہے......

(1) اللہ تعالیٰ خالق ہے اور آپ ﷺ مخلوق ہیں۔

(2) اللہ تعالیٰ کی تمام صفتیں ذاتی ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں اور آپ ﷺ کی تمام صفتیں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہیں اور آپ ﷺ اپنے رب تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

(3) اللہ تعالیٰ کا علم و اختیار اور دیگر تمام صفتیں ازلی و ابدی اور مستقل ہیں اور آپ ﷺ کی تمام صفتیں حادث ہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ کا علم واختیار ایسا وسیع ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے جتنا بھی وسیع علم واختیار تسلیم کرلیا جائے، اسے اللہ تعالیٰ کے علم واختیار کے مقابلے میں وہ نسبت بھی حاصل نہیں جو ایک بوند پانی کے کئی کروڑویں حصے کو بے کنار سمندر کے مقابلے میں حاصل ہوتی ہے۔

اب بتائیے، اتنے فرق کا اعتقاد رکھنے کے باوجود مساوات کا الزام دینا عجیب جرأت نہیں تو کیا ہے؟ جس کی بات کرنی ہو، اُس کا اعتقاد تو اُسی سے دریافت کرنا چاہیے۔ جب ذمہ دار علماء اور معتبر کتابیں موجود ہیں تو اپنی طرف سے دوسروں کا اعتقاد فرض کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بھلا ریت پر محل تعمیر کرنا کوئی عقل مندی ہے؟

شرک کا معاملہ شریعت کا نازک ترین مسئلہ ہے۔ ایسے نازک مسئلہ پر ایسا غیر تحقیقی اور غیر محتاط رویہ اختیار کرنے سے جتنا بھی گریز کیا جائے، کم ہے۔

میرے آقا ﷺ کے اُمتی کہلانے والو، میرے آقا ﷺ کا کلمہ پڑھنے والو! حضور ﷺ کی ذات کو متنازعہ نہ بناؤ۔ آپ ﷺ تو مرکزِ کائنات ہیں، آپ ﷺ کے دامن کرم سے وابستہ رہ کر ہی مرکزیت برقرار رکھی جاسکتی ہے۔ آپ ﷺ کی ذات اصلِ کائنات ہے، حقیقی زندگی حاصل کرنے کے لئے آپ ﷺ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط کرنا ہوگا۔ آپ ﷺ جانِ ایمان ہیں، اگر اپنے دلوں کی دنیا شاد وآباد رکھنا چاہتے ہو تو اپنے دلوں کو حضور ﷺ کی محبت وعقیدت سے لذت آشنا کرو۔ آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم بجالاؤ۔ اسی کا نام مرکزیت ہے، اسی کا نام حیات اور اسی کا نام ایمان ہے۔ اسی جذبے سے عبادت میں لذت پیدا ہوتی ہے۔ اسی رویّے سے ابدی فلاح حاصل ہوتی ہے۔ یہ جذبہ حاصل نہ ہو تو عبادت سے طاعت کا ثواب نہیں، منافقت کا عذاب ملتا ہے۔ یہ رویہ اختیار نہ کیا جائے تو کامیابی کے ہار نہیں، ناکامی کے طوق پہنائے جاتے ہیں۔

مسلمانو! اگر ذلت ورسوائی سے نجات حاصل کرکے عزت وعظمت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ محبت وعقیدت اور ادب واحترام کا تعلق بہتر اور مضبوط بنانا ہوگا۔ نماز، روزے کی اہمیت مُسلّم، طاعت وریاضت کی فضیلت بجا مگر تمام اعمال کی بنیاد حضور ﷺ کی محبت وعقیدت اور آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم پر اُستوار کرنا اولین ضرورت ہے۔ یہی عمل کی اساس ہے، یہی تبلیغ کا مرکزی نکتہ اور اسی پر نجات کا مدار ہے۔

خدارا اپنا تعلق بہتر بناؤ، اپنے عمل اور اپنی تبلیغ کا جائزہ لو اور اپنی نجات کی فکر کرو۔

مجھے تسلیم ہے کہ پختہ عادتیں اور پرانی رفاقتیں بدلنا آسان نہیں ہوتا مگر عادتوں کی برائی اور رفاقتوں کی ہلاکت سے بچنے کے لئے اپنی ہمت، اپنی توانائی، اپنے فکر اور اپنے عمل سے جتنا بھی کام لینا پڑے، دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ آئندہ کی آسانی اور کامیابی کے لئے ایسا کرنا بہت ضروری ہے۔ اس مقام پر ایک مخلصانہ مشورہ ہے۔ مفید لگے تو ضرور آزمانا:

ہمیں اپنی دوستی اور اپنی عقیدت کا از سرِ نو جائزہ لینا چاہیے پورے انصاف اور پوری دیانت داری کے ساتھ جس کی دوستی اور رفاقت سے حضور ﷺ کے ادب واحترام اور آپ ﷺ کی تعظیم وتکریم کے جذبے پروان چڑھیں، صرف وہی دوستی اور رفاقت برقرار رکھنے میں فائدہ ہے اور وہ محفل جہاں آنے جانے سے، وہ شخص جس کے ساتھ میل جول رکھنے سے اور وہ کتاب جس کا مطالعہ کرنے سے حضور ﷺ کا ادب واحترام مجروح ہو، اس محفل کا ایک ایک لمحہ کالا ناگ ہے، اس شخص کی ایک ایک بات تیز تلوار اور اس کتاب کا ایک ایک حرف زہرِ قاتل ہے۔ ایمان بچانے کیلئے کالے ناگ، تیز تلوار اور زہرِ قاتل سے بچنا ہوگا۔

ہوشیار رہنا، ایسی محفل کے مصنوعی تقدس، ایسے شخص کی مصنوعی شرافت اور ایسی کتاب کے مصنوعی حسن کے باعث احتساب اور جائزے کا عمل مشکل تر ہو جاتا ہے۔

احتساب اور جائزے کے عمل میں آپ کو نہ جانے کتنی محفلیں اور کتنی عقیدتیں قربان کرنا پڑیں لیکن یاد رہے کہ فکر و عمل کی اسی قربانی سے صحابہ کرام ؓ کی جماعت تشکیل پائی تھی۔

آؤ ان کی پیروی کرتے ہوئے راستے کی ہر دیوار گرادیں۔

اے اُٹھنے والو! اے بڑھنے والو! مدینے کا سفر...... توحید کی معرفت...... جنت کی منزل مبارک ہو۔

والسلام......

خاتمہ بالخیر
شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ
مغفرت...... کی دعاؤں کا طالب

احمد رضا خاں عفی عنہ

تعارف تحریکِ مطالعۂ قرآن

مقصد ○ ماضی ○ حال ○ مستقبل

بدعقیدگی و بدعملی، ذہنی و فکری انتشار، فحاشی و عریانی، بے راہ روی اور دین بیزاری کا سیلاب ہر گھر کے ہر فرد کی طرف جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے، اس کے تباہ کن اثرات کسی بھی ہوش منداور باشعور شخص سے پوشیدہ نہیں۔ ہر دردمند فکرمند ہے کہ اس سیلاب کا راستہ کیسے روکا جائے؟ ایمان کیسے بچایا جائے اور اخلاق کیسے سنوارے جائیں؟

بے سوچے سمجھے کوئی جو چاہے کہہ دے مگر بیماری کے صحیح علاج کیلئے بیماری کا سبب جاننا بہت ضروری ہے۔ آپ ایک بار نہیں ہزار بار غور کر لیجیے۔ ہوسکتا ہے فروعی اور ذیلی اسباب تو بہت ہوں مگر اس خرابی و بیماری کا بنیادی سبب ایک ہی ہے، کتابِ انقلاب قرآن مجید اور مصلحِ اعظم حضور محمد مصطفیٰ ﷺ سے فکری و عملی دُوری۔ دُوری بھی ایسی ہے کہ ہمارا مسٹر ہو یا مولوی، سو(100) کیا ہر ہزار میں، فقط چند کے سوا باقی سب نہ قرآن سے راہنمائی لیں اور نہ صاحبِ قرآن ﷺ کو راہنما بنائیں۔ دعوے ہیں نعرے ہیں اور پروپیگنڈے جن میں ایک سے بڑھ کر ایک۔ بھلا دعووں، نعروں یا پروپیگنڈے سے بھی کبھی خطرات ٹلتے اور حالات سنورتے ہیں۔ خطرات کی روک تھام اور حالات کی تبدیلی کیلئے تو ایسی پُرخلوص انفرادی و اجتماعی جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے جو وقتی اور عارضی نہیں بلکہ بھرپور اور مسلسل ہو۔

اس جدوجہد کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے 2003ء میں چند دردمند احباب نے اللہ تعالیٰ اور اُسکے محبوب ﷺ کی حمایت و نصرت کے بھروسے پر تحریکِ مطالعۂ قرآن کی بنیاد رکھی اور المرکز الاسلامی والٹن روڈ لاہور کینٹ میں مرکزی دفتر قائم ہوا۔

جدید خطوط پر قرآنی تعلیمات عام کرنا اور صحیح معنوں میں قرآنی معاشرے کی تشکیل کے لیے جدوجہد کرنا تحریک کا بنیادی مقصد قرار پایا۔

کارکردگی:

1- لوگوں کی بڑھتی ہوئی مصروفیات کے پیشِ نظر فہمِ قرآن کا نہایت آسان اور دلچسپ تعلیمی طریقہ متعارف کروایا گیا جس کے ذریعے ملک کے مختلف علاقوں سے سینکڑوں افراد بہت کم وقت صرف کر کے گھر بیٹھے بغیر فیس قرآن مجید کا فہم حاصل کر رہے ہیں۔

2- تعلیماتِ قرآنی کے فروغ کے لیے مختلف مقامات پر اجتماعی مطالعۂ قرآن پر مشتمل دروسِ قرآن کا اہتمام کیا گیا جن میں فیصل آباد اور مرکز تحریک لاہور میں قرآن مجید کا مطالعہ مکمل ہوا اور لاہور ہی میں جامع مسجد دربس بڑے میاں مغل پورہ، جامع مسجد قاسم خاں صدر کینٹ، جامع مسجد ابوبکر نقشبندیہ مین بازار قینچی اور جامع مسجد چوک دالگراں برانڈرتھ روڈ میں منتخب مطالعۂ قرآن پر مشتمل درسِ قرآن جاری رہا۔

3- عوامی تربیت کیلئے دیگر پروگراموں کے علاوہ گزشتہ سالوں میں رمضان المبارک میں اجتماعی اعتکاف کا اہتمام کیا گیا۔

4- افرادِ معاشرہ میں دینی کتب کے مطالعہ کا شوق پیدا کرنے اور دینی تعلیمات کے فروغ کے لیے عوامی لائبریریوں کے نیٹ ورک کے قیام کے سلسلے میں ابتدائی قدم کے طور پر مین بازار قینچی لاہور میں مطالعۂ قرآن عوامی لائبریری قائم کی گئی ہے۔

5- وقتاً فوقتاً اہم موضوعات پر مفید و مختصر کتابچے شائع کر کے مفت تقسیم کیے گئے۔

6- دورِ حاضر کی انسانی ضروریات و نفسیات اور ماحول سامنے رکھتے ہوئے قدیم و جدید موضوعات پر تحقیقی لٹریچر کی تیاری کیلئے سینکڑوں کتب پر مشتمل ریسرچ سنٹر قائم کیا گیا ہے جہاں نومبر 2008ء سے اہل افراد کی خدمات حاصل کر کے تحقیقی کام شروع ہے۔

عنقریب آغاز کے منتظر پروگرام:

❶ علمی و تعلیمی مواد پر مشتمل ویب سائیٹ کا اجراء ❷ آن لائن دینی راہنمائی کا اہتمام
❸ ریسرچ لائبریری کیلئے مزید کتب کا حصول ❹ ریسرچ سکالرز کی تعداد میں اضافہ
❺ تحریک کے اشاعتی ادارہ/مکتبہ کا قیام

علاوہ ازیں مکمل اور طویل المیعاد منصوبہ بندی کا تفصیلی خاکہ بھی تحریراً تیار ہے اور دلچسپی رکھنے والے احباب کو برائے ملاحظہ و تبادلۂ خیال پیش کیا جا سکتا ہے۔

قارئین محترم! جذبے، لگن، صلاحیت اور منصوبہ بندی کی اہمیت اپنی جگہ مگر اہل افراد کی دستیابی اور مالی وسائل کی فراہمی کے بغیر یہ سب کچھ زبانی جمع خرچ کے سوا کیا ہے؟

آپ جانتے ہیں کہ ہماری مساجد میں تعلیم و تعلم پر کتنا وقت اور سرمایہ خرچ ہوتا ہے اور محراب و مینار اور دَر و دیوار کی شیشہ گری و مینا کاری پر کتنے سال لگتے اور کتنا مال خرچ ہوتا ہے۔

جہاں اہلِ علم غیر علمی مشاغل پر مطمئن ہوں اور اہلِ دولت کے کثیر وسائل مروجہ محافل، نذرانوں، مزارات کی تزئین و آرائش، عرسوں، سوئم و چہلم وغیرہ پر ترجیحاً خرچ ہوں وہاں دروسِ قرآن و حدیث، تعلیم و تعلم، لائبریری، کتاب وغیرہ کے سلسلے کیا فروغ پائیں گے۔

تحریکِ مطالعۂ قرآن کو بھی اپنی علمی کتب کی طباعت و اشاعت، ریسرچ لائبریری کی کتب میں اضافے، ریسرچ سکالرز کی تعداد میں توسیع اور اپنے دیگر علمی منصوبہ جات کی تکمیل کے لیے اسی مشکل کا سامنا ہے۔

آپ علماء ہوں یا مشائخ، تاجر ہوں یا ملازم، افسر ہوں یا ماتحت، سیاست دان ہوں یا عسکری، امیر ہوں یا غریب...... سب سے یہی درخواست ہے کہ......

آگے بڑھیے !!! اور تحریک مطالعۂ قرآن کا پاکیزہ پروگرام ہر سو عام کرنے کے لیے اپنے علم و تجربہ، اپنے وقت، اپنے مال اور اپنی محنت کے ذریعے ہمارا ساتھ دیجیے۔

معاونت کی عملی صورتیں:

1- اہلِ علم دروسِ قرآن وحدیث کے فروغ اور تحقیق وتحریر کیلئے اپنا وقت عنایت فرمائیں۔

2- اہلِ ثروت لائبریریوں کے نیٹ ورک اور کتابوں کی تعداد میں توسیع، ریسرچ سکالرز کی تنخواہوں، کتابوں کی طباعت واشاعت، تعلیم وتربیت کے پروگراموں کے انعقاد و اہتمام، اخباری اشتہارات اور ماہانہ اخراجات کے لیے دل کھول کر مالی معاونت کریں۔

3- تحریکِ مطالعۂ قرآن کی کتب کی اشاعت کے لیے عطیات دے کر بھی آپ علم کے فروغ میں ہمارا ساتھ دے سکتے ہیں۔

4- چوں کہ ان کتب کی آمدن شعبۂ تحقیق کی خود کفالت اور شعبۂ طباعت واشاعت کے قیام واستحکام کا ایک ذریعہ ہے اس لیے احباب میں تقسیم کرنے کے لیے آپ زیادہ سے زیادہ تعداد میں کتب خرید کر ہماری اِن کوششوں میں معاونت کر سکتے ہیں۔ یہ علمِ دین کی خدمت بھی ہے اور اپنے پیاروں کے ایصالِ ثواب کا بہترین دائمی ذریعہ بھی۔

کاش! اپنے سارے مالی وسائل غیر علمی کاموں پر خرچ کر دینے والے احباب بھی علمِ دین کی تبلیغ واشاعت کی ضرورت وفضیلت جان لیں۔

---------- حدیثِ رسول مقبول ﷺ ----------

حضور ﷺ نے فرمایا: اِذَا مَاتَ ابْنُ اٰدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَه...... جب ابن آدم فوت ہوتا ہے اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے، صدقہ جاریہ، وہ علم جس سے نفع اُٹھایا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی ہے۔

﴿مسلم کتاب الوصیۃ باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ﴾

تحریک مطالعۂ قرآن کی کتب کی نمایاں خصوصیات

تحقیقی مواد | مستند حوالے | آسان اسلوب | مہذب انداز

عظمتِ قرآن کا ایک اہم باب
لفظِ قرآن کی معنوی تحقیق — پروفیسر احمد رضا خاںؒ

اہلِ علم اور عوام کے لیے یکساں مفید
مسئلۂ تقدیر اور عوامی مسائل — علامہ محمد تصدق حسینؒ

لاجواب دلائل کا مختصر مجموعہ
ہم میلاد کیوں منائیں؟ — پروفیسر احمد رضا خاںؒ

گستاخِ رسول کی سزا اور فقہاءِ احناف — علامہ محمد تصدق حسینؒ

یزید... حدیث وتاریخ کے آئینے — پروفیسر احمد رضا خاںؒ

قرآنی تصوّرات

کے آسان فہم پر مشتمل

مفید کتابیں

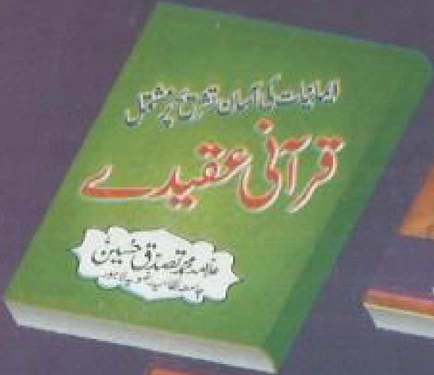

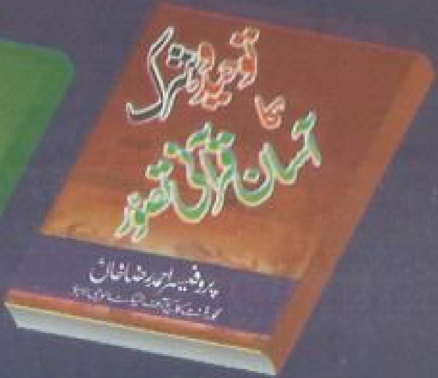

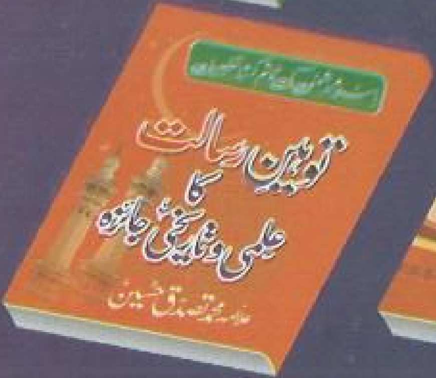

آسان مطالعہ قرآن کورس

بذریعہ خط و کتابت

دلچسپ | سوالاً جواباً

گھر بیٹھے | بلا معاوضہ

تحریکِ مطالعۂ قرآن

المرکز الاسلامی والشمس روڈ لاہور 0300-4196823, 0322-4280455

E-mail: tm.quraan@yahoo.com

پرنٹرز: جے ایم آرٹ پریس 0302-4329566